بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ کہ دیوان فصاحت تبیان مقبول پیر و جوان منظور نظر اہل شوق

دیوان ذوق

باہتمام ابوالحسنات قطب الدین احمد مدیر و پرنٹر بار ہفتم ماہ ستمبر ۱۹۱۳ع

در مطبع نامی واقع لکھنؤ مطبوع گردید

دیوان ذوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا احمدِ خدا مین دل جو مصروفِ رقم میرا | الف الحمد کا سا بنگیا گویا [illegible]
صراطِ عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا | دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خون جاتا ہے جم
ہوا ہے سینہ یکسر خارزارِ دشتِ غم میرا | کہ آیا پا بجون آشفتہ ہو کر لب پہ دم میرا
وہ ہون مین گیسو موجِ محیطِ اعظمِ وحشت | کہ ہے گھیرے ہوے روے زمین کو پیچ و خم میرا
نشان ہے روا جی گر دکھائے زور مٹجائے | جبیں سے دیدۂ صراف کی نقشِ درم میرا
وہ ہون مین نورد شوق سیر ساتھ جاتا ہے | برنگِ سایۂ مرغِ ہوا نقشِ قدم میرا
نہو پہلو و قرب ترکِ سجدۂ ابلیس سے آدم | عدو کی سرکشی سے ذوق کب سجدہ ہو کم میرا

شوق نظارہ ہے جیسے اوس رخِ پرنور کا | ہے مرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا
ای صنم کیا پوچھتا ہے حال اس رنجور کا | دل نہ اٹکا ئے کہین اللہ ہے مقدور کا
لطف جاتا ہے سرودِ نالۂ پرشور کا | خون دل پیتا ہے یہ کھانا مجھے سینہ دور کا
اوی ظلمت مین اپنے دخل کب ہے نور کا | پھر اک شعلہ سا ہے سو بھی چراغِ دور کا

اگر لکھوں مضمون اپنے نالۂ پرشور کا
اوں صریر خامہ سے ہیں کام بانگ صور کا

شرع میں بھی دھیان تھا اس نرگس مخمور کا
مجھکو شربت میں مزہ آیا مے انگور کا

تیرے کوچے میں تن لاغر ترے رنجور کا
اک غبار ناتواں ہی کاروان مور کا

باندھوں میں مضمون جو اپنی شورش عشق کا کوئی
ہو زمین شعر میں عالم زمین شور کا

میں وہ ہوں [illegible] جسکو دیکھتا ہو وقت ذبح
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہر ساطور کا

اس شہ [illegible] پر نظر کرنا کرو رشک پری
بال بھی باندھو جو شانے پر تو زلف حور کا

[illegible] اشک [illegible] مستانہ
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا

دل وہ ہوں کہ میرے داغ سوزاں کیلیے
گر بنے مرہم سے اڑ جائے اثر کافور کا

تیرے فریادیوں سے [illegible] نامہ [illegible]
لب پہ رکھ کہ بھی نکلے پیدا ہو نالہ صور کا

[illegible] تو ہوں [illegible] عجب [illegible]
[illegible] ہو چکا [illegible] ان وار پر منصور کا

عشق کی تکلیف [illegible] فرہاد [illegible]
[illegible] جائے اگر تو نیز میرے گور کا

زخم [illegible] وہ [illegible] دست [illegible] ذوق لگے
[illegible] کس [illegible] نام انگور کا

جا نکلے [illegible]
[illegible] قسمت ہوا [illegible] زنبور کا

[illegible]
[illegible] ہوتا ہی پیدا [illegible] شعر کا نور کا

[illegible]
اتنا ان سے ہو میرے [illegible] ساطور کا

عشق نے ڈالی تھی جب [illegible] کی بنا
لکھ دیا تھا کوہکن بھی نام اک مزدور کا

بل بے وحشت ابتلک بھی شاخ آہو کی طرح
پیچ کھاتا ہو دھواں میرے چراغ گور کا

دیکھنا نہ ہرا سب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بنگیا ہر روزن ہر اک ناسور کا

کھینچے مانی اوس پری کی کیونکہ تصویر کفک
جمع ہو جبتک نہ رنگ سرخ روے حور کا

تیری قامت سی جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہی جسکی خاک بین
ہی ڈر تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکھیے اوسے خط مین کہ ستم اوٹھ نہین سکتا
پر ضعف سی ہاتھون مین قلم اوٹھ نہین سکتا

بیمار ترا صورت تصویر نہالی
کیا اوٹھے سر بستر غم اوٹھ نہین سکتا

آتی ہے صداے جرس ناقہ لیلی
صد حیف کہ مجنون کا قدم اوٹھ نہین سکتا

جون دانہ روئیدہ تہ سنگ ہمارا
سر زیر گران بار الم اوٹھ نہین سکتا

ہر داغ معاصی مرا اس دامن تر سے
جون حرف سر کاغذ نم اوٹھ نہین سکتا

اتنا ہون تری تیغ کا شرمندہ احسان
سر میرا ترے سر کی قسم اوٹھ نہین سکتا

پردہ در کعبہ سے اوٹھانا تو ہی آسان
پر پردہ رخسار صنم اوٹھ نہین سکتا

کیون اتنا گرانبار ہے جو رخت سفر بھی
اے راہ رو ملک عدم اوٹھ نہین سکتا

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق
کچھ فائدہ بیدست کرم اوٹھ نہین سکتا

واہ کیا مرہم زخم دل بیتاب بنا
آب سے نیشتر تیز کے تیزاب بنا

تا ہم منظور ہے توفیق کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

دل بیتاب کو ہم سینے مین ٹھہرا نسکے
شعلہ خون دیکھتے ہی تجکو وہ سیماب بنا

پوچھین گے مجھسے گر عیش ہوئی کب سے تلخ
کہون جسدن سے فلک کاسہ زہر آب بنا

چشم مخمور کا ہوں کس کے ہیں کشتہ یارب
کہ مری خاک سے بھی جام مے ناب بنا

تیرہ روزی نے مرے مہر جہانتاب کا نور
دیا جسوقت اوڑا کر یک شبتاب بنا

ہاے پچتاتا ہوں کیوں اوس سے کیا میں نے بگاڑ
کہ جو اب پھرتا ہوں اس طرح سے بیتاب بنا

سرمۂ چشم عزیزاں نہ بنا میں اے چرخ
کیا بنا خاک غبار دل احباب بنا

آیت سجدہ ہی حق میں مرے ہر جوہر تیغ
ہے خم تیغ فقط کیا خم محراب بنا

خال عارض ترا ہندو ہی بلا سے کافر
تیرہ بختوں کے لیے ذبح تو قصاب بنا

تو اگر آپ کو دیکھے تو مری آنکھ سے دیکھ
اپنا آئینہ مرا دیدۂ پر آب بنا

آہ کے ساتھ جو نکلا شرر آتش دل
چرخ پر جا کے وہ خورشید جہانتاب بنا

نہ بجھے اشک کے دریا سے مری سوزش دل
گرچہ دے شعلۂ جوالہ کو گرداب بنا

جب کیا عشق کے دریا نے تلاطم اے ذوق
تو کہیں موج بنی اور کہیں گرداب بنا

اوسے ہمنے بہت ڈھونڈھا نہ پایا
اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا

جس انسان کو سگ دنیا نہ پایا
فرشتہ اوسکا ہم پایہ نہ پایا

مقدر ہی پہ گر سود و زیاں ہے
تو ہمنے یاں نہ کچھ کھویا نہ پایا

لحد میں بھی ترے مضطر نے آرام
خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا

سراغ عمر رفتہ ہو تو کیونکر
کہیں جسکا نشان پایا نہ پایا

رہ گم گشتگی میں ہم نے اپنا
غبار راہ بھی عنقا نہ پایا

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

تہِ خنجر ترے بسمل نے ہنسے ہنسے
ذرا قابو تڑپنے کا نہ پایا

احاطے سے فلک کے ہم تو کب کے
نکل جاتے مگر رستا نہ پایا

جہاں دیکھا کسی کے ساتھ دیکھا
کبھی ہم نے تجھے تنہا نہ پایا

چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا
نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا

وہ از خود رفتہ ہوں جسکو خودی سے
خدائی میں اگر ڈھونڈا نہ پایا

کہے کیا ہائے زخم دل ہمارا
دہن پایا لب گویا نہ پایا

کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم
غرض خالی دل شیدا نہ پایا

سوا تیرے خط مشکین کے کوئی
شب سیہ تیرہ سودا نہ پایا

وہ بولے دیکھکر تصویر بت
سنا جیسا اسے ویسا نہ پایا

تمہارا تو نے پورا ہاتھ قاتل
ستم میں بھی تجھے پورا نہ پایا

مرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے
فلک نے بھی قرار اصلا نہ پایا

نظیر اوسکا کہاں عالم میں اے ذوق
کہیں ایسا نہ پائے گا نہ پایا

نام یوں پستی میں بالا تر ہمارا ہو گیا
جس طرح پانی کو زمین کی تہ میں تارا ہو گیا

میرے نالوں سے جو پانی سنگ خارا ہو گیا
کوہ کے چشموں کا آنسو ہر شرارا ہو گیا

ذکر دنیا نفس مردہ کو ہوا مایۂ حیات
مر کے یہ سیماب پھر زندہ دوبارا ہو گیا

واقعہ یوں چھپ گئی یہ بات اوس یار کی
ان سے جا کر ماہ تاباں پارہ پارہ ہو گیا

ایک دم بھی ہم کو جینا ہجر میں تھا ناگوار
پر امید وصل میں برسوں گوارا ہو گیا

ہے مقام زندگی زیرِ دمِ شمشیرِ مرگ
ہو گیا جس طرح کوئی دم گزارا ہو گیا

رشک سے اوس زلف کی کیا مشک ہی کا سینہ خون
بلکہ جل کر سوختہ عنبر بھی سارا ہو گیا

دل پہ زخمون کی ترقی سے ہوئی اور اک بہار
آگے تھا صد برگ یہ گل اب ہزارا ہو گیا

ظلمتِ عصیان سے تیری بن گیا شب روزِ حشر
آفتاب اک نیزے پر دُمدار تارا ہو گیا

دی شہادت نشہ کی سرخی سے چشمِ یار نے
خون رہا اپنا نہ پنہان آشکارا ہو گیا

ذوق اس بحرِ جہان مین کشتیِ عمرِ روان
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہو گیا

مین ہجر مین مرنے کے قرین ہو ہی چکا تھا
تم وقت پہ آ پہنچے نہین ہو ہی چکا تھا

اب جان پہ آفت ہے جو آئے ہو دوبارا
اکبار تو غارت دل و دین ہو ہی چکا تھا

برہم اوسے کیون تو نے کیا چھیڑ کے پھر لت
اے دل وہ ابھی چین بجبین ہو ہی چکا تھا

ہوتا جو نہ پیوند زمین تیری گلی مین
آسودہ یہ دل زیرِ زمین ہو ہی چکا تھا

آنے سے مرے ٹھہر گئے آپ وگرنہ
جانے کا ارادہ تو کہین ہو ہی چکا تھا

جو خط مین لکھا اوسنے وہ اس لکھنے سے پہلے
مکتوب سرِ لوحِ جبین ہو ہی چکا تھا

لیے بدرقۂ مرگ توقف رہا ورنہ
عزمِ سفرِ جانِ حزین ہو ہی چکا تھا

کیا ہوتا جو سمجھاتے اوسے جا کے مرے دوست
دشمن کا سخن ذہن نشین ہو ہی چکا تھا

کیا دیکھتے ہم یوسفِ کنعان کو کہ اپنا
منظورِ نظر ایک حسین ہو ہی چکا تھا

کیا گرمِ تپش ہوتا تڑپ کر ترے آگے
مین سر بتہِ خنجرِ کین ہو ہی چکا تھا

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہ ہوتا
حکمِ ازلی ذوق یونہین ہو ہی چکا تھا

ہم ہین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوارون کا
کام جنت مین ہی کیا ہمسے گنہگارون کا

محتسب گرچہ دل آزار ہے میخوارونکا
دیجیے اک جام تو ہی یار ابھی یارونکا

اتنا تو سوز فغان ہو کہ چمن مین بلبل
خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہو انگارونکا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسیٰ
ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیمارونکا

ہون رگین حلق بریدہ کی ہماری خونبار
گر تماشا تجھے منظور ہو فوارونکا

ہین کماندار ترے تیر مژہ تشنۂ خون
منہ کھلا رہتا ہی اسواسطے سوفارونکا

کیون نہ ہر تار مین سو دل ہون گرفتار کہ زلف
جیلخانہ ہے محبت کے گرفتارونکا

دینگے جان بوسۂ لعل نمکین پر ہم بھی
جان نثاری ہی اگر شیوہ ہے غمخوارونکا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا ای ذوق
روسیاہی ہی سر و سامان ہی سیہ کارون کا

نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا
ای فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

دیکھو چھوٹونکو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل مین ہے دکھائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا

پنجۂ مہر کو خون شفق مین ہر روز
ڈوبے کیا کیا ہی ترا دست حنائی دیتا

روش اشک گرا دینگے نظر سے اکدن
ہی یہ ان آنکھون سے بھی مجھکو سجھائی دیتا

مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

کون گھر آئنہ کے جاتا اگر وہ گھر مین
خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا

خوگر ناز ہون کسکا کہ مجھے ساغر مے
بوسۂ لب نہین بے چشم نمائی دیتا

منہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے
گر حریصوں کو خدا ساری خدائی دیتا

دیکھ گر دیکھنا ہے ذوق کہ وہ پردہ نشین
دیدۂ روزنِ دل سے تجھے دکھائی دیتا

ہونا عاشق سوچ کر اوس دشمنِ ایمان کا
دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا

جھوٹے ہی جانو کلام اوس رہزنِ ایمان کا
پہن کر جامے بھی وہ آئے اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

جو دلِ پر آرزو سے نکلا نالہ عشق مین
ایک پتلا تھا سراپا حسرت و ارمان کا

بنگیا جوشِ محبت سے ہمارے سینے مین
ہاں ہی دریا سے خون جو ہے تیرے پیکان کا

جو فرشتے کرتے ہین کر سکتا ہے انسان بھی
پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انسان کا

یہ تپِ غم کی ہے شدت اس ترے بیمار کو
اودھر راحت نہین ہے جو ہین بستر دان کا

اے اجل تکلیف مت کر کیا کریگی آ کر
ہو چکا پہلے ہی ہین کشتہ کسی کی آن کا

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کسطرح
اے زلیخا چھوڑ دامن یوسفِ کنعان کا

نفسِ بے مقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی
دیکھ پھر سامان اس فرعونِ بے سامان کا

دیکھنا ہے ذوق ہو گی آج پھر لاکھوں کا خون
پھر چبایا اوسنے لعلِ لب سے لاکھا پان کا

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بنجاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کی
تری زلفوں نے مشکین باندھ کر مارا تو کیا مارا

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دے کر
جو اوس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھ یاں روتا ہے مثلِ قلقلِ مینا
کسی نے قہقہہ اے بے خبر مارا تو کیا مارا

مسے آنسو ہمیشہ ہیں برنگِ لعل غرقِ خوں
جو غوطہ آب میں تو نے گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونوں پہلو میں ہیں زخمی وہ نہیں کیا جانیں
ادھر مارا تو کیا مارا ادھر مارا تو کیا مارا

دلِ سنگیں خسرو پر بھی ضربِ کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سرِ کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے میں
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

دلِ بدخواہ میں تھا مارنا یا چشمِ بدبیں میں
فلک پر ذوق تیرِ آہ گر مارا تو کیا مارا

ہنگامہ گرم ہستیِ ناپائدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

میں ہوں شہید لبِ خندانِ یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا

ہو دل اندر دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا
پردہ ہو درمیاں نہ دل کے غبار کا

ہو پاک دامنوں کو خلش گر سے کیا خطر
کھٹکا نہیں نگاہ کو مژگاں کے خار کا

پوچھے ہے کیا حلاوتِ تلخابۂ سرشک
شربت ہے باغِ خلدِ بریں کے انار کا

پہونچے گا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر
مکتوبِ شوق اوڑ کے ترے بیقرار کا

ہے عینِ وصل میں بھی مری آنکھ سوے در
لپکا جو پڑ گیا ہے مجھے انتظار کا

ہے دل کی داغ گھات میں مژگاں سی چشمِ یار
کرتی ہے قصد صید کے چیل شکار کا

سینچے ہے دل کی آگ میں یہ خاک بھی
ہوگا درخت گور پہ میری چنار کا

اوس روئے تابناک پہ ہر قطرۂ عرق
گویا کہ اک ستارہ ہے صبح بہار کا

اے ذوق کر نہ بحث تو دنیا سے دور بھاگ
اس میکدے میں کام نہیں ہوشیار کا

ہمارے خون سے دل پائمال کرکے کیسا
چلا ہو دیکھو وہ دامن سنبھال کرکے کیسا

بغل سے لیگئے دل کو نکال کے وہ صبح
جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کرکے کیسا

نہیں ہے حوکی اگر چشم یار گرد اوسکے
ہجوم کرتے ہیں مژگان کے پاس لکے کیسا

نمود خال کی دیکھو تو زیر ابروِ یار
ستارہ نکلا ہے نیچے ہلال کے کیسا

ہماری نعش پہ ہنگامہ کیوں ہوا ہے قاتل
اٹھا ہے قصہ یہ بعد انفصال کے کیسا

شب فراق میں اوس مہ جبین کو انجم چرخ
مجھے ڈراتے ہیں آنکھیں نکال کے کیسا

ہزار دم میں تری یاد تونے دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کے گھر مجکو ٹال کے کیسا

میں کہاں سنگ در یار سے ٹل جاؤنگا
کیا وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤنگا

نالہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤنگا
بلکہ میں توڑ کے اوسکو بھی نکل جاؤنگا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ لیچل مجکو
ورنہ میں جاکے وہاں دیکھ مچل جاؤنگا

مدرسے میں بھی اگر جاؤنگا تو جائے کتاب
شیشۂ بادہ لیے زیر بغل جاؤنگا

کوچہ یار میں جاؤنگا تو مثل خورشید
پاس آداب سے میں سر ہی کے بل جاؤنگا

دل کہے ہے کہ مجھے روزن سینہ سے نکال
ورنہ خون ہو کے میں آنکھوں سے نکل جاؤنگا

سرد مہروں نے فلک ڈال دیا لاکے بن آگ
نخل سر بازدہ کی طرح سے جل جاؤنگا

آنکھ سے اشک صفت مجکو گرا کر نہ سنبھال
میں نہیں وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

قیس و فرہاد کو بتلاؤں گا کچھ عشق کی راہ
اب کے میں گر طرف دشت و جبل جاؤں گا

گر پڑا آگ میں پروانہ تو ہم کہتے ہیں شوق
سمجھا اتنا نہیں کمبخت کہ جل جاؤں گا

ہوں وہ مشتاق شہادت کہ ترے ہاتھ سے میں
پا کے گر یاں سر شمشیر اجل جاؤں گا

جنبش برگ صفت باغ جہاں میں اے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئیگا تو ہاتھ تو مل جاؤں گا

اس سے تو اور رنگ وہ بیدرد ہو گیا
اب آہ آتشیں سے بھی دل سرد ہو گیا

سینے میں بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر
نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا

[illegible] یار سے کے عاشق جانباز تھے ترا
لڑنے کو پھر کھڑا ارے دشمن نرد ہو گیا

مجنوں بھی وحشت گرد تھا مانند گردباد
جب خاک اڑائی بیٹھے تو وہ گرد ہو گیا

[illegible] وہ کو تو نے کیا نہ قبح
آخر [illegible] کے یوں ہی سرد ہو گیا

[illegible] شگفتگی سے گل زرد ہو گیا
یاں غم سے روئے زرد گل زرد ہو گیا

[illegible] ذوق
نامرد مرد مرد جوان مرد ہو گیا

[illegible] کیا بجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا

[illegible] اب قیامت ہے سو وہ
نکلا چراغ داغ دل اپنا بجھا ہوا

[illegible] سے ہم نگہ [illegible] کے واسطے
اک تیر ہے ترے میں گویا بجھا ہوا

[illegible] دل میں آہ سرد ہوئی ہے شعلہ سر
لو پھر بھڑک اٹھا ہے فتیلہ بجھا ہوا

[illegible] نشانہ کرتا وہ بندوق کا مجھے
پر تھا [illegible] نصیب سے توڑا بجھا ہوا

[illegible] دل [illegible] ہے مگر
تو [illegible]

ہم آپ جل بجھے مگر اس دل کی آگ کو
سینے میں مثل ذوق نہ پایا بجھا ہوا

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

تری گلی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا
رہے ہے کیونکہ گلستاں سے عندلیب جدا

دکھا دے جلوہ جو مسجد میں وہ بت کافر
تو چیخ اٹھے مؤذن جدا خطیب جدا

جدا نہ درد جدائی ہو گر مرے اعضا
حروف درد کی صورت ہوں اے طبیب جدا

ہے اور علم و ادب مکتب محبت میں
کہ ہے وہاں کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیوں نہ ہو نالہ
کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے اگر
نہ کر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا

کریں جدائی کا کس کس کی رنج ہم اے ذوق
کہ ہونے والے ہیں سب ہم سے عنقریب جدا

شکر پردے ہی میں اس بت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

رہا پامال رہ عشق کی تربت کا نشان
اوس پہ تعویذ جو نقش کف پا نے رکھا

تلخکامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر
استخواں کو مرے باقی نہ ہما نے رکھا

آشیاں باغ میں ڈھونڈا قفس سے جا کر
اک تنکا بھی نہ تھا باد صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ تھا میرا تو کیوں پھر اس کو
پابزنجیر تری زلف دوتا نے رکھا

آنکھیں بیمار طلب گور سے آئی ہیں نکل
دستہ نرگس کا نہیں میرے سرہانے رکھا

[illegible] پیری میں بھی رہ پیر موجود
گور سے آگے قدم دیکھ عصا نے رکھا

ناتواں ہیں تن زار مرا دیکھ سکا | خوب ڈھونڈھ کے ہیں پا ویں تار قبا نے رکھا
ہر کسے خوبی و زشتی سے غرض آئنہ وار | گھر میں مہمان جسے اہل صفا نے رکھا
کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا | نام مجنوں مرا دل باہوش ربا نے رکھا
شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر | لیک ناکام اوسے آب بقا نے رکھا
نہ گیا مر کے بھی اوس مصحف رخسار کا شوق | کہ رہا گور پہ قرآن سرہانے رکھا
بے نشان ہیں فنا سے ہے جو ہو تجھکو طلب | ورنہ ہے کسکا نشان ذوق فنا نے رکھا

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا | سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا
عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا | اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا
چڑھ گیا جبکہ زمیں توسن وحشت اپنا | دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا
بیچ نے دیکھا مجھکو تو اوس ابرو کا خیال | لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہیں آن چڑھا
دیکھیے ملت و دین کتنے کریگا برباد | باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا
مصحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا تیرا | واہ کیا خوب ہے سونا سر قرآن چڑھا
جب لڑی آنکھ تری کوئی مرے دل کے سوا | فوج مژگاں کے نہ منہ پر سر میدان چڑھا
نامنے تانکے ابرو سے لگا تیر نگاہ | چلہ جلد اپنی کمان پر ترے قربان چڑھا
دیکھ قسمت کا لکھا اوسنے چڑھا خط سو بار | دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا
نذر کو یار کو دے سونپ متاع دل و جان | چور تھا پر نظر اپنی پہ نگہبان چڑھا
اشک سے آنکھ ہے مژگاں پہ کسی یار دل نے ابھی | پانی سو نیزے سے دریا انکے ہے طوفان چڑھا

حضرت عشق کی درگاہ مین کیا فرق
دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

نیچہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا
موت کی چھین مرے سے بیچوان لینے لگا

تیر چٹکی مین لیا او سینے سے کہ جان عدو
رشک سے پھر دل مین کیا کیا چٹکیان لینے لگا

نام سے پیر اُسکے مجنون کو جمائی آگئی
بید مجنون دیکھکر انگڑائیان لینے لگا

مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
مجھسے یہ کیون ان کے بدلے آسمان لینے لگا

ہی جو غنچون کا چٹکنا اونگلیون کی سی چٹک
یہ بلائین کسکی باغ اے باغبان لینے لگا

جسنے کی اس میکدہ مین بیعت دست سبو
وہ قدم تیرے لپا اے پیر مغان لینے لگا

لیکے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا

تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ
چشم کی گردش سے وہ کار فسان لینے لگا

حسن سے ہوتا دل آہن بھی گرم اختلاط
شمع کی گلگیر جو منہ مین زبان لینے لگا

موت اُسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا

رات کو اے ذوق اُسکی نوک مژگان کا خیال
تن پہ ہو سے مرے کار سنان لینے لگا

پہونچا آب تیغ قاتل تا بسر اچھا ہوا
اے دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

ایکدن بالکل نہ مین اے چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم اُدھر اچھا ہوا

کم نہوا وس آب خنجر کی الٰہی آبرو
آج تربت مین ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آرہیگا دشت مین لیلی ترے ناقے کے کام
ہوگیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزہ مجھکو چکھا دے عشق کا
پھر دیا نون اوسنے دلکو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنون نے مرے شورِ جنون کو یون کہا
واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

پہنچ گیا اوس موکمر کا جب کہ مضمونِ کمر
ہو گئی مضمون مین دقت شعر پر اچھا ہوا

تجھکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا امزاج
یہ ادھر صدقہ دیا تو نے ادھر اچھا ہوا

ہاتھ تو ہلکا پڑا اتھا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا

کھنچ گیا میری طرف سے اور اوس دلبر کا دل
واہ وا جذبِ محبت کا اثر اچھا ہوا

قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہنا کہ لو
ابتو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا

تا سحر جیتا ہی جا جلدی چلی جانِ حزین
دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

آئنہ خانے مین عالم کے سمجھ لے یہ مثال
تا تجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا

ہے برا تو ہی اگر آیا نظر تجھکو برا
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کے مرنے کی سنکر پہلے تو سنکب گئے
پھر کہا تو یہ کہا منھ پھیر کر اچھا ہوا

[illegible] کہ مین تیرے کل تو جان بلب آیا
نہ آیا آج بھی گر تو تو ہو ظالم غضب آیا

چمن مین کھلتے ہین پھر موسم عیش و طرب آیا
بہارین خوب لوٹینگے اگر وہ غنچہ لب آیا

[illegible] منتظر ہو تجھ پہ ہو وہ شوخ کب آیا
اگر جیلم کو بھی آیا تو ہم جانین گے اب آیا

[illegible] تشنہ کامی با سے آب خنجر قاتل
گلو تک سیر ہو اور تشنہ گلو کے تا بہ لب آیا

[illegible] تجھے ذوق طپیدن دیکھیے کیا ہو
کہ اب تک تیغ کو نکلا نہین قاتل کو ڈھب آیا

[illegible] نازکی لیکر تجھے میرے شیشۂ دل کو
ہوا خوش اس قدر گویا کہ ہاتھ اسکے حلب آیا

[illegible] ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ جنبش و کم
جو پیشانی پہ تیری لکھا ہوا وہ پیش سب آیا

برنگ غنچہ خونین دل ہنسے کیا اس گلستان مین
بھر آیا منہ مین خون گر اک تبسم زیر لب آیا

وہ آئین باندھا ہمین مین نہین بخیہ دل نے
مگر [illegible] دن رنج اونسے [illegible] آیا

لگائی زلف کو شانے نے جو اونگلی پکارا دل
یہ گستاخی [illegible] تو [illegible] اوبے ادب آیا

ترے ڈر سے نہ آیا پاس کوئی ہمجانون کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

مین اپنے ذوق کے قربان کہ مستی مین مجھے
بلایا [illegible] آیا [illegible] آیا

مرے طالع مین ہی کیا کام آگے گردون ستارہ ایکا
[illegible] جاتا ہی کاتی آتش غم کے شرارہ ایکا

آثار اتو نے پیرہن سے اس [illegible] کو [illegible] ایکا
[illegible] ایکا

ستارے سے دیکھکر موتی تمھارے گوشوارہ ایکا
[illegible] ستارہ ایکا

جسے کہتے ہین بحر عشق اوسکے دو کنارہ ہین
[illegible] ایکا

ملے اکسیر گر اس کشتہ خون ہو مین لون گر
[illegible] ایکا

نہ پکڑین دامن الیاس گرداب بلا مین ہم
کہ بدتر ڈوبکر مرنے سے ہے جینا سہارا ایکا

مے منزل مین ہے ماہ سریع السیر وہ مدہوش
خواص [illegible] گھر مین [illegible] ایکا

سر راہ فنا مین ہون مہیا ہے سفر لیکن
بہ رنگ اشک [illegible] مژگان منتظر ہوا [illegible] ایکا

خریدار اوسکی رحمت جنس عصیانکی ہے گریہ سے
چھڑک کر بیچتا ہون [illegible] سودا [illegible] ایکا

ڈھلکتا ہے مثال دانہ تسبیح کیون منکا
کہ جب ٹھہرا سفر دنیا سے کیا [illegible]

فقط تا نقش کا ذوق خط جادہ کافی ہے
پکڑ عمر روان کیا چاہیے [illegible]

نالے سے اونسے بیان درد جدائی کرتا
کام قاصد کا ہے [illegible] ہوا [illegible] کرتا

پنجۂ شانہ کو دیتا ہے فلک کب ناخن — جانتا ہو کہ یہ سب عقدہ کشائی کرتا
دیکھتا اوس تپشِ مغرور کا گر جاہ و جلال — کبھی فرعون نہ دعوائے خدائی کرتا
خاک آئینہ سے ہے نام سکندر روشن — روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا
نہیں گوش شنوا باغِ جہاں میں غافل — ورنہ ہر برگ ہے یاں نغمہ سرائی کرتا
بند آنکھیں کیے جاتا ہے کدھر تو کہ تجھے — ہے ترا نقشِ قدم چشم نمائی کرتا
سوزِ دل کو نہ بجھاؤ کہ نہیں چشم میں اشک — پھر ہے کچھ خونِ جگر کار روائی کرتا
بیٹھ رہیے تو قفس ہے عجب آرام کی جا — پر ہے مجھ چین نہیں شوق رہائی کرتا
ذوق اس پائے نگارین کا جو ہو وصف نگار — اشک سے تو نہیں ہے کاغذ کو حنائی کرتا

نکلتا حیطہ میں نالہ تو پھر ایسا دھواں ہوتا — کہ جس سے آسماں کو اک نیا اور آسماں ہوتا
ابھی کیا سروِ قاتل پہ شہیدِ تفتہ جاں ہوتا — کوئی دم شمعِ مردہ میں بھی ہے باقی دھواں ہوتا
کسے ہو شمع دل ابرو کا جس میں زاغِ کماں ہوتا — کرتا شاخِ کماں پر اوسکے تیر آشیاں ہوتا
عزاداری میں ہے کس کے یہ چرخِ ماتمی جامہ — کہ جیبِ چاک کی صورت ہے خطِ کہکشاں ہوتا
شوقِ دل میں نہ کیا خار کسی کو نوکِ نشتر کا کی — تو کیوں تن میں ہر اک موئے تن مثلِ سناں ہوتا
نرکھتا پنبہ منہ پہ داغ یہ مرہمِ عشق — اگر تیرا میسر بوسۂ خالِ دہاں ہوتا
چھوڑتا کچھ تنگی تنگنا ہے دہر میں عاشق — تو جوئے کہکشاں میں بھی فلک پہ خوں رواں ہوتا
اگر ہوتا وادیٔ وحشت میں اے مجنوں — تو گنبد سے سر گشتوں کی تربت پر کہاں ہوتا
[illegible] — تو تیر کماں کی طرح اوسکے [illegible] ہوتا

یہ کہا دست بمل کی ادا نے قاتل کی وقت ذبح خنجر
کہ خنجر ہو مری گردن پہ رشک کر رواں ہوتا

نہ کرتا ضبط میں گریہ تو اے ذوق اک گھڑی میں
کٹوری کی طرح گھڑیال کی غرق آسماں ہوتا

آنکھیں مری تلووں سے وہ مل جائے تو اچھا
ہے حسرت پابوس نکل جائے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل ہو کہ بے داغ وہ جل جائے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا

ہو تجھ سے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
لینے کو خبر اس کی اجل جائے تو اچھا

کھینچے دل انساں کو نہ وہ زلف سیہ فام
اژدر کوئی انساں کو نگل جائے تو اچھا

اس گریہ نے کہ میرے تن خشک کو غرق آب
لکڑی کی طرح پانی میں گل جائے تو اچھا

نا آشنا ہے تجھ سے جو اک شب کا عمل بھی
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا

فرقت سے تری تاب نہ ہے تن میں نہ جی میں
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

ہاں کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
پیوستہ ہو دل سے جو پھل جائے تو اچھا

دل گر کے نظر سے ترے اٹھتا نہیں پھر
یہ گر کے بھی پہلو ہی سنبھل جائے تو اچھا

وہ صبح کو آئے تو کروں باتوں میں دوپہر
اور چاہوں کہ دن تھوڑا سا ڈھل جائے تو اچھا

ڈھل جائے جو دن بھی تو اسی طرح کروں شام
اور پھر کہوں گر آج سے کل جائے تو اچھا

جب کل ہو تو پھر وہ ہی کہوں کل کی طرح سے
گر آج کا دن بھی یونہیں ٹل جائے تو اچھا

القصہ نہیں چاہتا میں جائے وہ یاں سے
دل اس کا یہیں گرچہ بہل جائے تو اچھا

ہے قطع رہ عشق میں اے ذوق ادب شرط
جوں شمع تو اب سر ہی کے بل جائے تو اچھا

نکلے ہے خنجر قاتل سے ہے گلو میرا
کمی جو مجھ سے کرے تو پیے لہو میرا

نہ پہونچا گردن جانان تک اور لوٹ گیا کہ
پڑا ہے گلے میں مرے دست آرزو میرا

سدا ملائک تسبیح خوان کو آئے رشک
جو ہیکلے سے گلے میں شغل رہا ہے وضو میرا

عجب نہیں جو مری سوزش محبت سے
کہ نا سر شمع ہو ہر ایک تار مو میرا

بہ رنگ آئینہ چشم پر آب سے میرے
گرا نہ اشک کبھی پاس آبرو میرا

فلک کا رنگ جو اب تک سیاہ ہی ہے اسیر
پڑا تھا سایۂ تف سینہ پر کبھو میرا

ہمیشہ میں ہوں اسی داؤ گھات میں ذوق
کہ رام ہو وہ غزال پلنگ خو میرا

ہوا آب شہادت سے گلو تر نہ ہوا
ستم تب وہ ہوا ہائے کہ خنجر نہ ہوا

سیکڑوں خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر
پھر بھی سیماب سا بے کشتہ ہوا پر نہ ہوا

چراغ اوسکو نہ رکھ داغ الم سوا ای عشق
خانۂ دل کوئی ویرانہ ہوا گھر نہ ہوا

کب صبا آئی ترے کوچے سے ای یار کہ میں
جوں حباب لب جو جامے سے باہر نہ ہوا

خون رگ کاٹے گلو کب تن بے سر سے مرے
آستیں لپٹ پوشش یہ قبا ایسے سے بہتر نہ ہوا

عشق میں معجزہ کیسا ہے کہ اس کشتہ کے
ہوئے سر حلق سے پیدا ہیں کہ او سر نہ ہوا

ذوق بیمار محبت ہے خدا خیر کرے
کہ ہے آزار یہ ایسا کہ وہ جانبر نہ ہوا

عیسیٰ مردم بھی خیال چشم فتان ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقف غزالان ہی رہا

تربت عیسیٰ کا عشق پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک پر دیکھ میری عشق پیچان ہی رہا

پیشتر قندی ہی کام شیرین وہ لعل لب
پر پستہ حق میں تو سنگ زیر دندان ہی رہا

بند ہو سکا ہم سے نہ مضمون اوس دہانِ تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر مین زیرِ زنخدان ہی رہا

جاہلِ منکر نہ آئے راہ پر معجزے سے بھی
جہل سے بوجہل اپنے نامسلمان ہی رہا

پانْون کب نکلے رکابِ حلقۂ زنجیر سے
توسنِ وحشت ہمارا گرمِ جولان ہی رہا

کب لباسِ تیرگی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

جلوہ اے قاتل اگر تیرا نہین حیرت فزا
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی اوسکے رخسار کی تاب
شب مہِ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
آخرش دل بہ گیا خون ہو کے پیکان ہی رہا

سب کو دیکھا اوس نے اور اوسکو نہ دیکھا جز نگہ
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

آگے زلفین دل مین بستی تھین اور اب آنکھین تری
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا

مجھ مین اوس مین بعد ہے گویا برنگِ بوئے گل
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈتا ہے ذوق کیا اس وقت مین
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

طلسمِ طرفہ تر آنسو نے میرے مردمان باندھا
کہ ہے اک اک گرہ مین حاصلِ بحر و کان باندھا

ترے جوڑے کے کھلنے نے مرا دل پستان باندھا
مجھے تقدیر نے عقدہ وہان کھولا یہان باندھا

یہ بہتان کسنے آشنائے محبت کا یہان باندھا
جو بعد از مرگ میری نعش کو تو نے بدگمان باندھا

ہوئی تشہیر لاشِ ناتوان کی جبکہ پانْون مین
کوئی تارِ نگاہِ مور جائے ریسمان باندھا

کیا مجنون مجھے اس عشقِ زلف نے کسکے
کہ میرے سر پہ مرغِ آشیانہ نے آشیان باندھا

ترا ہنسنا جو یاد آیا بہ رنگ قہقہہ مینا
تو مین نے تار اک دریا سے ہچکیان باندھا

تڑپ کر دامن تیغ میں کرنہ آلودہ کر خون سے
سر فتراک سے کیون تو نے صید نیم جان باندھا

سنبھالا غیر کو ہرگز کہ ہو کر جھاڑ لپٹا تھا
مجھی پر کیا [illegible] تو نے بد زبان باندھا

وہ ہون ناکام سمجھا نامرادی جو مراد اپنی
[illegible] آکر دستان باندھا

اڑا دینگے دھوین اک آہ مین چرخ گردان کے
اگر [illegible] آسمان باندھا

فلک وارستہ پھرتے دیکھ کوئی چیز نہ شور و شر کو
کیا ہے آتش [illegible] دہان باندھا

بلا ہون مضطرب مین بھی کہ جیسے برق [illegible]
حصار اک گرد [illegible] باندھا

مرا دل آگے ہی سینے مین اک پھوڑا سا پکتا ہے
خیال [illegible] کیون رگ جان باندھا

دل مجروح پر میرے سمجھو داغ حسرت کا
[illegible] داستان باندھا

کہان دل بھاگ کر جاے کہ تیر [illegible]
[illegible] سرو روان باندھا

تپ سوز محبت کے لیے چارہ نہین کوئی
[illegible] کیون اے تفتہ جان باندھا

سمجھ کر موج دریا سے فنا کو خنجر بران
[illegible] ذوق [illegible] باندھا

بھڑکنا کیا کہون سینے مین اپنے آتش غم کا
[illegible] شعلہ جہنم کا

جہان مین [illegible] سوادہ چشم پر نم کا
[illegible] سحر دم کا

[illegible] عاشق کو یون ہے خوشگوار آب دم خنجر
[illegible] آب زمزم کا

[illegible] طوق قمری کوئی [illegible]
[illegible] دل [illegible] خم کا

[illegible] عارض گل پر
[illegible] خورشید [illegible] شبنم کا

سینہ چاک ہیں کیوں سے زخم اوس تیغ تبسم کے — گریبان کھلتا ہی نہیں یہ سوزن عیسی مریم کا

دلیران محبت کو خلش سے اوسکی مژگان کی — پس مردن لحد مین بھی ہی عالم چاہ رستم کا

خراش سینہ مین اک رہ گیا ہی ٹوٹ کر ناخن — غلط ہی جو سمجھتے ہین کہ یہ پھاہا ہی مرہم کا

اگر آتش مزاجون کو حسد ہو خاکسارون پہ — تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہی آدم کا

خطا اوسکا وصل کی دولتکا ہی پیغام انکو تا — لگا قسمت سے نسخہ ہاتھ یہ اکسیر اعظم کا

شہید ذوق سیتو سنی ہی ہین تعزیہ داری — مری جو آہ ہی گویا وہ ہی اک نخل ماتم کا

گلا اوس نگہ کے زخم سے سیدون مین ملگیا — یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین ملگیا

کیا جانے تیغ عشق کی لذت کو بوالہوس — کو جون لگے وہ حلق بریدون مین ملگیا

گر بعد فقر مہر سگ دنیا ہو افضل — کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین ملگیا

دکھلا کے کہکشان سحر فلک چاک سینہ رات — اوس ماہوش کے سینہ دریدون مین ملگیا

اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار — صاف آئینہ کا دیدہ وندیدون مین ملگیا

آخر کو فیض بیعت دست سبو سے آج — پیر مغان کو مین بھی مریدون مین ملگیا

حب حسین فیض ذوق وہ شی ہی کہ جس سے تو — تھا اگرچہ اشقیا مین سعیدون مین ملگیا

وہ کون ہی جو مجھپہ تاسف نہین کرتا — پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا

کیا قہر ہی وقفہ ہی ابھی آنے مین اوسکے — اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

تا صاف کرے دل نہ تو صافی سے صوفی — کچھ سود صفا علم تصوف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے — دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

پڑھتا نہین خط غیر مرا وان کسی عنوان
جبتک کہ عبارت مین تصرف نہین کرتا

کچھ اور گمان دل مین نہ گزرے ترے کافر
یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہین کرتا

محفل مین شور قلقل مینا سے غل ہوا
لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قتل ہوا

دریا ہے غم سے میرے گزرنے کے واسطے
تیغ خمیدہ یار کی لوہے کا پل ہوا

پروانہ بھی تھا گرم تپش پر کھلا نہ راز
بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا

آئی تھی اندرون کی نہ ہرگز سمجھ مین بات
آوازہ گو بلند مثال دہل ہوا

جنکی نظر چڑھا ترا رخسار آتشین
اونکا چراغ گور نہ تا حشر گل ہوا

بندہ نواز یان تو یہ دیکھو کہ آدمی
جزو ضعیف محرم اسرار کل ہوا

اوس بن ہا چمن مین بھی اے ذوق دلخراش
ناخن سے تیز تر مجھے ہر برگ گل ہوا

اس تپش کا ہے مزہ دل ہی کو حاصل ہوتا
کاش مین عشق مین سرتا بقدم دل ہوتا

آسمان دور محبت کے جو قابل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا

چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا

چین پیشانی اگر تیری نہوتی زنجیر
نالہ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
آشنا دق ہوتا کہ جینا اوسے مشکل ہوتا

دیکھ ہوتا کا مزہ جانتا گر صید حرم
رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا

[illegible]
زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

آتا کیون مصر مین کنعان سے نکلکر یوسف
جذبۂ شوقِ زلیخا جو نہ کامل ہوتا

سوت نے کر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہے وہ خودبین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

آپ آئینۂ ہستی مین ہے تو اپنا حریف
ورنہ یان کون تھا جو تیرے مقابل ہوتا

دل گرفتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتے ہر غنچہ وہان دل ہوتا

سینۂ چرخ مین ہر اختر اگر دل ہے تو کیا
ایکدل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ یداللہ کے ہاتھ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدۂ مشکل ہوتا

جو نہ رنگ سبز و ماتم کا یہان نمود ہوتا
تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کبھی نکہتش کو دیتا تو کچھ اوسکو سود ہوتا
دلِ سخت کاش کافر تجھے الیہود ہوتا

تری بزم مین تو جلتا کہ تجھے بھی بو پہونچتی
جو یہین تھا دل کو جلتا تو بلا سے عود ہوتا

لبِ یار تک اوسکا کیونکر کوئی باحرف اٹھالے
کہ جو صدمۂ تبسم سے بھی ہو کبود ہوتا

یہ حیات چند روزہ جو نہ سدِ راہ ہوتے
تو پھر ایک عرصہ گاہِ عدم و وجود ہوتا

جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے یہ تیری خوبی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا

وہ ہین کیا جو زیرِ کف ہین یہ ہمیشہ سر بکف ہین
ترے سبحہ شمار کا سا نہین بست جو دہوتا

ترے در کی جبہ سائی اگر اشک اپنی کرتے
سرِ قطرہ قطرہ پر ایک اثرِ سجود ہوتا

کوئی رہنوش مجھسا نہین ہیچ پا ذوق
شجر زقوم دوزخ مین بھی خشک دود ہوتا

اوسنے جب مال بہت ردوبدل مین مارا
جسنے دل اپنا اوٹھا اپنی بغل مین مارا

نیچہ جیسا ہے قاتل نے بغل مین مارا
جو چڑھا منہ آسے میدان اجل مین مارا

اجل آئی نہ شب ہجر مین اور تو نے فلک
سبے اجل ہمکو تمنا سے اجل مین مارا

عشق کے ہاتھ سے نہ قیس بچا نہ فرہاد
اسکو گر دشت مین تو اسکو جبل مین مارا

کھینچکر عشق جفا پیشہ نے شمشیر جفا
پہلے اک ہاتھ مجھی پر تھا ازل مین مارا

سہنے جانا دہین اس عشق نے مارا اوسکو
تیشہ فرہاد نے جسوقت جبل مین مارا

آنکھ سے آنکھ ہے لڑتی مجھے ڈر ہے دل کا
کہین یہ جائے نہ اس جنگ و جدل مین مارا

دل کو اوس کاکل پیچان سے دہل کرنا تھا
یہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل مین مارا

چرخ بدبین کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار
تیر نالے نے مرے چشم زحل مین مارا

اوس لب و چشم سے ہی زندگی و مرگ اپنی
کہ کبھی دم مین جلایا کبھی پل مین مارا

تھو اپر تھو امیر کا انداز نصیب
ذوق یارون نے بہت زور غزل مین مارا

تذکرہ ہی تری بزم مین کسیکا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

کیا جانے اوسے وہم ہے کیا میری طرف سے
جو خواب مین بھی رات کو تنہا نہین آتا

کس دم نہین ہوتا قلق ہجر سے مجھکو
کس وقت مرا منہ کو کلیجا نہین آتا

ہم رونے پہ آجائین تو دریا ہی بہا دین
شبنم کی طرح سے ہمین رونا نہین آتا

آنا ہی تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت
پھر دیکھیے آتا بھی ہے دم یا نہین آتا

ساتھ اوسکے ہین ہم سایہ کی مانند ولیکن
اس پر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور یہ پھر اوس پہ تقاضا
کچھ قرض تو بندے پہ تمہارا نہین آتا

جاتی رہی زلفوں کی لٹک دلسے ہمارے
افسوس کچھ ایسا ہمیں لٹکا نہیں آتا

آئے تو کہاں جائے تماچی ہو کوئی جلے
جبتک نہیں آتا اوسے غصہ نہیں آتا

نسبت ہی سے گو ناچار ہوتا ذوق وگرنہ
سب سنتا ہون ناہمت ہین طاقت مجھکو کیا نہیں آتا

ساتھ آہ کے دل بھی ہے پیکان نکل آیا
تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب ہمنے شب جو کیا توبہ کا ساقی
مغرب سے سحر مہر درخشان نکل آیا

عصمت بھی ہے کیا شے کہ اگر یوسف کنعان
در ہائے مقفل سے عزیزان نکل آیا

تھا کوچۂ قاتل میں شہادت کا دفینہ
کھودا جو کفن گنج شہیدان نکل آیا

مطلع

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا
وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

نہ مسند ڈال خار آبلہ میں کہ ہوگا
یہ ساغر سے کہربائی کا جھوٹا

مجھے نسبت خلد سے بھی ہے بہتر
ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جب نہ دامن تک اوسکے
ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا
مگر وہ نہیں آشنائی کا جھوٹا

ردیف الف اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

سر بسر ہے سفاک شہرہ ہے نگاہِ یار کا
سچ کہا ہے باڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا

گر دکھادوں عالم اپنے نالہ ہائے زار کا
کام لوں ہر تار سے تار موسیقار کا

دیتا ہے کعبہ کو آر الکشش سیہ جامے کی طرح
زاہدو سایہ مرے بتخانہ کی دیوار کا

استخوان اس سوختہ جان کے نہ کھانا زینہار
اے ہما یہ رزق ہے مرغان آتشخوار کا

کوچۂ زلف بتان مین دل پڑا ہوگا کہین
پوچھتے ہو کیا ٹھکانا اوس خدائی خوار کا

چاندنی نے شب [illegible] دھوپ دکھایا تھا
مجھکو ماہتابی پر دھوپ مین بٹھایا تھا

آنا تو خفا آنا جانا تو رلا جانا
آنا ہے تو کیا آنا جانا ہے تو کیا جانا
کیا [illegible] جو [illegible] دل کی اوڑا جانا
ہونٹون کا یہان ہلنا دانتون [illegible] کا پا جانا

کیون مجھکو [illegible] کرتا ہے کہ مین کچھ نہین کرتا
کہہ جو [illegible] کہنا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

کرون درد آشنا کیونکر دل اپنا سا اپنا سا
بلا سے جیسا ہو تمہین ڈھونڈھ لون [illegible] اپنا سا

وہ دیکھین کس طرح ہر روز فرقت دیکھکر جیتا
کہ جو عاشق ہو تیرا تیری صورت دیکھکر جیتا

یون لائے وا [illegible] ہم دل [illegible] پارہ ڈھونڈھکر
دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

سہنے کا قصد [illegible] درد ہجر سے
مین اے صنم ہوا پہلی ہی منزل مین لوٹتا
دل کا سا [illegible] کو اضطراب
پھرتا تمام دامن ساحل مین لوٹتا

[illegible] زندگی [illegible] کا
پیری ہو پہلے مرگ سے ہوتا عذاب کا

[illegible] زیر پا
دوپہر ہے سایہ بھی بیٹھے ہے دبکر زیر پا
[illegible]
تو کھڑا ہو سکے میرا کاسۂ سر زیر پا

[illegible] کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا

[illegible] زیادہ چاہتا
وہ ارادہ ہی ہمارا ہے ارادہ چاہتا
[illegible]
کر بڑا بول اپنا قاضی کا پیادہ چاہتا

[illegible] کا ٹکڑا
کھڑا ہی چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا

یان تک عدو زمانہ سے ہے مرد دلیر کا ایضاً جھلسین ہین نفس کا سے پہنچی شمشیر کا
جسکے سبب لڑائی ہو وہ آدمی نہین کانٹا ہو گھر مین ساہی کا یا گل کنیر کا

گل ہے کہ یہ گل زمین ہوکر قدم کٹنے لگا ایضاً اور قدم اوکھڑے تو کیا دیکھا بھنور پہ تو لگا

ضبط گریہ سے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا ایضاً چشم کے کوزے مین دریا بند کر دکھلا دیا

نالہ آج جب دل سے چلا سینہ مین پھوڑا اٹھا ایضاً چلتی گاڑی مین دیا عشق نے روڑا اٹکا

ہاتھ آکر دل وحشی جو کوئی چھوٹ گیا ایضاً ہوس صید سے صیاد کا جی چھوٹ گیا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا ایضاً خوب طوطی بولتا ہے ان دنون صیاد کا
مین ہون چکر مین لگی جب سے دنیا کی ہوا حال میرا ہے بعینہ آسیائے باد کا

ذوق ہو ترک وطن پہ صاف نقص آبرو ایضاً بکتا پھرتا ہے گہر ہو کر سمندر سے جدا

لگا ہے تیر دل پہ آہ کس کافر کی مژگان کا ایضاً نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا

دل کہان جس پر گمان ہو غنچہ تصویر کا ایضاً ہے کوئی سینہ مین خون آلودہ پیکان تیر کا

چشم ونگہ کو تیرے بدنام کیون کریگا ایضاً مرگ قضا کا تیرا عاشق نہ لے مریگا

عہد پیری نے بھلایا وہ ٹہلنا کودنا ایضاً ہاے طفلی کھیلنا کھانا اوچھلنا کودنا

مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا ایضاً کافر کی دیکھ شوخی گھر مین خدا کے مارا

ردیف باے موحدہ

پی بھی جا ذوق تکرہی نہیں جام شراب لب پہ تو ہے تیرے دل مین ہوس جام شراب
لب تک اوسکے جو ہوئی دسترس جام شراب بنگیا لعل لب اوسکا عکس جام شراب

دل مرا جامِ شراب ہے ہوسِ جامِ شراب — اور ہے خالِ سویدا مگسِ جامِ شراب
پہونچے اوس ہاتھ مین جو قسمت ہوسِ جامِ شراب — ساغرِ دل کو جو ہو دسترسِ جامِ شراب
جو کہ مستی مین ہو صاحب ہوسِ جامِ شراب — عکسِ خال اپنا جو سمجھا مگسِ جامِ شراب
بازگشت اپنی ہی یون جانبِ قسّامِ ازل — جیسے ساقی کی طرف بازپسِ جامِ شراب
دستِ بدمستی کی لوٹ کے فریاد بہت — نہ ہوا کوئی بھی فریادرسِ جامِ شراب
ہوشِ مستی ہے عجب قافلہ جس مین کہ نہین — بجز شکست ایک صدائی جرسِ جامِ شراب
محتسب شعلۂ آواز سے جل جاوینگا — گرچہ ٹوٹا دلِ آتش نفسِ جامِ شراب
رات میخانے مین ساقی جو نشے مین بہکا — خس سے شیشہ کو لگا کہنے خسِ جامِ شراب
مرغِ دل نرگسِ مشکین کے ہے مژگان مین اسیر — تازہ مضمون ہے جو باندھون قفسِ جامِ شراب
دل شکستہ ہون وہ مین ٹوٹکے ہون سو ٹکڑے — نام لکھ دے جو کوئی میرا پسِ جامِ شراب
ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہے — رات بھر گشت کرے گو عسسِ جامِ شراب
نوش دارو سے بھی بہتر ہے دمِ رنجِ خمار — ساقیا شربتِ فریادرسِ جامِ شراب
بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے — بے زبان ہے جو دہانِ جرسِ جامِ شراب
ابلقِ چشمِ سیہ مست کو تیری دیکھا — ورنہ ابتک نہ سُنا تھا فرسِ جامِ شراب
بےسمجھے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز — سرِ جمشید پہ اوڑ کر مگسِ جامِ شراب
نخل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو — پہلے پہونچے ثمرِ پیش رسِ جامِ شراب
بادۂ صاف مین آیا ہو کہان سے تنکا — عکسِ مژگان ترا میکش ہے خسِ جامِ شراب

مجھکو اوس بوسۂ دندان نے بس اک بوسۂ لب
دیے نقل نمکین چند پس جام شراب

ذوق جلدی ہی گا رنگ سے بھر ساغر دل
لب نازک کو ہوا ووسکے ہوس جام شراب

ہو برسون ہجر وصل ہو گر ایکدم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب

ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب
کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب

بہتر ہین لاکھ لطف و کرم سے ترے ستم
اپنے نہ ہے نصیب کہے ہون یہ ستم نصیب

ماہی ہو یا ہو ملا دے ایک یا ہزار
بیداغ ہون نہ دست فلک سے درم نصیب

ہے خوش نصیب عشق مین ای بوالہوس وہی
جسکو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب

غافل جو دم کی آمد و شد سے نہووے تو
ہر دم ہے تجھکو سیر وجود و عدم نصیب

سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب

مجنون سیاہ خیمۂ لیلے کے گرد پھر
اے خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب

دے جسکو اپنے ہاتھ سے تو ایک جام مے
ساقی دیے خدا نے اوسے ظل جم نصیب

ایمان ہے تیرا شوق لقا جسکو یہ نہو
دیدار اوسے خدا کا نہو ای صنم نصیب

جاتے ہین کوئے یار کو اسمین جو ہو سو ہو
ای ذوق آزمائی ہین آج اپنے ہم نصیب

دل عبادت سے چراتا اور جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب

حشر تک دل مین رہی اوس سرو قامت کی طلب
یہ طلب ہے اپنی یا رب کس قیامت کی طلب

دل سلگ جائے نہ جبتک اور بھڑک جائے نہ جان
کم نہو قلیان کش سوز محبت کی طلب

واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہیے
اور یہان فرصت کہان جو کچھ ہو فرصت کی طلب

ہو مبارک خضر کو سرچشمۂ آبِ بقا
ہے نہیں مجھ کو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

دور ہو اور بیٹھ سامنے شکلِ ہلال
شہر میں مجھ کو اگر ہو اپنی شہرت کی طلب

بڑھ گئی ہے عشق میں حرص اس قدر اپنی کہ ہے
تم پہ ہم کی آرزو ہے شربت پہ شربت کی طلب

جو بھلا وقت زندگی کی چاہتا ہے چرخ سے
کام سمندر سہرا کرتا ہے شربت کی طلب

ہو سکے دل غم سے گر بسمل نہ پر دیتا ہے دم
کرتا ہے آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

لطف دنیا کا ہے جب پیدا ہوا تکلیف سے
یاں کہاں راحت کہ تو کرتا ہے راحت کی طلب

گر کشادہ ہاتھ اپنا تنگ ہے تو غنچہ وار
گر کشادِ دل ہے اپنے ذوق وسعت کی طلب

کرے ہے شرع کا پاس تا کہ مدام شراب
حرام ہے نہیں لیکن تا کہ حرام شراب

یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کانہ سعید
شروع دیکھئے کیجے ہے صبا مام شراب

عوض ہے نشۂ دنیا کا ذوق عقبیٰ پر
دوام کیجے ہے اس لئے میں مدام شراب

اور سنت نامہ بان کو سب پسند اپنا نصیب
ورد اسمائے الٰہی ہیں کبھی ہے تو یار رقیب

ردیف تائے مثناۃ

معلوم جو ہوتا ہمیں انجامِ محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نامِ محبت

ہیں داغِ محبت درم و دامِ محبت
مژدہ ہے تجھے اے ہوسِ انعامِ محبت

ہر روز اوڑا دیتا ہے وہ کرکے تصدق
دو چار اسیرِ قفسِ دامِ محبت

مانند کباب آگ پہ کرتے ہیں ہمیشہ
دلسوز ترے بستر آرامِ محبت

کاسہ میں فلک کے نہ رہو نام کو زہراب
دھر کھینچے اگر تشنہ لب جامِ محبت

شوقِ حرم کو کوچۂ قاتل میں کفن کو / ہم جانتے ہیں جامۂ احرامِ محبت

کی جس نے رہ و رسمِ محبت اسے یارا / پیغامِ قضا ہے ترا پیغامِ محبت

نہ زہد سے ہے کام نہ زاہد سے کہ ہم تو / ہیں بادہ کشِ عشق و مے آشامِ محبت

ایمان کو گرو رکھکے اگر کفر کو لے مول / کافر نہ ہو گر دیدۂ اسلامِ محبت

کہتی تھی وفا نوحہ کناں نعش پہ میری / سونپا کسے تو نے مجھے ناکامِ محبت

معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سناں کو / چڑھ سر کے بل اس زینے پہ تا بامِ محبت

مجنوں نے دی لگا جو سرِ خار زار پشت / پشت اب ہے جو خار سی جو پشتِ خار پشت

حوروں کے کر جو پنجۂ مژگاں سے پشت خار / کھولا سے وہ پری نہ کبھی زینہار پشت

ماہی سے تا بماہ ہیں دستِ فلک کے داغ / واں داغدار سینہ ہے یاں داغدار پشت

پیدا فلک سے ایک نہ ہو سمجھا تا ہوش / نہ پشت تک تو کیا کہ تھا نہ ہزار پشت

بارِ زمانہ پشت پہ لیکر بشر کی طرح / سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایکبار پشت

ہو جائے سب سے زیادہ گرانبار بے گناہ / پیری میں ہو خمیدہ نہ کیوں زیرِ بار پشت

سینہ سپر جو منہ پہ ہیں تیغِ نگاہ کے / دکھلائے وہ کبھی نہیں آئینہ وار پشت

ڈر ہے یہی کہ ایسا نہ ہو بعدِ مرگ بھی / لگنے نہ دے زمین سے دلِ بیقرار پشت

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق / اولاد سے تو ہے یہی دو پشت یا چار پشت

ردیف جیم تازی

بیمارِ عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج / کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر اور کیا علاج

وہ بھی بیماری الفت سے دل زار کو رنج
جس سے خود رنج کو آزار ہو آزار کو رنج

دیدۂ آبلہ پا کا بھی رونا ہے
کہ نہ پہونچا ہو کہین مجھ سے کسی خار کو رنج

ہوش کو بیچ کے لے دارو بیہوشی تو
ذوق بیہوش کو آرام ہے ہشیار کو رنج

ردیف جیم فارسی

وہ شل ہوتا ہے یہ کشتی ڈوبتی خضر سے
لیگیا خط ذقن دل کو سوے گرداب کھینچ

ردیف حاے حطی

فرقت کی رات بھی چکے ہم تا زمان صبح
ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح

پر نور ہے ترا رخ سیمین بسان صبح
آنکھین ہین تیری مست صبوحی کشان صبح

اب بتکدہ مین شام کو ناقوس پھونکے
مسجد مین ہر قرن سے تسبیح خوان صبح

ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت قریب
اس مکر چاندنی پہ نکرنا گمان صبح

ایضاً

ٹھہری ہوا دنکے آنے کی یان کل پہ جا صلاح
اے جان برلب آمدہ اب تیری کیا صلاح

منظور چشم یار ہے سب عین مصلحت
پوچھے بلا کشون کی کسی سے بلا صلاح

سیدھے ہی جائین سے کوے صنم ہی ہم
گر پھیر دے نہ وہ صنم کج ادا صلاح

اوس چشم مست سے ہین ترا باتون مین ہم
تقوی کجا او دھر کجا کو کجا صلاح

اوس بد معاملہ سے ترا کیا معاملہ
کس بد صلاح نے تجھے دی بیہودہ صلاح

رہتا ہو مبتلا عشق مین یون دل سے مشورہ
جس طرح آشنا سے کرے آشنا صلاح

وہ ابھی کیا کہا کہ نہ لے ان بتون سے تو
دیتا ہے کوئی ایسی بھی مرد خدا صلاح

کرتی خراب اوسی کو ہے تیری نگاہِ مست — جسکو کہ دیکھتی ہے نکوکار و باصلاح

یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہے ہین آج — چشم و نگاہ مشورہ ناز و ادا صلاح

منظور گر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ — ہو تو صلاح نیک ہین کیا پوچھنا صلاح

قلابے آسمان و زمین کے ملا نہ تو — اوس مہوش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح

یہ ہے مرا رفیق یہی ہے مرا شفیق — لون کس سے وان کے جانے کی اسکے سوا صلاح

اے ذوق جانہ ہوش و خرد کی صلاح پر — دے عشق جو صلاح وہی ہے بجا صلاح

ردیف خای معجمہ اشعار سراپا

ہے زلف تری سنبلِ صحنِ چمن کی شاخ — قطرون سے پر عرق کے ہی یاسمن کی شاخ

ناف اوس صبیح کی ہے کوئی نسترن کا پھول — تا ناف سیلی سینے سے ہے نسترن کی شاخ

اشعار تشبیہ

ہے فیض سے وقار کہ میری نگاہ مین — جس شاخ مین ثمر ہو وہ ہے لاکھ من کی شاخ

بد خصلتون کو کرتا ہے بالا نشین فلک — اونچی ہے آشیانہ زاغ و زغن کی شاخ

رہتی ہے کشمکش مین پس از مرگ بھی جفا — آخر کو تیر اوس کے کئی کر کمان کی شاخ

اشعار مجروع

کہتی تھی چوب تیشہ مری طرح ایک دن — سر کٹ کی نخل آرزو سے کوہکن کی شاخ

پیا چشم و لب سے آہو نگاہ کو — شاخین بھی گر لگائین تو لیکہ ہرن کی شاخ

ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جس گھڑی — ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ

مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار
ہو یہ بھی اسکی اک شجرِ مکر و فن کی شاخ

تاثیر بیکسی سے ہو سارا درخت خشک
ڈالے جو سایہ نعش پہ اس بیکفن کی شاخ

شاخِ نبات کو نئے قلیان نہ منہ لگائے
ایسی صباحت سے لگے اوس دہن کی شاخ

اشعار قصیدہ

گلگون سے تیرے بڑھ نسکے گل قدم صبا
مارے جو تازیانہ نہالِ چمن کی شاخ

گردے جو تو نہال تو لائے ابھی نکال
پروین کا خوشہ کاؤ سپہر کہن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا
کہہ بیٹھیں گے پھر ایک کڑی دو گھڑی کے بعد

اوس لعل لب کے چھٹنے لیے ہوئے ستم
سب انگلی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

اللہ رے ضعف سینے سے ہر آہ بے اثر
لب تک جو پہونچی بھی تو چڑھی دو گھڑی کے بعد

کل روس سمجھے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اوس نے [illegible] دو گھڑی کے بعد

[illegible] دو گھڑی تلک
غماز نے پھر اوس [illegible] دو گھڑی کے بعد

[illegible] یکبار ستے
وہ ساری شیخی اوسکی جھڑی دو گھڑی کے بعد

[illegible] شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اوسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

[illegible] دیکھ جب لہ آ
آنے میں ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد

گو دو گھڑی تک وہ نہ دیکھا ادھر تو کیا
آنکھیں اوس سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤں گھڑی دو گھڑی کے بعد

جو ہر کا نظر سے ہے تری اپنے چڑھا چاند
تھا وعدہ چڑھے چاند کا لو پھر چڑھا چاند

ہے آئینہ خانہ بھی گزرگاہ بد و نیک
دیکھا نہ کبھی ہم نے در اہل صفا بند

ردیف ذال معجمہ

فرد قتل سے اوس عہد شکن کا کاغذ
ہے مری روح کو آزادی تن کا کاغذ

گو رہے پیش ہو جب دفتر تن کا کاغذ
ہو سیاہ نامہ کو سفیدی کفن کا کاغذ

بن گیا عکس سے اوس شوخ گلستان رو کے
صفحہ آئینہ تصویر چمن کا کاغذ

کیا کرے خانہ گیتی کا کوئی دعوی ملک
نام پر کس کے ہے اس [illegible] کا کاغذ

لکھیں اوس چشم کے وحشی کے لیے گر تعویذ
اہل تکسیر کریں پوست ہرن کا کاغذ

رقعہ شادی شہادت کا ہو خون سے رنگین
ایسی شادی کو ہو ایسی ہی پھبن کا کاغذ

سینہ صاف کو کیوں داغ سے ہو باعث شکست
ہے صفائی سے سزاوار شکن کا کاغذ

ورق چرخ ہو گو نسخہ آشوب نہ ہو
سرمہ چشم ہے سیمیں بدن کا کاغذ

یاں اسیران قفس تک کوئی پہونچا کاغذ گر
جیسے غربت میں غنیمت ہے وطن کا کاغذ

تھا ہوا آرا نہ کتابوں سے جو بدر دو رخ سے
گر نہ آتش میں لباس [illegible] بدن کا کاغذ

جل گیا دیں پہ [illegible] کی گواہی دے ہے
مہری وسادہ سے [illegible] کا کاغذ

محو ہو کرتا ہے خط پہ [illegible] رشک
ہائے لوں ہے لعاب اوس کے دہن کا کاغذ

ذوق مسودۂ دیوان لکھو اپنا کیا خاک
متحمل نہیں گرمیٔ سخن کا کاغذ

ردیف راے مہملہ

نگہ نہیں جو فقط دلنشیں تھا دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر
نکل آیا جو آہ آنکھوں کی راہ میں بیٹھا خدنگ ہو کر

پھر آیا لو وہ شکار جوئی ادھر کو سرگرم جنگ ہو کر
کہ جس کے ہاتھوں سے اور لاکھوں سر ہزاروں ہیں ہند یکار نگ ہو کر

وہ چشم مخمور اک نظر سے چبھو ملا کھوں جو نیشتر سے
تو ہو رواں ہر رگ جگر سے لہو مئے لالہ رنگ ہو کر

جو رنگ آنسو کے آشنا ہیں وہ گریہ خونی میں جو تماشا ہیں
کہ رنگ بہتے گرانبہا ہیں عقیق و یاقوت سنگ ہو کر

جو شیخ حسن بتاں کا ایماں جنھیں وہ کفر و دیں ہے یکساں
پہونچتے کعبہ میں وہ مسلماں ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر

جہاں کو لگی ہے یہ صورت کہ دل میں آ ٹھہرے کدورت
کہ جیتے جائیں گے بالضرورت اس آئنہ میں یہ زنگ ہو کر

غزال رم دیدہ بن گیا ہے جو خواب آنکھوں میں تو بجا ہے
کہ بیدار کھائیے وہ تا ہے پلنگ تجھ میں پلنگ ہو کر

ہر اک بہی کر نگہ کو دیا نہیں جبا نہیں ہے عونت صلا
کہ پایا گل نے ہے نام رعنا تو اس چمن میں دو رنگ ہو کر

صلا دیں ہم پا سلہ ری جہاں نہیں ہے ذوق سیخ و خواری
مرے کے گر زبان کی گرانی کے سینے نے نام و ننگ ہو کر

تو ہے تجھے آج ہم سنسان ہاموں دیکھ کر
یاد آیا ہم کو مجنوں بے سبب مجنوں دیکھ کر

[illegible] گئے اک دل میں جا دو سے بابل کے دھوئیں
سرمہ آلودہ تری چشم پر افسوں دیکھ کر

[illegible] بہر و شیوں چاندنی پر اوس ہوش کو رات
آہ کی اک دل نے ہم نے سوئے گردوں دیکھ کر

[illegible] آ گھر کالے سے نہیں جلتا چراغ
چھپ گیا سر سرخ پہ تیرے زلف شبگوں دیکھ کر

[illegible] ساغر سرشار وحشت کا نشہ
چھپ گیا خم میں مری صورت فلاطوں دیکھ کر

[illegible] گلیوں میں منڈیروں
پھر گیا [illegible] اشک جگر گوں دیکھ کر

قتل کو کسکے چڑھائی تیغ تو نے سان پر
اوتری ہے آنکھون مین خون تیری مری خون دیکھکر

لیگیا دل کون میرا ذوق اسکا نام لون
سامنے آجائے تو شاید بتادون دیکھکر

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھکر
عجب مزہ ہے جو مرے کسی کے سر چڑھکر

مرے خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چڑھکر
یہ خانہ جنگ ہے آتی ہے لڑنے گھر چڑھکر

دکھا نہ جوش و خروش اپنا ور یہ چڑھکر
گئے جہان مین دریا بہت اوتر چڑھکر

ستمگرون کی کشاکش مین آبرو ہو سوا
کہ ہو فسان پہ ہر تیغ تیز تر چڑھکر

الٰہی خیر ہو مانند شعلہ سرکش
پہر آیا ہاتہکے گھوڑے پہ وہ ادہر چڑھکر

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبی زر
اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھکر

کہین فلک پہ نہ چڑھ جاے چاند جھومر کا
کہ دور آپکو کھینچے ہے تیرے سر چڑھکر

ترا مکان تو کیا لامکان مین کود پڑین
امید وصل مین ہم بام عرش پہ چڑھکر

جو مارے نفس کو اور کرلے اپنے غصے کو زیر
بنا ہے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہو ذوق فتنۂ حشر
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

جان ہوا یون ہوئی اوس خال کا بوسا لیکر
جیسے اوڑ جاے دہن مین کوئی گنگا لیکر

تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر
چپکے ہی بیٹھ رہے دم کو مسیحا لیکر

شرط ہمت نہین مجرم ہو گرفتار عذاب
تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑیگا بدلا لیکر

ذبح کرنے کو مرے پوچھتے ہو کیا تکبیر
تم چھری کی پھیر دو نام خدا کا لیکر

کھینچتی روز قیامت سے بھی ہے آپکو دور
تیری زلفون کی بلائین شب یلدا لیکر

بھا سے مشتاق جمال یک سر پا ہوگئے کہیں
گرچہ ڈھونڈھو گے جہان رخ زیبا لیکر

جب سے دیکھا ہے بلا مجھ میں کہیں میرا پتا
پھر گیا نامہ [illegible] لیکر

دیکھا اپنا سا منہ لیکے وہ اس سے آئینہ رو
پھری [illegible] لیکر

واں سے یاں تک [illegible] ذوق [illegible]
یاں [illegible]

نکل گئے [illegible] ایمان چھوڑ کر
چل [illegible] ارمان چھوڑ کر

طفل اشک [illegible] قربان چھوڑ کر
پھرتا [illegible] گریبان چھوڑ کر

[illegible] دل میں پیکان چھوڑ کر
جا کے بیٹھے کو کہاں سیر [illegible] چھوڑ کر

[illegible]
ورنہ جانے [illegible] داماں چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] دامان چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] بہاران چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] پریشان چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] دامان چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] چھوڑ کر

[illegible]
[illegible] چھوڑ کر

ساغرِ دل پھینکا آیا ہون کھومت ہاتھ سے
چوکتا ہی کیون یہ جنسِ دستگردان چھوڑ کر

پڑھ غزل اے ذوقؔ کوئی گرم سی اب تجھ نجا
جانبِ مضمون طرزِ نغمۂ جانان چھوڑ کر

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون مین غلطان چھوڑ کر
کیا ہی پچھتاتا تھا مین قاتل کا دامان چھوڑ کر

مین وہ مجنون ہون جو نکلا دن کنجِ زندان چھوڑ کر
سیبِ جنت تک نہ کھاؤن سنگِ طفلان چھوڑ کر

پیوے سیراہی لہو مانی جو لب اوس شوخ کو
کھینچے تو شنگرف سے خونِ شہیدان چھوڑ کر

مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہگیا بس منشیِ قدرت جگہ وان چھوڑ کر

سایۂ سروِ چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی مین اے سروِ خرامان چھوڑ کر

ہوگیا طفلی ہی سے دل مین ترازو تیرِ عشق
بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراقِ میزان چھوڑ کر

اہلِ جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس تنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

شوق ہے اوسکو بھی طرزِ نالۂ عشاق سے
دمبدم چھوڑے ہے منہ سے دود وقلیان چھوڑ کر

دل تو لگتے ہی لگیگا حوریانِ عدن سے
باغِ ہستی سے چلا ہون ہاے پریان چھوڑ کر

گھر سے بھی واقف نہین او سکے کہ جسکے واسطے
بیٹھے ہین گھر بار سب ہم خانہ ویران چھوڑ کر

وصل مین گر ہووے مجھکو رویتِ ماہِ حبیب
روئے جانان ہی کو دیکھون مین تو قرآن چھوڑ کر

اندنون گرچہ دکن مین ہے بڑی قدرِ سخن
کون جائے ذوقؔ پر دلی کی گلیان چھوڑ کر

بلبل ہون صحنِ باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈی وحشتِ گمشدگی مین مجھکو سے
عنقا ہے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اوس مرغِ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہگیا
مرغانِ کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر

ساقی بادہ فسراب ہو تجھ مین پڑی ہوئی | ہم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر
خود اڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر | اوس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر
کرتا ہے دل ہما قصد کا اندر تیرا نیر | پر ہے نشان داغ سے دور اور شکستہ پر
اے ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ | گو سو دل ہو وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

اشعار متفرقات ردیف رای مہملہ

شرح جنت پر گلشن گر کرون ستم پھر کر | پھر باز گشتی ہو ہاتھ مین قلم پھر کر
تو نے نہ کی سرنگا جب چمن مین توڑ کر | مین ابھی حاضر ہون کہا غنچے نے سینہ پھوڑ کر
وہ کرے کون ہے قربان اس اس چتون پہ | مین تو کہین سکے چھری گردن پہ
شہرہ ہے شہر ان سی نسب کی دیکھی جو بہار | اوس سی پڑ گئی گلشن مین گل سوسن پہ
بند ہو دل آ سکے در سے کو تنگ گور و در | سب جیتے ہی جی کہتے ہو صورت تیری در گور رو در
روکش بال ہما ہین ادن ہو اگیر دن سکے پر | ملگے ہین طائرون کو پر ترے تیر و سنکے پر
او نکے ہے سہر ثریا اعظم سر اوٹھاتے ہین مہد | کیا غضب لائے ہین خدا جانے جو ہون پر لکے پہ
آ دام دو جو بیٹھے ہین بٹوے مین ڈالکر | ایسا ہے یہ کہ بھید وہ آنکھین نکالکر

ایضاً
آہ دل وہ سر نعرہ پنہان عیان نکر | آنکھون سے دیکھا زبان سے بیان نکر
آہ نہین درد دل جو نکالون تو وہ کہے | اے تفتہ جان ہوا ہو یہا لے دھوان نکر

اشعار متفرقات ردیف سین مہملہ

مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھو تو آ نکے پاس | بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس

چمن سے بعد ہمیں ستاتے ہیں اوقاتِ قفس
قفس میں ہیں نہ ہیں ہم شرفِ خاستِ قفس ۴

ردیف صاد مہملہ

سب مذاہب میں یہی ہے نہیں اسلام میں خاص
کہ جہاں نام ہو ہوتا ہے وہاں عام میں خاص

ساغرِ دل کی تو واقف نہیں کیفیت سے
دیکھ کس رخِ ساقی سے ہے یہ جام میں خاص

مختصر باتیں ہیں کہ ہے چشمۂ حیوان حیا بخش
ہے یہی خاصیت اوس کی لبِ تشنہ کام میں خاص

شیخ صاحب کے ہیں نزدیک وہ خاصانِ خدا
خدمتی اونکے ہیں جو زمرۂ خدام میں خاص

کام دیتا ہے ہی عاشق کا ترے ناکامی
کہہ دیا تو نے لگا اوسکو ابھی کام میں خاص

عشق کا جوش سا ہو جبتک کہ جوانی کے ہیں دن
یہ مرض کرتا ہے شدت انہیں ایام میں خاص

ذوق اسماءِ الٰہی میں ہے سب اسمِ اعظم
اوسکے نام میں خصوصیت ہے نہ اک نام میں خاص

ردیف ضاد معجمہ

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

سحر و سر میں ہیں کسکو ہوس قطع و برید
ناخنِ شیر سے ہے خنجرِ دم ماہی مقراض

گل کترتی ہیں ہزاروں تری آنکھیں کافر
ہے عجب طرح کی اک تیر نگاہی مقراض

کیا زبان چلتی ہے اوس بزم میں بدگو کی
منہ میں لگنے یہ زبان ہو کہ الٰہی مقراض

محضرِ خون جو مرا سارا کتر کر پھینکا
دیگی اس ظلم کی محشر میں گواہی مقراض

پاس کیا قطعِ تعلق میں کہ یکسان سمجھے
قطع میں کسوتِ درویشی و شاہی مقراض

رشتۂ عمر کیا قطع سراسر اے ذوق
کھو سکی تیرگی دل کی نہ سیاہی مقراض

عین مہملہ مقطع

کہ نہیں خاطر پریشان جسے جمع

قاف

لفظ قلق کی طرح سے وہ ہی رہا قلق

کاف تازی

بلائیں آکے لیں سو بلائیں سر سے پانو تک
ہزار اپنے کو وہ ہمسے چھپائیں سر سے پانو تک
چمن میں سبز کیونکر ہو سنجائیں سر سے پانو تک
کہ ہیں وہ ان تو ادائیں ہی ادائیں سر سے پانو تک
مثال شمع وہ ہمکو جلائیں سر سے پانو تک
چھپیں چلو نہیں در پردہ دکھائیں جسم سر پانو تک
کہ اسکو دور دکا پتلا بنائیں سر سے پانو تک
نہیں حاجت کہ وہ پانی بہائیں سر سے پانو تک
نہ کیوں تمام نہ ہم تیغ عشق کھائیں سر سے پانو تک
دل کے دو حرف ہیں دو وہ بھی جدا ایک سے ایک

لام

بلا سے گر ہو تو الہ وہاں مارین دل

بغل میں جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نکل نہ جاے دل اضطراب سینہ سے
ہمیشہ روزن سینہ سے کیوں ہو چشم براہ
ہزار سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جاے گہر
اوڑیگا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ شرار
برنگ غنچہ پیکان و غنچہ تصویر
فلک کے رنگ سے ظاہر ہے ماتمی آثار
برنگ بیضۂ نور و زر توڑے دل اوسنے
ہزار دشمن جان سے ہے ایک دوست برا
نہو تین خلد میں حورین تو رہتا خلد میں کون
یہ جسم زار ہو یا پیرہن میں دل

اوٹھا تو لائی مجھے سیر گلشن ای ذوق

ازل سے یوں دل عاشق ہے نور کی قندیل
سمجھ وہ در بناگوش نور کی قندیل
ہمارے کعبۂ دل میں ہمیشہ روشن ہے
جہاں ہے خانۂ عشرت جبھی ہوا اسکا فروغ
رہے ہے جوں قمر منخسف سدا بے نور

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کے بھی کنار مین دل

نکل نہ جاے دلِ اضطراب سینہ سے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل

ہمیشہ روزنِ سینہ سی کیون ہو چشم براہ
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل

ہزار سنگدار بھی ہے وہ بلا کہ جاے گھر
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل

اوڑیگا مثل شررِ ٹکڑے ہو کے سنگ مزار
رہا اگر یونہین گرم تپش مزار مین دل

برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہے ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل

برنگ سبحۂ زنار توڑے دل اوسنے
ہزارون ایک ہمارا ہے ایک قطار مین دل

ہزار دشمنِ جان سے ہے ایک دوست برا
جو پوچھو کون ہے سنو مین کہون ہزار مین دل

نہو تبین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون
لگے ہے صحبتِ خوبانِ گلعذار مین دل

یہ جسم زار ہے یا میرے پیرہن مین دل
گرہ ہے تار مین یا میرے جسم زار مین دل

اوٹھا تو لائی مجھے سیر ہے ہمنشین اے ذوق
رہیگا میرے عوض سیر کوے یار مین دل

ازل سے یون دلِ عاشق ہے نور کی قندیل
کہ جیسے عرشِ خدا سے غفور کی قندیل

سمجھ وہ دُرِّ بناگوش نور کی قندیل
خجل ہے اخترِ صبحِ نشور کی قندیل

ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے
کسی کی تاب کمالِ ظہور کی قندیل

جہان ہے خانۂ عشرت جبھی ہوا اسکا فروغ
کہ لٹکے اسمین سرِ پُرغرور کی قندیل

رہے ہے جون قمرِ منخسف سدا بے نور
سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل

پڑے جو عکس ترا جام مینا تو ہو روشن
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل

عیان ہو یون مرے روز سیاہ مین خورشید
کہ جیسے شب کو نظر آئے دور کی قندیل

سوائے دل کے ہو مارے نہ داغ ظلمت سے کبھی
کبھی پسند نہ اوس رشک حور کی قندیل

اڑے جو آہ سے کے ہو کے گل سے پارۂ دل
ہوئی ہوا مین وہ صورت بلور کی قندیل

وہ تیر ہین یہ مرے نالۂ قیامت زا
کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل

نسیم کیا ہے کہ روضہ مین نقشہ جانون کی
نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل

سمجھتا تو ہے تو ناقص کباب غزل کی ذوق
یہ دشمنا ہے تو کیون چشم کور کی قندیل

تمام

دیوانہ ہون ترا مجھے کیا کام کہ لون گا
نہ پایا نقش سر کو مرے داغ جنون گا

تنہ شکستہ مین نا پڑی کی پتنگ گل صد برگ
کیا دشت نوردی مین کترتا ہے جنون گا

اوس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت
سو بار سونگھا کیا اوسے پڑھ پڑھ کے فسون گا

ہو روشنی خانۂ دل سوز محبت
کہا نہ تو بنا شمع حرم کیونکہ کرون گا

پیکان تو دلدوز ہے سو فار ہے باہر
اوس تیر سے ہے دل مین دہن غنچہ پرون گا

ردیف میم

پابند ہون وہ خال ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہے کس کی زلف کے زندانیون مین ہم

پہونچی تھی یاد زلف تو خط ہی لکھ رہے تھے ہین
لکھتے الف خطون کی نہ پیشانیون مین ہم

تخمیر ہین ہمین نا الفت جس کی طرح
ہر شب یاقوت ہو رہتے ہین جولانیون مین ہم

...کی نہ تیغ عشق سے ہٹیے کہیں پناہ
قرب حرم مین بھی ہین تو قربانیون مین ہم

...دوزخ بھی جا سے نعرۂ ہل من مزید بھول
لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

...پا کو بیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پھرتے ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

...نم بھی نہیں جگر پہ رہے اسقدر ہے
سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم

...طلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا
جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

...ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

...ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سے بھی جدا
رکھتے ہین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

کیا جانین ہم زمانہ کو حادث ہو یا قدیم
کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

کیون جی کے ہجر مین ہو شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

پوشیدہ ان نگاہون مین سرخوشی ہے ہاتھ ان
شہر الیہود کرتے ہین نصرانیون مین ہم

سینہ کا چاک سینے کی فرصت کہان کہ ہین
مصروف زخم دل کی نمکدانیون مین ہم

بسم کدورت دل صیاد گر نہو
کیا کیا اوڑائین خاک پریشانیون مین ہم

دکھلائین رہ ذخیرۂ کو ہین السطور سے
اپنے سیاہ نامہ کی طولانیون مین ہم

جا سکتے نہ صفت ہے نہیں کوچہ ہی ہو سکے ذوق
بہا ہین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم
برسون ان آنکھ سے ٹپکا ہے مرے لوہو گرم

جل بڑا ہے آتش غم دل کو کرے یہ تو گرم
کہ زمین پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب تو گرم
شربت قند دیا کرکے پر آتش خو گرم

تن سے یوں ہی تپ غم سے اگر گرم مرا
بیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم

نیشتر جلکے نہ جوں کشتۂ فولاد ہو خاک
نکلے ہو آتش سودا سے مرے لوہو گرم

کسکا صید محبت کا نہ قاتل سے گلا
اوسنے پتھر پہ رگڑا کہ ہوا چاقو گرم

آتش دل سے ہیں زمرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہو گل خودرو گرم

مہروش مل بو ترے حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئنہ ہو آئنہ سے زانو گرم

کیا کہوں نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بس یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹھکرا کے گیا وہ اوسمین
چونکا اوس وقت کہ جب منہ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کی رعشہ سے سپر جا کے چھوٹے
کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانیکا ہے سارا سامان
بینی شعلہ ہے تری رنگ بھبوکا رو گرم

کونسا سوختہ جان صبح سے ہے گرم فغان
کہ ہوا آتی ہو کہیں سے ترے گلرو گرم

ہم تو سنتے تھے سدا کل حوض بارد
ذوق ہوتا ہے وہ کیونکے ترے تشنہ پہ گرم

ردیف نون

لبے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اس زلف فتنہ زا کے لیے اے مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

نیساں ہی روی زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سر عشق ہی نبض کی رگ سنگ مزار مین
دلکی تپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش — درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہین
ساقی سلے ہزار فلاطون ہین خاک مین — جو خم تہی ہے قالبِ آدم سے کم نہین
اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا — لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
شور ابہٴ سرشک سے دھوتا ہون زخم دل — تیزاب میرے حق مین یہ مرہم سے کم نہین
ہاتھون سے تیرے پارہٴ الماس زخم دل — مجھکو تو جلوہٴ گل و شبنم سے کم نہین
اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے — سب ہم سے ہین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

ہان تامل دمِ ناوک فگنی خوب نہین — ابھی چھاتی مری تیرون سے چھنی خوب نہین
تشنہٴ دشتِ محبت کے لیے اوس لب سے — کوئی دنیا مین عقیق یمنی خوب نہین
گل پریشان ہوا ہنسکے چمن مین آخر — دیکھ اے غنچہ دہان خندہ زنی خوب نہین
خوبیان یون تو ہین اوس عالمِ تصویر مین سب — اک اگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہین
چشم کہتی ہے تری جنبشِ مژگان سے کہ دیکھ — سر پہ بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہین
یہ نہین شیشہٴ مے ہے کسی میخوار کا دل — محتسب دیکھ نکر دل شکنی خوب نہین
تابِ دندان ندکھا بزم مین ہنس ہنسکر تو — کوئی کھا جائے جو ہیرے کی کنی خوب نہین
بات تو ہمنے بنائی تھی دہان خوب مگر — تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہین
خلشِ خار کا کھٹکا ہے بغل مین موجود — دیکھ گل دعوے نازک بدنی خوب نہین
اوٹھتا ہی جائیگا اک دل سے دھوان آہ کے ساتھ — جبتلک جلنے کا یہ سوختنی خوب نہین
کون آتش نفس اے ذوق چمن سے گزرا — آج جو سرو و نسیم چمنی خوب نہین

منقاد دو فریق حسد کے صدو سے ہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین

مرد اور ہین وہ طائر سدرہ ہی کیون نہو
تیر نگاہ یار کے جو دور زد سے ہین

خورشید وار دیکھتے ہین سب کو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہین

وہ مست ہون کہ رکھتے قدح کش تیمناً
مینا و میکدہ مری خشت لحد سے ہین

جان دادگان عشق سے پوچھو رہ فنا
یان جناب خضر ابھی نابلد سے ہین

چشم تر سے سرو سے اونکو جو پوچھو تو
رکھتے امید دوستی اوس سرو قد سے ہین

دشنام دو کہ بوسہ خوشی سے ہے آپکی
رکھتے تمیز کام نہین رد و کد سے ہین

ہین نقش کاسہ دلون کے ہو کر خزینہ فقیر
سمجھو کہ کرتے برف کی پوشش نمد سے ہین

دو اک سے دم کے ہین میسر جو وصل یار
ہاتھ آ نکلتے ہم اوسکے ابد سے ہین

جتنے ہین یان فرشتہ روش نشہ شراب
ہو جاتے بد مزہ ہین جو بڑھجاتی حد سے ہین

ہر چند ناتوان ہین مگر رکھتے دل قوی
ہم عشق کی کمک سے جنون کی مدد سے ہین

عریان لباسیون کے نہ ظاہر لباس پر
عاری عباے ہوش و قباے خرد سے ہین

محفوظ یان جو رکھتے دو عشر و قدر پر
ابجد کا قفل قاعدہ اب وجد سے ہین

دل کو ورق پہ چھپتے ہین صد مہر داغ عشق
ہم کر ذوق عشق کا دعویٰ سند سے ہین

بلائین آنکھون سے اونکی مدام لیتے ہین
ہم اپنے ہاتھون کا اونکا سے کام لیتے ہین

ترے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
قدم سب آنکے وقت خرام لیتے ہین

شب وصال کے روز فراق مین کیا کیا
نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ دم ہی نہین زیر دام لیتے ہین

جھکا ہے سر تسلیم ماہ نو پر وہ
غرور حسن سے کسکا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جب ان سے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ہم اونکے زور کے قابل نہین ہین پر شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین

فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہے اونکا
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مینوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

دود دل سے ہے یہ تاریکی مرے غمخانے مین
شمع ہے اک سوزن گم گشتہ اس کاشانے مین

ہین ہمین خشت کہن مدرسے اس ویرانے مین
برسون مسجد مین رہا برسون رہا بتخانے مین

مستی و نا آشنائی وحشت و بیگانگی
یا تری آنکھون مین دیکھی یا ترے دیوانے مین

مین وہ کیفی ہون کہ پانی ہو تو بنجائے شراب
جوش کیفیت سے میری خاک کے پیمانے مین

عشق کو نشو و نما منظور کب ہے ورنہ سبز
تخم اشک شمع ہو خاکستر پروانے مین

برق خرمن سوز دانائی ہے نافہمی تری
ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت ہین ہر دانے مین

کس نزاکت سے ہے دیکھو اتحاد حسن و عشق
زلف جانان شانے نے کھینچی درد ہے یان شانے مین

ایک پتھر چومنے کو شیخ جی کعبے گئے
ذوق ہر بت قابل بوسہ ہے اس بتخانے مین

رکھتا ازبسکہ جیفۂ دنیا سے ننگ ہون
پارس بھی ہو تو جانتا مردار سنگ ہون

ہون وہ شگفتہ دل کہ نہ دوزخ مین تنگ ہون
آہن کی طرح آگ مین بھی لالہ رنگ ہون

چھیڑو جو پہلو میرا اوٹھانے کی فکر مین
محفل ہے یار کی کیا کوئی چوسر کا رنگ ہون

مضطر ہون مجھکو ضبط ہر سے دل کو اضطراب
دل میرا مجھسے تنگ ہے مین دل سے تنگ ہون

پروانہ مین نہین تو نہین پر ہون شعلہ دوست
مکھی بھی ہون تو خالِ دہانِ تفنگ ہون

غزل

مجھکو پلا کر ساقیانِ سامری فن آب مین
کرتے ہین جادو سے اپنے آگ روشن آب مین

زلفِ افعی وش کو دیکھو گر دہ پُرفن آب مین
ہو بجاے موج پیدا مار رہزن آب مین

چشمِ آئینہ مین کب تر ہوا پاے نگاہ
اسطرح جاتے ہین دیکھا پاکدامن آب مین

سیر نا دیدہ ہی جو دشت سے کہین مردو نکا منھ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقتِ رفتن آب مین

صحبتِ صافی دلان سے ہون کدورت تیرہ دل
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آب مین

اب بھی گریہ سے مجھے فرصت نہین فوارہ وار
گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آب مین

طاس قلیان مین رکھا ہے اوسنے ابرِ مردہ کو
ڈوب مر رو رو کے تو اے ابرِ بہمن آب مین

دیکھتا آبی دوپٹہ منھ پہ اوسکے وقتِ خواب
برجِ آبی مین ہے مہ یا مہر روشن آب مین

مین وہ ہون تشنہ دل کر جاے اک دریا کو جذب
گر پڑے گر ذرہ میری خاکِ مدفن آب مین

یون رہا مین زندگی بھر تشنہ دیدار یار
جیسے مستسقی کا دم ہوتا بمردن آب مین

اے گلِ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
اژدہا بن کے شبِ ابر رشکِ گلشن آب مین

وعدہ ہے آنیکا اوسکے ابر گھر جاے تو آسکے
ڈالتا ہون دمبدم اوٹھا اوٹھا کر روغن آب مین

شعلہ کو ہم آگ کہتے جو نکلے آنکھ سے الگ یہ اشک
بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفقِ من آب مین

غزل

اس گلستانِ جہان مین کیا گلِ عشرت نہین
سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
وہ فلاطون ہی تو اپنے قابلِ صحبت نہین

خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
پر ہمارے واسطے یان منزلِ راحت نہین

بسملِ تیغِ محبت کا لبِ ہر زخم دل
ہوتا دادِ شور و واویلا و واحسرت نہین

منہ مین گر پانی چوا دے یار اپنے ہاتھ سے
مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین

ہی نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان
جسکے نسخے مین دوا کی لفظ کو صحت نہین

کھاکے زخمِ تیغِ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
کوئی بھی اوس سے زیادہ کافرِ نعمت نہین

خاک ہوکر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار
ایک ساعت مثلِ ریگِ شیشۂ ساعت نہین

خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشتِ عدم
روز کرتے ہے چہل قدمی مگر رخصت نہین

میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

ایک دل اور اوسپر اتنے بارِ غم اللہ رے دل
اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہین

ذوق اس صورتکدہ مین ہین ہزارون صورتین
کوئی صورت اپنے صورتگر کی بے صورت نہین

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

اوسکے گھر لیچلا مجھے دیکھو
دلِ خانہ خراب کی باتین

واعظا چھوڑ ذکر نعمتِ خلد
کر شراب و کباب کی باتین

حرف آیا جو آبرو پہ مرے
ہین یہ چشمِ پر آب کی باتین

یاد ہین مہجبین کہ بھول گئے
وہ شبِ ماہتاب کی باتین

تجھکو رسوا کریگی خوب اے دل
تیری یہ اضطراب کی باتین

جاؤ ہوتا ہے اور بھی خفقان
سُنکے ناصح جناب کی باتین

جام مے لب سے تو لگا اپنے
چھوڑ شرم و حجاب کی باتین

سُنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتین

دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق
ہمسے ہون صبر و تاب کی باتین

ہو جبین اپنے غرۂ جوہر کو توڑ دون
آئینہ خیال سکندر کو توڑ دون

مین کاٹ دون پہاڑ کو پتھر کو توڑ دون
پر کیونکہ غیب سے بت کافر کو توڑ دون

کیا دور جام ہو جو کہے سر پہ دور چرخ
گر چاک پہ پھرے تو مین ساغر کو توڑ دون

راہ جنون مین جلد اوٹھاؤن جو مین قدم
پائے رفیق و ہمت و رہبر کو توڑ دون

کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کہے ہے چرخ
یا تک جھکاؤن شاخ ثمرور کو توڑ دون

ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہے جی
باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون

ق

احسان ناخدا کے اوٹھائے مری بلا
کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون

ہر موج بحر عشق کو یہ بل ہے بے زور
کہتی ہے دست و پاے شناور کو توڑ دون

نازک کلامیان مری توڑین عدو کا دل
مین وہ بلا ہون شیشے سے پتھر کو توڑ دون

پھر اوس مژہ کو یاد کرے دل تو اے ذوق
نشتر چبھو کے مین سر نشتر کو توڑ دون

نہ چھوڑا ہاے وحشت نے ہمارے جیب و دامان
مگر تار نفس سینے مین سمجھو یا گریبان ہین

کوئی ڈھونڈے کدھر دل کو ہجوم داغ سوزاں میں
ملے کھوج ایک پروانہ کا کیا اتنے چراغاں میں

کسے ہی جائیو اے دل شکایت تشنہ کامی کی
رہی آب اوسکی جبتک تیغ میں خنجر میں پیکاں میں

بہت ہے ہجر کا او سکے گل ہر داغ دل میرا
ہمیشہ آب پیکاں سے ہے شبنم اس گلستاں میں

جو لذت آشنائے مرگ ہوتا خضر تو ہرگز
نہ پیتا آب حیوان ڈوب مرتا آب حیواں میں

ایضاً

آج اونسے مدعی کچھ مدعا کہنے کو ہیں
پر نہیں معلوم کیا کہوینگے کیا کہنے کو ہیں

وصف چشم اور وصف لب اُس یار کے کہنے کو ہیں
آج ہم دعائے بشارات و شفا کہنے کو ہیں

ہیں جو ہر غنچے نکلے وا کیا جانیں کیا کہنے کو ہیں
شاید اوسکو دیکھکر صلِّ علیٰ کہنے کو ہیں

ہیں ستم ہائے تصور نکے قربان واہ کیا ماری ہیں تیر
سب یہاں تم تجکو مرحبا کہنے کو ہیں

وہ جنازے پر مرے کس وقت آئے دیکھنا
جبکہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہیں

ایضاً

عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزیں ہوں میں
ہوں اس طرح جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں میں

ہیں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں
میں ہوں تمھارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں

اوس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمیں ہوں میں
مانند سایہ سر سے قدم تک جبیں ہوں میں

تارا سا کٹ پہ ہوں میں کنوئیں کی بہ رنگ آب
تا ہم آسمان پہ میرا ہوں زیر زمیں ہوں میں

ہوں طائر خیال نہ پر ہیں نہ میرے بال
پر اوڑ کے جا پہنچتا کہیں سے کہیں ہوں میں

ایضاً

غم زدہ ہیں اپنا صفحۂ محشر سے کم نہیں
ہے شور الغیاث صریر قلم نہیں

کو اضطراب دلکو بیان کرتے ہم نہیں
پر جو نکالا ہے رگ بسمل سے کم نہیں

ہے اوس محتسب نے یہ دامن ہمارا پاک
گر چھینٹ بھی پڑی تو بجز درم نہیں

یہ ضبط پیچ و تاب کہ میرے سر مزار
گیسوے دود شمع مین بھی پیچ و خم نہین

منصوبہ مارنے کا مرے کرتے ہین حریف
اور مجھ مین مثل بازی شطرنج دم نہین

سر باز عشق کے لیے دار الامان کہان
محفوظ قطع سے سر شمع حرم نہین

غزل

گذرتی عمر ہے یون دور آسمانی مین
کہ جیسے جائے کوئی کشتی دخانی مین

روکاو خوب نہین طبع کی روانی مین
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی مین

وفور اشک اگر سر باوج ہو اپنا
فلک برنگ گل نیلوفر ہو پانی مین

کہانیان ہین حکایات خضر و آب بقا
بقا کا ذکر ہے کیا اس جہان فانی مین

نہین خضاب سے مطلب ہین جو ہوے سفید
سیاہ پوش ہوے ماتم جوانی مین

وہ جیسے گھر کو سدھارے اور انکی کھوج مین ہم
پھرے بھٹکتے ہوے کوچۂ بدگمانی مین

مبصرون سے کہو دیکھین چین ابروی یار
کہ جوہر ایسے کہان تیغ اصفہانی مین

ہمیشہ ہے تجھے سر مایۂ بقا مین بقا
حباب وار رہون مین آب زندگانی مین

بجز ظفر علی شاہ کون جانے ذوق
تری زبان کا مزہ تیری شعر خوانی مین

تو کہہ [illegible] اس لب پہ دھڑی خوب نہین
چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

سامنے سے مرے ٹلتا نہین ناصح جبتک
مغز کھاتا مرا دو چار گھڑی خوب نہین

[illegible] کہ تری آنکھون نے
دست مژگان سے کوئی دھول جڑی خوب نہین

[illegible] عشق کی کیا شہرہ ہے ترا
بوالہوس تجھ پہ کوئی ضرب پڑی خوب نہین

خوبرویوں سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس
قسمت اے ذوق کہیں اپنی لڑی خوب نہیں

ہین نہان محو خودنمائی مین
بیرہے پر خودی خدائی مین

ہو کے اک بوسے پر ترش ابرو
بات کو ڈالتا کھٹائی مین

نہیں لگتی مین وہ فرنگی زاد
ماہ سے منزل ہوائی مین

ذوق ہے ایک رند شاہد باز
اوسکو کیا دخل پارسائی مین

ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
وہ پہلے بزم مین کہین کدہر کو دیکھتے ہین

گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہین
بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہین

وہ روز ہمکو گزرتا ہے جیسے عید کا دن
کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہین

بنا کے آئنہ دیکھے ہے پہلے آئنہ گر
ہنرور اپنے ہی عیب ہنر کو دیکھتے ہین

اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

ردیف نون

خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
کیا جانے لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین
وان ایک خامشی تری سبکے جواب مین

بی بادہ غوسکی مین ہوا ذوق جون مینہ
کی توبہ بیوقوف نے ناحق شباب مین

انکی جو لے لون تو پھر اوس شست قاتل کو ندون
جان دون ہاں لاؤن یان پر دل کو ندون

چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہیں ہوسکتا
لیکے دو دل رخ کو ندون زلف کو دون تل کو ندون

لگے سہم سے ترے ناوک مژگان دل مین
اتنے موتن پہ نہیں جتنے ہین پیکان دل مین

گھر سی کر بیٹھا ہمارے غم ہجران دل مین
ہم نے جانا تھا کوئی دل کا ہے مہمان دل مین

گر ترا نور نہین چشم مین کیا ہے اسمین
تو نگین توڑ نہ دل کا کہ بڑی محنت سے

ایضاً

کہنا فتیلۂ نظر عین خطا ہے اسمین
اسم کو مین نے ترے کندہ کیا ہے اسمین

نہ ڈال آبلہ اے گریۂ فغان منہ مین
ہمارا پی کے لہو تیرے تیر کا سوفار

ایضاً

کہ چپکا بیٹھ رہون بھر کے گھنگنیان منہ مین
یہ چپ ہوا ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین

کیون نہ لڑوائین انہین غیر کر کر ذہین بہی
اتنے بگڑے ہین وہ مجھسے کہ اگر نام اونکا

ایضاً

ہمنشین جنکے نصیبے کہین لڑ جاتے ہین
لکھتا کاغذ پہ ہون تو حرف بگڑ جاتے ہین

اسیر رنج و غم مین یہان مریض جان بلب مین ہون
جو مانگون موت درد ہجر سے مجھکو نہین بہا

ایضاً

اور اوسپر ابتلا کہ جیتا ہون نہین کوئی عجب مین ہون
کہ نام عشق لون اور اسقدر راحت طلب مین ہون

نیرنگ فلک ہون نہ ترا فندق پا ہون
مجنون مجھے سمجھے ہے چراغ رہ مقصود
وہ مہر تو مین تاب وہ گوہر ہی تو مین آب

ایضاً

مین کچھ نہین لیکن ترے قدمون سے لگا ہون
مین ناقۂ لیلی کا سراغ کف پا ہون
نہ مجھسے جدا وہ ہے نہ مین اوس سے جدا ہون

اگر ہو وحشت بیان چشم سخنگو اسکو کہتے ہین
سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے
جگر اور دل کا جتنا حوصلہ تھا قتل گیا سارا
عدو نیش زن ہر دم ہے میرے درپئے ایذا
جو پوچھے عقل یہ مجھسے بتا کیا نام ہے تیرا

ایضاً

یہ سچ کہتے ہین سر چڑھ بولے جادو اسکو کہتے ہین
برات عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین
نگہ کے تیر کا ہونا ترازو اسکو کہتے ہین
بیہودی زہر کی ہے گانٹھ بچھوا اسکو کہتے ہین
کہون دیوانۂ چشم پری رو اسکو کہتے ہین

کبھی شیریں نے دل سے کوہکن نے کوہ کو کاٹا	محبت یہ نہیں ہے زور بازو اسکو کہتے ہیں
دنبالہ سو سرمہ کے دھوان ہیں تری آنکھیں	کہتیں ہیں کچھ سیف زبان ہیں تری آنکھیں
مرے نالوں سے چپ ہیں مرغ خوش الحان رسالے ہیں	صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں
سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہیں	ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھر بستے ہیں
صوفی ہو کہ ہو میکش قائل مرے دونوں ہیں	پر مذہب و مشرب سے غافل مرے دونوں ہیں
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں	بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں
تنگ ہوں وہ جگر خون کہ مسامات بدن سے	گر خون بھی نکالوں شفقی رنگ نکالوں
کہتی ہے ماہی بریان کہ دیر ان قضا	داغ دیتے ہیں اوسے جسکو درم دیتے ہیں
جس جگہ بیٹھے ہیں با دیدۂ نم اوٹھے ہیں	آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہیں
کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسوں	ہوئے برسوں نہ ہوئی پر وہ تمہاری پرسوں
یہ طوق اسواسطے چھوٹا ہوا قمری کی گردن میں	کہ تھا بلبل کی قسمت کا پڑا قمری کی گردن میں
بزاہد گمراہ کے کسطرح میں ہمراہ ہوں	وہ کہے اللہ ہو اور میں کہوں اللہ ہوں
ہاے کل سبب آشنا تیرے مریض عشق کے	تھے علاج ضعف دل و ضعف تن کی فکر میں
آج گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں با چشم پر آب	گاہ تدبیر لحد میں گہ کفن کی فکر میں
رخصت جو ہمسے ہو کر جاتے وہ اپنے گھر ہیں	گھبرا کے پہونچتے ہم وہاں اوسسے پیشتر ہیں

ردیف واو

در آئنہ نظر میں ہے یہیں قطرہ سے دریا ہمکو	آ گئے ہے جز میں نظر کل کا تماشا ہمکو

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہے صحرا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلیٰ ہے سویدا ہمکو

اوسنے خط جو قلم شرمہ سے لکھا ہمکو
لکھا ایسا ہے خوشی سے سویدا ہمکو

رکھ مکدر بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو
ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو

شوق مستی ہین ہے گلگشت چمن کا ہمکو
چاہیے جاے عصا گردن مینا ہمکو

ہوویگا کشتیٔ طوفان زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنے اگر مرنے پہ رونا ہمکو

بستگیٔ دل کو ہے کیون اوس گرہ زلف کے ساتھ
کیا سبب کچھ نہین کھلتا یہ معما ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ گر دیدہ آہو کیطرح
بھاگتے ہے دور ہی سے دیکھ کے صحرا ہمکو

کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف
کہ شکستون سے بنایا ہے سراپا ہمکو

جابجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈنے عنقا ہمکو

اور ہمدرد کہان ہو سواے حضرت دل
درد اب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو

پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست
کیا بنایا تھا ہتھیلی کا پھپھولا ہمکو

اثر کفر ہے طاعت سے بھی اپنے پیدا
نقش سجدہ کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہمکو

نخل خرما کی طرح باغ محبت مین ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

ایکدم تنگ وہ آئے تھے بغل مین اسپر
غم دوری سے کیا تنگ ہی کیا کیا ہمکو

تن سے کیا جان کہ جان اپنی نکلنے پاوے
ہو بشرطیکہ ترے آنے کا بھروسا ہمکو

آن پہونچی سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

ہو سکے لاغری و ضعف کہاں مانعِ شوق
تری جانب پرِ پرواز ہیں اعضا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف چون گلِ بازی اوسنے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے میں کہ اوس نوخط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ہر قدم پانو میں سر رکھتے ہیں خارِ سرِ دشت
ای جنون تو نے تو کانٹوں میں گھسیٹا ہمکو

کرتے جون کوہ نہیں ہم تو سخن میں سبقت
پر وہ کچھ ہمسے سُنے گا جو کہے گا ہمکو

اپنا ہے کعبۂ مقصود فقط گوہرِ دل
طوف گردابِ صفت چاہیے اپنا ہمکو

لگ گئی آنکھ جو سودے میں تری زلفون کے
شبِ سیاہی نے کئی بار دبایا ہمکو

حرفِ تلخ اوس لبِ شیرین سے ہر اک بات پہ آہ
ناصحا سمجھتے ہیں ہم کچھ تو ہے میٹھا ہمکو

خاک سے کیونکہ ہماری گلِ رعنا نہ اوگے
سر کسی گل کی دورنگی نے ہے مارا ہمکو

ایکدم عمرِ طبیعی ہے یہان مثلِ حباب
فکرِ امروز نہ ہے نہ غمِ فردا ہمکو

جتنے عاشق ہیں ہم ایک کا ہو ایک عزیز
شمع سے چاہیے ہے خون کا دعوی ہمکو

کیا ستم ہے کہ پڑے قطع رہِ عشق ملک
ارہ سان دیتا ہے دندانِ عوض پا ہمکو

دل میں تھے قطرۂ خون چند سو مانندِ انار
تر ہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ملگئیں خاک میں جو صورتیں ہر اوسکا خیال
کیون نہ فانوسِ خیالی ہو بگولا ہمکو

ہم وہ ہیں وحشیِ لاغر کہ چھپا لیتی ہے
زیرِ دامن نگہِ آہو سے صحرا ہمکو

ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اوسکی تو لفونکو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہی تو ہے تجھکو قلق یا ہمکو

آسمان اور وہ انسان بنانا ہمکو
خاک میں تھا گر اس ڈھب سے ملانا ہمکو

ذبح کیوں کرتے ہی فتراک سے باندھا ہمکو
چھوڑ ہوتے دے تڑپکر ابھی ٹھنڈا ہمکو

دل شکستہ مگر اوس یار نے سمجھا ہمکو
خط بھی جو خط شکستہ ہی سے لکھا ہمکو

باعث رشک ہوا عشق ہمارا ہمکو
تجھپہ بن دیکھے ہی غش جسنے کہ دیکھا ہمکو

کر دیا گریہ نے آخر سبک ایسا ہمکو
لیگئے اشک بہا جوں کف دریا ہمکو

رشک سے مرتے ہین کہ کیوں غیر کو تو نے مارا
وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہمکو

ہو وہی جنبش لبہاے جراحت پس قتل
کس لب تیغ کے بوسے کا ہے لپکا ہمکو

ہم وہ ہین گرم رہ راہ وفا جوں خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

خال سرمہ کا تجھین چاہیے زیبائش کو
اختر سوختہ سے ہے اپنا ہی زیبا ہمکو

سیہ تو یوں مضطرب اوس سینہ مین لاکھوں روزن
دل کا رہنا نظر آتا نہین اصلا ہمکو

ٹپکا مژگان سے لہو ہوکے جگر آخر کار
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر تھا ہمکو

خط تو ام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو

کون غلطیدہ تھا خاک سر کوپر تیرے
خواب شب بستر مخمل پہ نہ آیا ہمکو

جسکی آواز سے ہوں رونگٹے سو بانکے کھڑے
وہ محبت نے دیا سلسلہ پا ہمکو

اک حلاوت ہے عداوت مین بھی اوس ظالم کی
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو

دیکھا آخر کو نہ پھوڑے کی طرح پھوٹ بہو
ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں آپنے چھیڑا ہمکو

ٹپکے ہے حباب عرق ہر بن مو سے پیکان
یہ ہدف کسنے کیا تیر جفا کا ہمکو

ہمسفر ہو نسکا کوئی بھی اپنا لیکن
جادہ پہونچانے گیا تا لب دریا ہمکو

ہم وہ ہین رند کہ اس عالم پیری مین بھی ہے
اُنس میخانے سے جون پنبۂ مینا ہمکو

سنگدل نہین ان اب گو ہین بھی بھاری ہین
ہے سوم مین ترے آئینکا جو دھڑکا ہمکو

تو ہنسی سے نہ یہ کہہ مرتے ہین ہم بھی تجھپر
مار ہی ڈالیگا بس رشک ہمارا ہمکو

پھرتے ہی آنکھ کے پھیرینگے گلے پر خنجر
ہو چکا آپ کا معلوم ہے ایما ہمکو

گرمی تپ سے ہوا سوز درون جو افشا
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہمکو

حسرت اے خواری وحشت کہ گریبان کا تار
ہو گیا ضعف سے تار رگ خارا ہمکو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہمنے
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

نہ اوٹھین شور قیامت سے بھی وہ مست ہین ہم
کہے جبتک کہ نہ قم قم لب مینا ہمکو

ہم تبرک ہین لیس اب کرلے زیارت مجنون
سر پہ پھرتا ہے لیئے آبلۂ پا ہمکو

وصل کا اوسکے تصور جو بندھا رہتا ہے
تو ترے ہجر مین بھی آتے ہین کیا کیا ہمکو

واہ قسام ازل صدقے ہم اس قسمت کے
جام عشرت اوسے اور داغ تمنا ہمکو

دل مین نشتر نگہ یار کا آہی کھٹکا
وہی پیش آیا جو مدت سے تھا کھٹکا ہمکو

قطعہ

یہی ہر طرح ہے صیدی کو کبوتر کی طرح
ہاتھ سے اوس بت بیدرد کے ایذا ہمکو

صید ہی ہین نہ فقط ذبح کا کچھ قصد رہا
صلح بھی ٹھہری تو پھڑکا ہی کے چھوڑا ہمکو

ذوق بازیچۂ طفلان ہے سرا سیر ہین
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمکو

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

ناخن مجھے خدا سمجھے اسے پنجۂ جنون
دیگا تمام عقل کی بخیہ ادھیڑ تو

عمرِ روان کا توسنِ چالاک اسلئے
تجھکو دیا کہ جلد کرے یان سے ایڑ تو

اسے زاہدو رنگ نہ پیر آپ کو بنا
مانند صبح کاذب ابھی ہے ادھیڑ تو

اس صید مضطرب کو تامل سے ذبح کر
دامان و آستین نہ لہو مین لتھیڑ تو

جو سوتی بھیڑ باعثِ غوغا جگائی پھر
دروازہ گھر کا اوس سگِ دنیا سے بھیڑ تو

مرجائیگا جو تیرا گرفتار دام زلف
تربت پہ اوسکے جال کا پائیگا پیڑ تو

یہ تنگنا ہے رہ نہین منزلِ فراغ
غافل نہ پاؤن حرص کے پھیلا سکیڑ تو

آوارگی سے کوے محبت کی ہاتھ اوٹھا
اے ذوق یہ اوٹھا نہ سکیگا کھکھیڑ تو

موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو
غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل
عشقِ غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

کہتے ہین شورِ قیامت جسکو وہ ہی چشمِ یار
تیری مستون کی صفیرِ خوابِ غفلت ہو تو ہو

گر پڑے ہے آگ مین پروانہ سا کرمِ ضعیف
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو

انتظارِ یار مین جو چشم ہو جاوے سفید
مردمک اوسمین کہان ہو داغِ حسرت ہو تو ہو

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو

اب زبان پر بھی نہین آتا کبھی الفت کا نام
اگلے مکتوبون مین کچھ رسمِ کتابت ہو تو ہو

آج اک پگڑی ہوئی تھی میکدہ مین رہن سے
ذوق وہ تیری ہی دستارِ فضیلت ہو تو ہو

تمنا نہیں ہے کہ امدادِ دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مزد ورق قلق ہو
یہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے پہ بسمل ترے پاؤں پر جان بحق ہو

کتابِ محبت میں اے حضرتِ دل بتاؤ کہ تم نے لیے کتنا سبق ہے
کہ جب آنکھ تمکو دکھا تو وہی لیے دستِ افسوس کے دو ورق ہو

کرو دونوں آنکھوں کے طبقے پہ روشن کہ ہو ایک مشکاتِ چار دہم
تمنا ہے کہ تم تو سے اپنے الٹ کے ستورِ یک جلوہ چودہ طبق ہو

یہ شقوں کا ادنیٰ ناتک سے بیان تھا کہ ان تیرہ بختوں کے مرقد پہ کوئی
اگر سنگِ موسیٰ کا تعویذ رکھدے تو سکتے ہی لیں درمیان سے وہ شق ہو

مری زندگی تھی ابھی اے ستمگر مسیحائی جو کر گئی تیری ٹھوکر
سر جھکا لیا تو نے تو یوں تھا جھکا لیا ہے جان کچھ جو سدِ رمق ہو

اگر رشکِ گلشن نہ ہو تشنہ باغم تو گلشن میں ہو دے ہستی کا عالم
چٹکنا ہو غنچوں کا آوازِ صیغمِ چمن مجھکو اک وادیِ لق و دق ہو

اگر زخم سینے سے پہا اٹھاؤں تو خورشیدِ محشر کو تب سی چھپاؤں
وگر نیم داغ دل کو دکھاؤں تو صبحِ قیامت کا منہ دم میں فق ہو

یہ بحر و قوافی غزل کے بدلکر قسم الغزل کر کے اے ذوق جس میں
نہ ہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق جو فی الجملہ کچھ ہو تو مضمون ادق ہو

غزل دیگر

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہے گرا دسین زلف سرکش ہو
پھر زلف سے نہ وہ دست موسیٰ جبین اخگر آتش ہو

اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو

ہو تیر اسپید صبح ہجران سے مجھے رخصت مہوش ہو
کیون کھینچون آہ کہ خور بھی پنہان رہے دود آتش ہو

ہر دیرشہ اب تاز دکھا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہوتا صوفی دلکش میکش ہو

تم وہ وہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو
پر پرسش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے خوش ہو

دل نخل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشم کافر سے
اب ارۂ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو

لبیک اذان ناقوس و جرس یا خندۂ قلقل نالہ نے
دل کھینچے مین ہان کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو

بیٹھیرے گھر کے آرائش دشمن جلن ہو عاشق سے
محراب طاق کمان بنجائے دستۂ نرگس ترکش ہو

مانند شمع دان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر

تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات تلخ کش ہو
گر کلک آہ کو پھیرون مین تو شرح دو دل سے پھر
شب صفحۂ ماہ منور کا جون سینۂ بار منقش ہو
جب ضعف سے مجھکو غش آیا تو طنز سے کیا وہ کہتا ہی
بس غش نہ کرو معلوم ہوا کچھ مرنے پر تم مدغش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاک کو سے قاتل نے
ہان دفن کو اپنے کشتون کے ایسی ہی زمین دلکش ہو

اس بحر مین کیا برجستہ غزل ای ذوق یہ تمنے لکھی ہے
ہان وزن کو جسکے سنکر شادان روح خلیل و اخفش ہو

قطعہ

دن کتا چاہیے اب رات کیدھر کاٹنے کو
جب سے تو پاس نہین وحشی ہو گھر کاٹنے کو
ہاے صیاد تو آیا مرے پر کاٹنے کو
مین تو خوش تھا کہ چھری لایا ہی سر کاٹنے کو
اپنے عاشق کو نہ کھلواؤگی ہیرے کی کنی
اوسکے آنسو ہی کفایت ہین جگر کاٹنے کو

قطعہ

بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
نفس کی آمد و شد ہے نماز اہل حیات
جو یہ قضا ہو تو اسے غافلو قضا سمجھو
پڑھی کتاب تصوف بہت کیا کرو دل صاف
جو دل ہو صاف ہے از روے اخوان الصفا سمجھو
سنے جو وہ مرے رونے پہ تو صفت ہر کالات
نہ سمجھو تم اسے دیوار قہقہا سمجھو

قطعہ

[illegible] مری قسمت کا چہرہ جس سے مسطر ہو
نگین پر نام کر کھدوا دن [illegible]

ترا مجنون نفسِ وحشت مین آتش قدم گر ہو
جلا دے زیر پا گر خار نشترگانِ سمندر ہو

بچائے حق تعالیٰ اوس تیغ بد پیوند مشرب سے
کہ خون سید کا جس بے رحم کو خونِ کبوتر ہو

رہائی قتل پہ موقوف ہو گر ہم اسیرون کی
روانی تیغ کی پا بستۂ زنجیرِ جوہر ہو

ڈبو دین گر بسکندر وشِ آشنا کو اپنی صحبت مین
تو آہن ساتھیون لنگر کے دریا مین شناور ہو

کوسون کیا تنگ ہے زمانے کو
کہ نہین جا ہے سر اوٹھانے کو

قصد کعبے کا تھا پھرے اولٹے
ہم گرا دیکے آستانے کو

تو مکدر نہو تو عشق مین ہم
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو

سیاہ تک لاغری ہے اس قدر بیمار کے تن کو
عجب کیا ہے جو سمجھے طوق گردن چشمِ سوزن کو

زیادہ ہوتا ہے پیری مین فریبِ نفسِ امارہ
یہ بالون کی سپیدی شیر ہے اس مارِ رہزن کو

کمندِ نام و شہرت کھینچ لاتی ہے عدم سے بھی
لپیٹ کر مثل طوق فاختہ عنقا کی گردن کو

ہجوم آور جو آنکھون مین ترا شوق تماشا ہو
تو شاخِ ہر شجر سے چشمِ نرگس وار پیدا ہو

سنگِ دنیا بس اندر مردون بھی وا اشکریز پیدا ہو
گرا دون کوہ کی پٹی سے بچی گنا گمانس پیدا ہو

تصور کس طرح چھوڑے ترا اس چشم گریان کو
نکالے پیشتر سے ہین کوئی کیا گھر سے مہمان کو

نکالون کس طرح سینے سے اپنے تیر جانان کو
نہ پیکان دلکو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو

پتھرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو
چکرا دیا غمزے نے ترے طوفِ حرم کو

کیا پوچھتا ہے تو عمل نقش و نگین [illegible]
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو

دیکھا دمِ [illegible] کو
عید ہوئی ذوق دلِ شاد کو

تم مسی مل کے نہ غرفہ سے نکالا منھ کرو
اور نہین گر ملتے تو جاؤ کالا منھ کرو

یا تو پاس دوستی تجھکو بت بیباک ہو
یا مجھی کو موت آجائے کہ قصہ پاک ہو

منزل گمگشتگان بالکل الگ دنیا سے ہو
آسمان بھی ہو اگر وہان بیضہ عنقا سے ہو

اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو

جتنا ہے نمک تم مرے زخمون مین چھپاؤ
پلکون سے اوٹھاؤ گے نہ ہاتھون سے گراؤ

ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
فلک پر سنکے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسیٰ ہو

چرخ ضدی ہے کوئی ضد نہ دلائے اوسکو
گر سنے عود کو غرقی تو جلائے اوسکو

خبر گر جنگ نوفل کی تو مجنون اہل ہامون کو
کیا وہ تا صبا کھنچوائے شغل بید مجنون کو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

جاتے ہین اک کو سوے بت لالہ فام کو
اپنا تو بس سلام ہے دارالسلام کو

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

ردیف ہای ہوز

مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہے ستم اور زیادہ

دین کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑھے دل کی درم اور زیادہ

ساتھ اپنے ہوا اب فوج الم اور زیادہ
کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ

تیز اوس نے جو کی تیغ ستم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوے ہم اور زیادہ

سر کٹ کے سرافراز ہین ہم اور زیادہ
جون شاخ بڑھے ہو کے قلم اور زیادہ

گر شرح جنون سے کھیچے رقم اور زیادہ
ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

دیتا ہے وہ دم ہائے جو دم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھولتے ہیں ہم اور زیادہ

گھبراتا جو یاد آیا ترا ہوکے ہم آغوش
گھبرانے لگا سینہ میں دم اور زیادہ

کچھ کی ستم شوق نے تاثیر جو پیدا
اوٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت سے محبت کی ہے ہر زخم جگر کو
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کرنیکو سیہ نہ ورق شرح کو ایدل
نالے سے نہیں کوئی قلم اور زیادہ

کیا ہو ویگا دو چار قدح سے مجھے ساقی
ہیں لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
ہو پشت فلک میں ابھی خم اور زیادہ

دشمن کی قضا سیدھی نگاہوں پہ کرے جوں تیغ
سیدھی ہو تو ابرو کے ہیں خم اور زیادہ

ہو جسکو لب زندگی بھی یاد دہن تنگ
تنگ اوسکو کرے کنج عدم اور زیادہ

اوس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
پیدا دم افعی میں ہو سم اور زیادہ

اوس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہو منظور
ہو زہر نہ کھاتا مجھے سم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ نے کچھ پھونکا ہے ایسا
ابھرے ہے حباب لب یم اور زیادہ

وہ دل کو چرا کر جو لگے آنکھ چرانے
یاروں کا گیا اونسے بھرم اور زیادہ

ہو سوز محبت سے مری خاک میں گرمی
کیونکر نہ اوٹھائے وہ قدم اور زیادہ

دکھلائے جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
ہو آہوے رم دیدہ کو رم اور زیادہ

ہے روغن نفط آب مرے گریہ میں اے ذوق
بھڑکے ہے جو یوں آتش غم اور زیادہ

ہے نکہتِ ریحان کا دماغ اب کسے تجھ بن — اتنا ہی مرا ناک میں دم اور زیادہ
جو پیٹ کے ہلکے ہیں تجھے بات کہا اونسے — روکین تو اپھر جاے شکم اور زیادہ
مضمر سرِ خار سے نکلا سرِ صحرا — کچھ توسنِ وحشت کا قدم اور زیادہ
صیدِ دلِ عاشق میں ہے مصروف وہ کافر — بےخوف ہیں اب صیدِ حرم اور زیادہ
گر سرمہ کرے خاکِ خرابات کو صوفی — سوجھین اوسے پھر لوح و قلم اور زیادہ
اے خنجرِ خونخوار نہ برش میں کمی کر — ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے ہٹے ہے — اتنا ہی اوسے چاہتے ہیں ہم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے — کیا ہو جو بڑھیں چند قدم اور زیادہ
سرعت ہے ابھی نبض میں جون موجِ رمِ برق — کیا ہوگا جو ہوگی تپِ غم اور زیادہ
کہتا ہے مرا شوق جراحت کہ صد افسوس — اوس تیغِ دو دم میں نہیں دم اور زیادہ
کیون میں نے کہا تجھسا خدائی میں نہیں اور — مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دمِ خنجر — لے عشق کا بھر اوسکے تو دم اور زیادہ

قطعہ
اس عاشقِ بیچارہ کا ہے آج برا حال — گریے سے ہے آنکھوں پہ ورم اور زیادہ
بیٹھے سرِ بستر پہ پڑا پاؤن کہان تک — بس پاؤن نہ پھیلا شبِ غم اور زیادہ

قطعہ
ہو بالغ جہان میں سمجھ گر ہمتِ عالی — سر گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ
لیتے ہیں ثمر شاخِ ثمر ور کو جھکا کر — جھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ

جس کنجِ قناعت میں ہے تقدیر پہ شاکر — ہے ذوق برابر اوسے [illegible] اور زیادہ

دیگر

اے ذوق وقت نالہ کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ — ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

میں ناتواں ہوں خاک کی پروانہ کے غبار — اوٹھتا ہوں رکھکے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ

خط دیکھے دل میں تھا کہ زبانی بھی کچھ کہے — پر اوسنے رکھدیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہے اس فرس سے غم عشق میرا دل — جیسے گرسنہ مارے ہے کوئی حلوائے تر پہ ہاتھ

جوں نبض شاخ تو نہ جلا او نگلیاں طبیب — رکھ رکھ کے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ

اے شمع ایک چور سے باندھے نسیم صبح — مارے ہے کوئی دم میں ترے تاج زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل میں صبر نہ آرام نہ شکیب — تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل کبھی نہ تو نے اوٹھائی ہزار حیف — اک بار کشتۂ تیغ نظر پہ ہاتھ

جو دیکھا اوسکو تھام کے دل بیٹھ جا ذوق — جب ناز سے کھڑا ہو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

ہوش و خرد گئے نگہ سحر فن کے ساتھ — اب چھوٹا اپنی بات سو دیوانہ پن کے ساتھ

ہو اونکی سادگی بھی تو کس بانکپن کے ساتھ — سیدھی سی بات بھی ہو تو اک بانکپن کے ساتھ

روز آفتیں نئی ہیں دل پر محن کے ساتھ — جب دیکھو زخم تازہ ہے زخم کہن کے ساتھ

یاد آگیا ترا قد رعنا جو باغ میں — کیا کیا لپٹ کے روئے ہیں سرو چمن کے ساتھ

وحشی کو تو نے دیکھا اس آہو نگاہ کے — جنگل میں پھر رہا تھا قلانچیں ہرن کے ساتھ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے شوق جنوں — ٹکڑے اوڑا دیئے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف — لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ

پایا ذرا اثر نہ کہیں راستی سے ہے
سر مارتے ہیں آہ سپہر کہن کے ساتھ

اللہ ری لاغری کہ تن ناتوان کی آتش
اوڑتی پھری ہے بوئے عبیر کفن کے ساتھ

دوزخ میں بھی پڑیں تو نہ سمجھوں کچھ شدت
آتش میں پیچ و خم ہیں رسن کے سن کے ساتھ

گندم ہے سینہ چاک فراق بہشت میں
آدم کو کیا تھوڑی محبت وطن کے ساتھ

اللہ ری تاب جشن کہ اوسکا ورد طلاق
جتنا کہ نری کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ

وحشت کبھی نہ ہو رفتا بھی ہمراہ اعتبار
باتین کرے ہے شفقت سپہر کہن کے ساتھ

تیرے ہے باکش اثر دیدہ دوزخ کو کھینچ لین
ایک آتشین کمند دل شعلہ زن کے ساتھ

تمہیں نہ پہنچو ذوق تھا ملاقات سے پہنچا
جبتک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ

جنون کی جیب دری کا یہ تن تو سب چلتے ہاتھ
سلوک سینے سے بھی کچھ تو کرلے چلتے ہاتھ

ملا جو غیر نے عطا اوسکو وان تو شکر کیا
نکلیں ہیں مفت کہیں ہاتھوں کی ملتے ملتے ہاتھ

نہ آیا گور پہ میری وہ ہو رہتا ورنہ
گلے لگانے کو تربت سے بھی نکلتے ہاتھ

جو چھیڑے برق کے شعلہ کو تیرا سوختہ جان
تو وہ سکے کہ لگا تو نہ جلتے جلتے ہاتھ

فقیر وجد میں گر ہاتھ اوٹھائے عالم سے
تو پہونچے عرش پہ وہ کودتے اوچھلتے ہاتھ

مریض سوز محبت کی کیا تنا نبض
تو طبیب کے بھی آبلوں سے چھلتے ہاتھ

کوئی جو کام ہو میری میں کہتے ذوق
تمہارے ہیں پاؤں تھکتے ہیں نہ مسلتے ہاتھ

متفرقات ردیف الف ہا سے

رفیع چوری ہوا اوسے بیچارہ انجان کو ہاتھ
گھیرے ہوا ہے کچھ جاسے بدزبان کو ہاتھ

تو جان ہی ہماری اور جان ہی ہے سب کچھ	مطلع	ایمان کی کہین گے ایمان ہی ہے سب کچھ
نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ	مطلع	ادر اوسکی آنکھ وہ کافر ہے بس خدا کی پناہ
زیادہ ہوگا تو گل سے کہین بھی ہر روزہ	مطلع	کہ اسمین آیا تو روزی ہی اور نہین روزہ
لے نگاہ پھر سے دل سے چشم پھر دیکھ	مطلع	کہ ٹکڑے ہے سے جو مرے تو دیہنا اوسکو زہر دیکھ

ردیف یاے تحتانی

ہین ترے رشکِ خطِ رخسار سے	دل مین آئینہ کے جوہر خار سے
مشرح فرطِ حسرتِ دیدار سے	جونگہ ہے کم نہین طومار سے
کھائے داغِ آتشین رخسار سے	کم نہین دل مرغِ آتشخوار سے
ہاتھ اوٹھاؤ عشق کے بیمار سے	کوئی بچتا بھی ہے اس آزار سے
انس ہے کیا دل کو تیرِ یار سے	ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے
میرے طرزِ نالہ ہاے زار سے	ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے
یون نگہ ٹپکے ہے چشمِ یار سے	مست جیسے خانۂ خمار سے
فرشِ گل ہے مجھکو ہجرِ یار سے	کم نہین نار رگِ گل خار سے
آئینہ اوس شعلہ رخسار سے	گرم ہے دکان آتش کار سے
بےنصیب اوسکے ہین گردیدار سے	ہین دو آنکھون کو نظر کے تار سے
مارے گر سیلی وہ زلفِ پرعرق	جھڑ پڑین دندانِ دہانِ مار سے
غنچہ موجِ تبسم سے ترے	گل چمن مین ہین جگر افگار سے

واے قسمت تلخکامی ہو نصیب
ہمکو اوسکے لعل شکر بار سے

کرتا ہے دستِ جنون جب کشمکش
جی اولجھتا ہے نفس کے تار سے

منکے میری جبانکنی کو کوہکن
جون صدا اولٹا پھرا کہسار سے

یہ بھی اوس نازک بدن کو بار ہو
گر کمر باندھے نظر کے تار سے

نقطۂ خال اوسکا سودا خیز ہے
پھرتے ہین اک پانون ہم پرکار سے

اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا
دب کے تیری سایۂ دیوار سے

توبہ توبہ کہتی استغفار ہے
وقت توبہ میری استغفار سے

اپنے دامن کو بچا کر جائیو
برق میرے وادیِ پُرخار سے

چاہیے بحرِ محبت مین نہین
کشتی اوسکی تیغ لنگر دار سے

اب وہ آئے جب نگہ کو ضعف ہو
کم نہین مژگان کی صف دیوار سے

تیرے ہی پانون پہ اے قاتل گرا
سر مرا اوڑکر تری تلوار سے

اوس دہن کا نکتۂ موزون عجب
منتخب ہے مخزنِ اسرار سے

صاف اک ابرِ شفق آلودہ ہے
زلف اوسکی سرخیِ رخسار سے

خاک عاشق پر اوٹھے جاے غبار
فتنۂ محشر تری رفتار سے

ناکسون سے کیا روکین وارستگان
اوٹکے کب دامن صبا کا خار سے

زلف کی پیچی سے دل ڈرتا نہین
بہوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے

قطعہ

دل کو آئینہ کے گر کر دے گداز
یار اپنے گر ہے شرمسار سے

جو ہر آدمی سے یوں اُٹھا لیوے جس طرح
حرف قرطاس خط ابر دار سے

سینہ سپر و تکو ہو نقصان اے ذوق
ہمت ہے یہ نام فلق آزما یار سے

ترے کوچے کو وہ بیمارِ غم دارالشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

نگہ کیا اور غمزہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
اوسے تیر قضا اوسکو ہم تیر قضا سمجھے

شہ خوباں بہت خوب آئین وفا سمجھے
سپاہی کو تو قاتل ہیں یہ کہ تو پیا سمجھے

نہ کچھ سمجھے تمام اس زندگانی کا مزا سمجھے
کہ جو ہر سیر تیغ یار ہو آب بقا سمجھے

برابر گردش ہیں سو انداز تا شیرانہ سمجھے
فلک کا کہیں کا فر کا چشمہ سیاہ سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اس پر بھی نہ وہ سمجھے تو اس بت سے خدا سمجھے

برائی ہیں ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرام جان جتلا سمجھے
پڑیں پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہے خاکسار ونکو جو اپنا خاک پا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنی حق میں کیمیا سمجھے

ترے کشتے جو یوں خواہش ہم سے سبک سمجھے
گر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

نسیم صبح گلشن میں اگرچہ ہو دم عیسیٰ
ترا بیمار عشق ہم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

رواں ہوتا ہوا اپنا سلسلے سے کاروان گل
سبک کوچے کو صبا تجھ سے کی ہوا تیرا سمجھے

تمہی بچھڑے نظر کو میری جانب کہیں تنافس
اسے ہی آپ کیا بیماری محبت بیاں سمجھے

حساب اپنا اگر پوچھے مجھے جبرئیل کے تیر کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو
کہ عاشق اپنے پہلو میں ہے پیکوں کی جا سمجھے

کرے کیا آہ رسا میری جو ہے عالم بالا
فلک کو بھی یہ میں اک آبلہ سا زیر پا سمجھے

سلے ہے زخم دل تدبیر جراح کی کہدو
انہیں ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے ذرا گر موم ہوا وس سنگدل کا دل
دل بشکستہ میرا اپنے حق میں مومیا سمجھے

عدو آیا ہے شکوہ نامہ پر لکھا نصیبوں کا
کہ جنگ کیا ہے لیکن خط کیا اوس سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہے رشک اوس ندمی آشام پر ساقی
نہ جو ساغر کا رہا ہے نہ جو خود اصفا سمجھے

نہ پایا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمر رفتہ کا
مگر جانے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

نہ سمجھی قاصدے پیغام ہوا ہم پیغمبر پاکل
نہ سمجھے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

ترستے ہی سعادت ہو گئی سر پر میں افزون کی
کلیم ہے سر پہ ہم ظل ہما سمجھے

کشادہ کار سمجھے پنجۂ تقدیر کو سو پا
خرد کے ہے ناخن ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اس زلف کی سمجھے ہے یہ مضمون پیچیدہ
اوسی سے یہ کھلی جو سنائے دوا سمجھے

کہا اسنے رات کو چھیڑا اوس اپنا دل لرزتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو وے کہ ہے وفا کا فرا سمجھے

سمجھ ہی میں نہ آئی کوئی بات اے ذوق کی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

کہاں تک کون ساقی کہ لا شراب تو دے
نہیں شراب تو لیکر کوئی کباب تو دے

خجالت سوز دل ہو گر یہ پل ایسا آب تو دے
وگرنہ آگ میں بھی بنا وہیں عذاب تو دے

اگر سے گریہ سر سے اٹھا آب تو دے
کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائے جوں حباب تو دے

کھلے ہوا سے گلشن میں غنچۂ نرگس
ذرا دکھا اوسے تو چشم نیم خواب تو دے

بلا سے آپ نہ آئین پہ آدمی اونکا
تسلّی آ کے مجھے وقت اضطراب تو دے

صبا بگولے نے اس میری لحد کی خاک
کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے

بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر
بجھا پر اونکی ذرا آتش عتاب تو دے

شکار بستۂ فتراک کو ترے مقدور
ہوا نہ یہ بھی کہ بوسہ سر رکاب تو دے

نشے مین ہوش کسے جو گنے حساب کرم
جو تجھکو دیتے ہین بوسے بلا حساب تو دے

جواب نامہ نہین گر تو رکھدو نامۂ یار
جو پوچھین قبر مین عاشق ہی کچھ جواب تو دے

رکھے ہی حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
نہین یہ آشنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے

خنک دلون کی اگر مشت خاک و زخم مین
پڑے تو واقعی اکبار آگ اوسے آب تو دے

پہونچ رہونگا سر منزل فنا ای ذوق
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

درویش ہو وہی جو ریاضت مین چست ہو
تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہے

جز زلف سوجھتا نہین ای مرغ دل تجھے
خفاش تو نہین ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید
موذی ہے وہ دیکھا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کے لیے
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہو بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دل پر کیون حسرت مرہم کا احتمال ہے
مشک گر چھڑکا ہے تو کیا نون کا بھی کال ہے

قبر میں عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہے
لوح تربت پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہے

ہمنے جانا تھا کف پا میں تمھارے خال ہے
لیکن اب دیکھا سویدا ای دل پامال ہے

ابر برسون رو چکا پر سوز غم سے ابتلک
خاک جیسے ڈھیر کے اوپر نمی جیسے رال ہے

میرے دود آہ سے یانتک زمانہ ہے سیاہ
آفتاب آسمان زنگی کے منھ کا خال ہے

ہین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذ تصویر بھی
مثل عیدی باعث خوشنودی اطفال ہے

جب سے ہے دل مین کسیکی نوک مژگان کا خیال
نشتر زنبور ہے تن پر مرے جو بال ہے

جوش گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادر آب روان منھ پر مرے رومال ہے

دل پہ ہون گر داغ سوزان عشق مین ای کوہکن
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہے

کھاؤ نہین ہیرا جو اس مین کیونکہ دل ٹکڑے تہو
جو رگ یان ہے وہ مجھکو شیر کا سا بال ہے

اپنی مقتل تمھارے کشتگان زلف کے
قتل کی جا بید مجنون ہے وہان یا جال ہے

شوخی قاتل کو مری کیا چاہیے ہے رنگ پان
خون اعجاز مسیحا سے لب اوسکا لال ہے

بسکہ ہے تو روتہ اپنا آفتاب بادہ سے
دور ساغر ہمکو ساقی گردش یکسال ہے

کھل گیا مضمون شکست دل کا بن خط کے پڑھے
نامہ بر کا اسقدر اپنے شکستہ حال ہے

ہے اسیران محبت کی بلا سینہ مین آگ
شعلہ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہے

ہوتی ہین اعضاے بوسیدہ تصور سے جلد
کھینچی تصویر مجنون کی تری اشکال ہے

روز محشر ہی کئی دن دیکھنے کو چاہیین
گر یہی ای ذوق طول نامۂ اعمال ہے

موے سر یاران سیہ کا اک سراسر لشکر ہے
مانگ جو ہو اک مار سپید اوس لشکر کا سر لشکر ہے

آبلہ ہائے سینہ جو تجھے سے دکھلائی دیتے ہیں
فوج عدو دل پہ میرے اک غم کا لشکر ہے

ہووے دل مظلوم ہمارا کیوں نہ شہید وحشت بلا
در پے اسکے شاید ہوگا وہ زلف عنبر لشکر ہے

موذی حسرت کش کو ایذا کیونکہ نہ دیوین ضعیف
دشمن ہاں زنجیر رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے

کعبہ تو بہ صدا ہی رکھ آج کہ جوش ابر سیہ
ابر اصحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پہ لشکر ہے

ہیں وہ شعلہ کشتۂ غم ہوں یار دن جسکے سایہ
جوش اشک کی دوات ہے جون موج سمندر لشکر ہے

گاہ ہجوم یاس ہیں ہے دل گاہ ہجوم حسرت ہیں
ہے یہ ہمسر سپاہی پیش پیمبر یا لشکر لشکر ہے

خال چشم جانان کا مژگان سے تجلی دیکھو تو
اوج سر پشت یہ تجلی کی کتنا ایکو سکندر لشکر ہے

ہووے کا امام سر حق ہیا ذوق اگر تو دیکھا بھی
ہوتا گردا اسلام ہیون کا جون سہرا گرد سر لشکر ہے

میری قسمت کے ستارے ہی نہ تھی جب گردوں سے بنے
اور میں کچھ اخگر جو باقی تھے سو وہ کوکب بنے

دل کو رکھدوں اوس خم شمشیر پر گر ڈھب بنے
تا یہ قربانی صراط عشق پر مرکب بنے

خال اس خورشید رو کے رخ پہ تمہارے حب بنے
تیرہ بختان محبت سوختہ کوکب سے بنے

عشق تعلیم جنوں و ناز سیکھا کیونکہ نہ [illegible]
گر یہ مجنون آنکر لیلی کا ہم مکتب بنے

جو دہن عقدے سے کبھی ہیں غنچہ تو سو سیر ہوا
وائے قسمت وہ ہمارے عقدہ مطلب بنے

[illegible]
روز محشر سر پہ پڑے گر سایہ اسکا شب بنے

سر [illegible] چشم [illegible]
ایسا اسکا جل بن کہ جس سے اسکا خال لب بنے

[illegible] تعلیم [illegible]
تربیت سے واقعی نا اہل دانا کب بنے

موذیوں کو حق نے آنکھیں کہ نالا وین بلا
عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب بنے

عشق ہے اے ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتھ سے
شیخ صنعاں سا مسلماں نذر بد شمر بنے

کچھ نہیں چاہیے تکفین کا اسباب مجھے
عشق نے کشتہ کیا صورت سیماب مجھے

اوسنے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے
چاہیے بہر کفن چادر مہتاب مجھے

کل جہاں سے کہ اوٹھا لائے تھے احباب مجھے
لیچلا آج وہیں پھر دل بیتاب مجھے

چمن دہر میں جوں سبزۂ شمشیر ہوں میں
آب کی جائے دیا کرتی ہے زہر آب مجھے

میں وہ مجنوں ہوں کہ مجنوں بھی ہمیشہ خط میں
قبلہ و کعبہ لکھا کرتا تھا القاب مجھے

جوہر واقف جوہر ہیں وہ رکھتے ہیں عزیز
تیرہ بختی میں بھی جوں تیغ سیہ تاب مجھے

کنج تنہائی میں دیتا ہوں دلاسے کیا کیا
دل بیتاب کو میں اور دل بیتاب مجھے

میں نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا
کر رہا تھا نظر عشق کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہو سوا
لیوے اسطرح سے زانو کے تلے داب مجھے

ہو گیا جادۂ انجم مژہ آنکھوں میں تمام
کیونکہ آئی شب ہجراں میں کہو خواب مجھے

غزل اول ناتمام

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب ہجر میں نہ کھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

بل بے غرور حسن زمیں پر رکھے نہ پاؤں
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے

کیا لیچلے گلی سے تری ہم کہ جوں نسیم
آئے تھے سر پہ خاک اوڑانے اوڑا چلے

افسوس ہے کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح
ہم جسکے ساتھ ساتھ چلین وہ جدا سے چلے

قاتل جو تیرے دل مین جو کاوش تھی تو کیون
رک رک کے میرے حلق پہ خنجر ترا چلے

آلودہ سرمہ سے تھی جو چشم مین نگاہ
دیکھا جہان کہ صاف ہوا اہل صفا چلے

کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب
یان جان ہی بدن مین نہین نبض کیا چلے

لیجائین میرے کشتہ کو جنت مین بھی اگر
پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھتا چلے

اے ذوق ہے تعصب تکبر یا الحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ نہ تیر قضا چلے

الگ تا ہو نہ کھینچ کھینچ کر مرا ہر تار دامن سے
نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے

خبر لون جیب کی یا مین ہون ہشیار دامن سے
جنون الجھے ہین ناخن جیب سے اور خار دامن سے

لگے ہے اس تمنا مین مرے ہر خار دامن سے
کرون دستار مین گر ہو عطا اک تار دامن سے

لگے اوس شعلہ خو کے کون بجھسار دامن سے
الجھ سکتا ہے کوئی برق کو بھی خار دامن سے

اگر گر دھوتی دھوتی تو جدا ہر تار دامن سے
نچوڑے خون مرا اپنے سے اے خونخوار دامن سے

کیا تو نے کنارا جستہ اے تو بسر چشتے کے
گریبان ہمکنار آکر ہوا اے یار دامن سے

تری جو سجدہ در سے جبین ہو خاک آلودہ
نہ پونچھین حور عین کیے اے پری رخسار دامن سے

ہٹا لے پردہ بھی ہستی تو اوسنے یون کیا پردہ
بنایا درمیان اک پردۂ دیوار دامن سے

وہی پیدا ہوا اوسکے واسطے جو قطع ہے جسکی
نکل سکتا ہے کوئی آستین کا کار دامن سے

ابلے و تکلف شش جہت مین ہفت دریا لوگ کہتے ہین
گرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار دامن سے

پھرون کھینچے ہوے کونین اپنی زیب وحشت سے
اگر جید ہو جا میرے دامن کہسار دامن سے

جلینگے آتشِ رنگِ حنائی پا سے گھر کتنے
ہلا اٹھا جو وقتِ گرمیِ رفتار دامن سے

دکھائے صد منہ تیغ تیرے نے یہ پاؤں مجنوں کے
کہ اک صدمہ سا پہونچا ہے دمِ رفتار دامن سے

عزیزو اصلا نہیں سرمایہ ہمت کر دیا نے
گرہ دیکر نہ باندھا گوہرِ شہوار دامن سے

مری پا بھی نہیں وہ تیر خلش گر کو ہے آرائش
کہ صحرا پونچھتا ہے گلستانِ خار دامن سے

سرایت کچھ جو خونِ کوہکن کر جائے پتھر میں
نکالے لعل اسی پتھر کی جا کہسار دامن سے

فرشتے تیرے دامن کو بنائیں جا نماز اپنی
اگر دھو ڈالے تو داغِ مے پندار دامن سے

مرے پاؤں کے چھالے ہوتے ہیں کیا کیا شگفتہ دل
جو کوئی ٹوٹ جاتا ہے الجھ کر خار دامن سے

مرا آنسو وہ زہر آب نیلا ہو بدن سارا
خدا نا خواستہ لگجائے اے غمخوار دامن سے

ترے مجنوں کو ہے وہ جامۂ عریاں تنے پیا
کہ جسکو آستیں سے ننگ ہے اور عار دامن سے

یہ تجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پونچھتا ہوں میں
کبھی تو آستیں سے اور کبھی اے یار دامن سے

کہاں وہ موسمِ طفلی کہ ہم دامن سوار ہوتے
لیا کرتے تھے کارِ توسنِ رہوار دامن سے

مرا وہ گریۂ خونِ خستہ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مرے پونچھو وہ گل رخسار دامن سے

میں وہ آلودہ دامن ہوں بنائیں تار سبحہ کا
فرشتہ پاکدامن لیکے ہر تار دامن سے

یہ صیدِ ناتوان مثلِ پرِ افتادہ اڑ جائے
لگائے گر نسیمِ دامنِ گلزار دامن سے

ہوا اٹھنے کی خواب آور ہے کیا ایک جنبش میں
کرے سو فتنۂ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نکالو بوالہوس آندھی ہے پھر خاک اڑا نیکو
چھپا لے تو چراغِ شعلہ رخسار دامن سے

تمہارے دل جلینگے ذوق ہنسا تو دلداری
کہ کف افسوس پہ پونچھے شمع کا رخسار دامن سے

ہون ہیولا غم جھک کے قامت ایک خس کے بوجھ سے
جون کبادہ لچکے ہے پائے مگس کے بوجھ سے

ہے اسیر ہین گران خاطر نہین جاتا ہے ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میرے قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبی ہوا اور تیرے ہی مردہ آب مین
بوجھ شاید جسم کا کم ہے نفس کے بوجھ سے

باندھ دے ناقے کی گردن مین دل نالان قیس
بوجھ اسکا کم ہوا ہے لیلی اجرس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہان احمق اٹھا کر بار حرص
رہ گیا یہ تو گدھا دلدل مین پھنسکے بوجھ سے

اپنے دامن مین نلے میرے گل لخت جگر
جی دھڑکتا ہے کہین چولی نہ مسکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا کلا ایک کو غم اوٹھا
یہ نہین ہے ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

واہ وا شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میرے ہما کس کس مزے سے کھائے ہے

ہان مدد طاقت کہ ہے ضعف سے سینے مین دم
دیکھیے لبتک خدا کیونکر مجھے پہونچائے ہے

بس کرم سوز دروں جائینگے دل اور جگر
رحم جوش گریہ پھر چھاتی ابھی بھر آئے ہے

جل بے استغنا کہ وہ یان آ تو آتے رہ گئے
اف رے بیتابی کہ یان دم ہی نکلا جائے ہے

شرع مین بھی ذوق کو تیرے ہی بس ہے انتظار
جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آ جائے ہے

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
جانیکا نہین چور مرے زخم جگر سے

ہم خوب ہین واقف ترے انداز کمر سے
یہ تار نکلتا ہے کوئی دل کے گہر سے

گر ابکی پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے
تم جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

سرمایۂ امید ہے کیا پاس ہمارے
اک آہ بھی سینے مین سو نا امید اثر سے

وہ خلق سے پیش آتے ہین جو فیض رسان ہین
ہی شاخ ثمردار مین گل پہلے ثمر سے

حاضر ہین مرے توسن وحشت کے جلو مین
باندھے ہوے کہسار بھی دامن کو کمر سے

فریاد کشمکش ہے وہ شمشیر کشیدہ
جسکا نہ رکے وار فلک کی بھی سپر سے

اشکو مین بہے جاتے ہین ہم جانب دریا
مقصود رہ کعبہ ہے دریا کے سفر سے

اف گرمی وحشت کہ مری ٹھوکرون ہی مین
پتھر ہین پہاڑون کے اوڑے جاتے شرر سے

کچھ رحمت باری سے نہین دور کہ ساقی
رو دین جو ذرا مست تو مے ابر سے برسے

کشتہ ہو نہین کس چشم سیہ مست کا یارب
ٹپکے ہے جو مستی مری تربت کے شجر سے

کھلتا نہین دل بند ہی رہتا ہے ہمیشہ
کیا جانین کہ آجاے ہے تو اسمین کدھر سے

نالو نکے اثر سے مرے پھوڑا سا ہے پکتا
کیون ریم سدا نکلے نہ آہن کے جگر سے

ای ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

کیٹرا ذرا سا اور وہ پتھر مین گھر کرے
انسان وہ کیا نہ دل دلبر مین گھر کرے

تیر اوس نگہ کا گر دل مضطر مین گھر کرے
نا سور عشق زخم کے پھر گھر مین گھر کرے

پتلی سیاہ دیکھیو اوس چشم مست کی
بھونرا عجب ہے یون گل عبہر مین گھر کرے

یون میرے دل مین چھپتی ہے دندانکی اونکے تاب
ہیرے کی جون کنی کوئی گوہر مین گھر کرے

بلبل کا آشیانہ ہے گلشن مین کیا عجب
اوس شوخ پہ دل جو زلف معنبر مین گھر کرے

دکھلاے جوش گریہ اگر میری چشم تر
مردم کے غرق سیکڑون پل بھر مین گھر کرے

گنبد میں گرد باد کے مجنون نے گھر کیا
سرگشتہ ایسا کون جو چکّر میں گھر کرے

آنکھ اپنی اُسکے لب پہ عجب گھر پکڑ گئی
جون عنکبوت برگِ گُلِ تر میں گھر کرے

قاتل مرے لہو کو شتابی سے دھو کہیں
جون مورچہ نہ یہ ترے خنجر میں گھر کرے

ناتمام

آتا نہیں مہِ طلعت کیا دیر لگائی ہے
کھینچ اسے کششِ اُلفت کیا دیر لگائی ہے

قاصد تو کب آتا ہے پر پیک اجل نے بھی
یان آنے میں یا قسمت کیا دیر لگائی ہے

گر قتل ہی کرنا ہے قاتل کہیں جلدی ہو
لاحول ولا قوت کیا دیر لگائی ہے

یان وعدہ بھی آپہونچا تو ابتلک آتا ہے
اللہ رے تری غفلت کیا دیر لگائی ہے

بے بادہ گلستان میں بیٹھے ہیں لہو پیکش
ساقی نے دمِ عشرت کیا دیر لگائی ہے

دے پھونک کہیں دل کو مدت سے سُلگتا ہے
اے سوزِ غمِ فرقت کیا دیر لگائی ہے

بالین پہ کہا میرے ہنگامۂ محشر نے
لو اُٹھو کہیں حضرت کیا دیر لگائی ہے

اوسکے لبِ خنجر کا لیتا ہے اگر بوسہ
تو اے دلِ پرحسرت کیا دیر لگائی ہے

اے ذوق شہید اوسکو کرتی ہیں کئی عاشق
کرنی ہے اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے

خوب رو کا شکایتوں سے مجھے
تونے مارا عنایتوں سے مجھے

کہتے کیا کیا ہیں دیکھ تو اغیار
یار تیری حمایتوں سے مجھے

یہ بھی قسمت یہ کیا لکھا کہ لکھے
خط وہ کن کن کنایتوں سے مجھے

واجب القتل اوسنے ٹھہرایا
آیتوں سے روایتوں سے مجھے

سمجھے ہے واجب الرعایت دوست
دشمنوں کی رعایتوں سے مجھے

گر نہ گریہ میں تو کمی اے چشم
شوق کم ہے کفایتوں سے مجھے

لیگئی عشق کی ہدایت ذوق
اوس سرے سب نہایتوں سے مجھے

الٰہی کس بیگنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے
کہ آج کوچے میں اوسکے شور بای ذنب قتلتنی ہے

غم جدائی میں تیری ظالم کہوں میں کیا مجھپہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکنی ہے

زمین پہ تو بہر قمر گرنے سے صاف اظہار روشنی ہے
کہیں جو روشن ضمیر اونکا فروغ اونکی فروتنی ہے

بشر جو اس تیرہ خاکدان میں پڑا یہ اسکی فروتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسیکے جلوہ کی روشنی ہے

بھرے ہیں تر گریۂ ندامت سے اسقدر آستین و دامن
کہ میری تردامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے

بچے ہیں اس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی سے
اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

نگاہ ناز بت ستمگر میں تیغ دل جو ٹوٹنا ہے ٹوٹ کر دل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمائل صنم ہو آخر شکستنی ہے

نہیں ہے محتاج کو جو اشیا وہ مفلسی میں بھی ہے تونگر
جہان میں مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

کوئی ہے کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہے راہ اپنا
جو انکے نزدیک بہتری ہے وہ اوسکے نزدیک ابتری ہے

تکلف منزل محبت نکر چلا چل تو بے تکلف
کہ جا بجا خار زار وحشت سو تیرے پا فرش سوزنی ہے

خدنگ مژگاں سے ذوق اسکو دل اپنا سینہ سپر ہے جب سے
مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہے

آنکھ اوس پر جفا سے لڑتی ہے
جان کشتی قضا سے لڑتی ہے

شعلہ بھڑکے نہ کیونکہ محفل میں
شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے

قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے

نہین مژگان کی دو صفین گویا
اک بلا اک بلا سے لڑتی ہے

شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

نگہ ناز اسکی عاشق سے
چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے

تیرے بیمار کے سر بالین
موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہے

واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی
عشق مین ابتدا سے لڑتی ہے

زال دنیا نے صلح کی کس دن
یہ لڑاکا سدا سے لڑتی ہے

تیری شمشیر خون کے چھینٹون سے
چھینٹے آب بقا سے لڑتی ہے

دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

سچ ہی الحرب خدعۃ اے ذوق
نگہ اوسکی دغا سے لڑتی ہے

دلکی معاش غم اسے غم کی تلاش ہے
ڈرتا ہون دل سے مین کہ بڑا بدمعاش ہے

اس بتکدہ مین کون ہے کافر ترے سوا
تو آپ ہی بت پرست و بت تراش ہے

لبریز حد نشاط برنگ ہلال عید
سینہ مین میرے ناخن غم کی خراش ہے

ہوتے وبال دوش نہین کشتگان عشق
اوڑ جاتی ٹھوکرون ہی مین عاشق کی لاش ہے

کرتے یہ اشک و آہ مین تکلیف کیون عبث
ہو جاتا راز دل تو نگاہون مین فاش ہے

دنیا ہے پر جو سرمہ کے دانہ سے خال کا
گویا کہ دست چشم فسونگر مین ماش ہے

کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق
شاباش حکم کہتے ہین وہ شاد باش ہے

اوٹھے جہان ہی سے جو بستر سے وہ اُٹھے
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے

بُرّندہ ایک تیغ مُحرّف سے بھی سوا
اوس کج ادا نے اور نکالی تراش ہے

مسکن پہ تیرے آج ہی دل میں نہیں ہے غم
روز ازل سے اسکی یہیں بود و باش ہے

اے ذوق جانتا ہو وہ ہمدرد میرا درد
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم مے کی طرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ
ہے یہ تو اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

میت کو غسل دیجیو اس خاکسار کی
ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی

عیسیٰ بھی گر ہے پاس تو ممکن نہیں شفا
خورشید کو وہ تپ ہے فلک پر لگی ہوئی

نکلے ہے کب کسی سے کہ اوسکی غمزہ کی نوک
ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
ہے [illegible] شمع [illegible] لگی ہوئی

بیٹھے ہیں دل کے بیچنے والے ہزار ہا
گزرے ہے [illegible] رہگذر پہ لگی ہوئی

یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی

منہ سے لگا ہوا ہے اگر جام مے تو کیا
ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

سمجھا [illegible] پہلے وہ الفت [illegible]
جیتے رہو [illegible] لطف [illegible] شکایت [illegible]

ہے [illegible] اے ذوق شکایت کرے
ہے شکایت نہیں اے ذوق [illegible]

کھائی کوچے مین ترے آ کے جو سنگِ طفلان
آئے مجنون کو ترے میوۂ جنّت کے مزے

لگتی ہر چین ہی کیا بونکو ہین کیا کیا شکر
دلِ بریان سے مرے سوزِ محبت کے مزے

صرفت ہر زخمِ جگر تا نہو صد کانِ نمک
لوٹے کیا عشق مین اُس کان ملاحت کے مزے

ملتِ عشق مین ہو کاش تناسخ ہی سہی
کہ اوڑائین ترے سر بازِ شہادت کے مزے

دیکھکر اوسکو گیا عالمِ حیرت مین تو مین
لیا سے مین کیا کہون اوس عالمِ حیرت کے مزے

سجدہ مین ہے پا خم تو یہ کس لطف سے مست
یون عبادت ہو تو زاہد ہین عبادت کے مزے

غنچۂ خندان ہو نہ کیون کر کے زر اپنا برباد
کہ اوڑاتے ہی ہین دولت کے ہین دولت کے مزے

جانِ شیرین بھی گئی اور نہ ملی شیرین بھی
پوچھو فرہاد سے اس تلخیِ حسرت کے مزے

ابرِ باران سے نہ کیون لطف اُٹھائین میخوار
کہ اوڑاتے ہین گنہگار ہی رحمت کے مزے

ہو نمک پاش ترے ہونٹ ہنس کے وہ لعلِ نمکین
لے رہا ہے دلِ مجروح جراحت کے مزے

کیون چھپاؤن جو محبت تو کہے سب کہ تجھے
دیکھ تو کیسے چکھاتا ہون محبت کے مزے

[illegible] چاہیے عشق کا کامل ہو تو دینا
شادیِ وصل کی لذت غمِ فرقت کے مزے

[illegible] کی کوئی مزہ دنیا مین
سرِ فرہاد اے بتا دیتے ہین غفلت کے مزے

[illegible] سے کیا چاٹ لگائی دل کو
چاہتا ہو تو سہی لے لیکے جراحت کے مزے

[illegible] ابھی کیا کوئی لاکھ ترے ظلم و ستم
جیتے جی لیتے ہین پہلی وہ عنایت کے مزے

[illegible] غم کا اگر ہو سبار کا ہو ذوق
دلِ بے غم کو ترے یاد وہ عشرت کے مزے

[illegible] کو رغبت خلاف سے
لینا تھا کام منہ کا شکر مین نہ نعمت سے

کب وہ گزرتے ہیں سر لاف و گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے

چل میکدہ میں شیخ بسر کر مہ صیام
مسجد میں تنگ بیٹھا ہے کیوں اعتکاف سے

نالوں نے دی جو چرخ کو تپ لرزہ مہر کو
کھولی نہ آنکھ ابر سیہ کے لحاف سے

پھینکے ہے ایک جنبش مژگاں میں وہ پرے
اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے

ہے جوہر کمال پہ ننگا اگر فقیر
ہر تیغ تیز ننگ ہوا اوسکو غلاف سے

گرمی ہے عشق سینہ شگافی میں عمر چرخ
اس کلک تیز نالہ گردوں شگاف سے

گردش ہے اسکی چشم کی کیوں پھیر دل کے گرد
کافر کو کام کعبہ کے ہے کیا طواف سے

لڑتے ہیں کہ نصیب کا ہے فلک سے ہم
فرقت کی رات کم نہیں روز مصاف سے

لکھتا ہے شیخ مسئلہ وحدت وجود
لیکن دوئی عیاں ہے قلم کے شگاف سے

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن
اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے
اونکا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے

چاہیں گر چارہ جراحت کا محبت والے
بیچیں الماس و نمک سنگ جراحت والے

گئے جنت میں اگر سوز محبت والے
تو یہ جانو سے دوزخ ہی میں جنت والے

ساقیا ہوں جو صبوحی کے نہ عادت والے
صبح محشر کو بھی اوٹھیں نہ ترے متوالے

رہیں جوں شیشہ ساعت وہ مکدر دونوں
کبھی مل ہی گئے دو دل جو کدورت والے

کس مرض کی ہیں دوا یہ لب جاں بخش ترے
جاں بلب ہیں ترے آزار محبت والے

حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے

ہائے رے حسرتِ دیدار مری ہائے کو بھی
لکھتے ہیں ہاے وہ چشمی سے کتابت والے

نہیں جز شمع مجاور مری بالین مزار
نہیں جز کثرتِ پروانہ زیارت والے

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہیں کیا صبر و قناعت والے

کیا تماشا ہے کہ مثلِ سحر اپنا فروغ
جاتے اپنی حقارت کو ہیں شہرت والے

دل سے کچھ کہتا ہوں نہیں مجھسے ہی کچھ دل کہتا
دونوں اک حال ہیں ہیں رنج و مصیبت والے

تو جو آجائے تو ہو دردِ محبت کی دوا
پھرتے ہمدرد ہوں بیدردِ محبت والے

چھوڑ دیتے ہیں قلم جوں قلمِ آتشبار
میرے شرحِ تپشِ دل کی کتابت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دلِ بیمار کے ہیں دو ہی عیادت والے

تو مری حال سے غافل ہے پر اے غفلت کیش
تیرے اندازِ تغافل نہیں غفلت والے

ناز ہو گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

کیا غمزۂ تیرا برسرِ بیداد غضب ہے
جلاد فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے

جو کچھ ہے ستم و کینہ و بیداد غضب ہے
سرتا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

اے آفتِ چشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہو جسکا وہ استاد غضب ہے

بلبل پہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
فریاد کہ دیکھ یہ صیاد غضب ہے

بیدردی غنچہ پریشان ہو ہوتے ہی شگفتہ
اس باغ میں ہونا ہی دلِ شاد غضب ہے

شعلہ ہے سراکوہ سے ہم آتش و ہم آب
کیا سوز و گدازِ دلِ فریاد غضب ہے

[illegible] دانہ پہ روتی ہے بجا شمع
ہو خاکِ جگر سوختہ برباد غضب ہے

ہم چاہتے ہیں تمکو کرے سب کی نظر سے
پہلے ہی سے اس چاہ کی افتاد غضب ہے

اس بت کا تجھے عشق خدا اور نہ اسکو
رنج تجھ پہ خدا اسکا دل ناشاد غضب ہے

ہوتا ہے پسند آپ ہی آوارہ ہیں آخر
کیا سوختہ جانوں کی بھی فریاد غضب ہے

توڑا اگر اس شاخ کو کثرت سے ثمر کی
دنیا میں گرانباری اولاد غضب ہے

اے شوخ تری چشم غضبناک کے ہوتے
ہم چاہیں قضا سے اگر امداد غضب ہے

اللہ کرے خنجر سے شیشۂ دل کی
پھر آج وہ مستی کی بیداد غضب ہے

بھولا نہ مجھے قتل کیے عام ہیں قاتل
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

اخوان شیاطین ہیں یہ مستی کی پیدا
کیا حضرت آدم کی بھی اولاد غضب ہے

مرتے نہیں حوروں پہ تری طرح سے واعظ
ہم جیسے ہیں عاشق وہ پریزاد غضب ہے

انجم سے رخ چرخ پہ بوندیں ہیں عرق کی
عاشق کی ترے گریہ و فریاد غضب ہے

ہے سرو تو پابند غم بے ثمری میں
کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے

فتنہ ہے ترا قہر ترا قصہ قیامت
رنجش تری بیداد ہی بیداد غضب ہے

ہے غم سے ہنوز آئینہ با دیدۂ پر آب
اسکندر رومی کی بھی روداد غضب ہے

وہ کون ہے خرم کہ جو دنیا میں نہیں ہے
اور اسپہ بھی دلکش یہ جہاں آباد غضب ہے

قامت ہی ترا کیا ہی سہی سرو قیامت
طرہ بھی سر طرۂ شمشاد غضب ہے

دین ہوش بھلا مردم ہشیار کے پل میں
آنکھوں کو تمہاری یہ فسون یاد غضب ہے

سو فتنے ہیں پنہان نظر لطف میں اسکی
یہ لطف نہیں اے دل ناشاد غضب ہے

بتخانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگین | اے ذوق مگر شیشے نیاز نصیب ہے

ہوئے وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے
رہیں گے رویت سو بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے

ہمیں تو حق کیا کہ جائینگے ہم حرم کو اے شیخ بتکدہ سے
ہمیں بتوں میں خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لینگے

دیکھی کیسی کیسی آفت جہان میں ہمنے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم و الم ہم تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے

دکھانا احوال اونکو اپنا یہ اونکی الفت کا امتحان ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے نہ ہوگی الفت نہ دیکھ لینگے

بلا سے گر وا نہال کا سا نہیں ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطوں سے داغ دل ہی کی فال دولت نہ دیکھ لینگے

ہلال کو دیکھیں کیوں فلک پہ اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اوسکی تیغ ستم کا دل میں اپنے جراحت نہ دیکھ لینگے

بہار باران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیرباران
ہم اپنے سینے سے سر تلک فوارون کی اپنی شدت نہ دیکھ لینگے

اگرچہ میں مر بھی جاؤنگا تو کہیں گے جیتا ہے دم چرایا
وہ جب تلک لیکے آئینے پہ میری تربت نہ دیکھ لینگے

مجھے یقین ہے نہیں دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گوں کو
رواں مری چشم تر سے جبتک وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے

یہ لوگ نا واقفِ محبت نہ ہونگے واقفِ تپ دروں سے
کہ جبتلک مثل برق رگ رگ مین میری سرعت نہ دیکھ لینگے

خط اوسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیکر کسیکا دھوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھ لینگے

کیا نظر تمکو ہے یارون سے تو کہیے
گر منہ سے نہین کہتے اشارون سے تو کہیے

حالِ دلِ بیتاب کہا جائے جو ہمسے
گر کہیے نہ لاکھون سے ہزارون سے تو کہیے

کیا کہتے ہو آئینگے سرِ خاکِ شہیدان
کچھ فتنے اوٹھائے ہون مزارون سے تو کہیے

پھر تم نہ کہین حضرتِ عیسیٰ اگر آوے
کہیے یہی تم عشق کے مارون سے تو کہیے

کچھ سوزِ دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہو شبِ غم کے شرارون سے تو کہیے

موقوف ہے گر دل کا شکار آن و ادا پر
تو پہلے کچھ ان میر شکارون سے تو کہیے

ان دانتون کو کیا موتیون سے کہتے ہو ہمتاب
موتی نہین کچھ مال ستارون سے تو کہیے

شانے نے کہا دلِ چاک پسند آپ کو آیا
کس واسطے یہ سینہ فگارون سے تو کہیے

کیون تنگ ظرف سے اے ذوق کبھی بات
کہکر اُسے سنتا ہو ہزارون سے تو کہیے

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

زال دنیا ہے عجب طرح کی علامۂ دہر
مرد دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے

تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجھکو
تہمت وصل عدو سے قلم پھیر دیتی ہے

بڑھتی جاتی ہے جو مشق ستم اوس ظالم کی
کچھ شکست مری اصلاح نگہ دیتی ہے

دیتی حسرت ہے کسی زہر بھری آنکھ مری
نہیں ... وہ زہر بجھی کر دیتی ہے

وعدہ مرہم زخم پہ اک زخم ہے دم لینے کی
نشتر کو فرصت نہ مری ... دیتی ہے

تپ دل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار
اوسکو کافور سپیدی سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہیں میری طرف سے ذوق
کان اوسکو مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

مرے جو موت کے عاشق بیان کیونکر تے
مسیح خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

غرض تھی کیا تری تیروں کو آب پیکان سے
گزر نہ یار سے دل کیونکہ بے وضو کرتے

اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑینگے
تو گل کبھی نہ تمنا سے رنگ و بو کرتے

یقین ہے صبح قیامت کو صبوحی کش
اٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

سیے ہے دار و رسن تار و سوزن اے منصور
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہیں رفو کرتے

عجب نتھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو جس سے اوسی سے نیاز ہے
کیا خوب دل ہو وہ ہیں جسپہ ناز ہے

اوس سنگ آستان پہ جبین نیاز ہے
وہ اپنی جا نماز ہے اور یہ نماز ہے

دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے

خانہ خرابیاں دل بیمار غم کی دیکھ
وہ ہی وہ خراب ہے جو خانہ ساز ہے

ڈرتا ہون خنجر اوسکا نہ بیجا ہو کے آب | میرے گلے مین نالۂ آہن گداز ہے
پہونچا ہو شب کمند لگا کر وہان رقیب | سچ ہے حرامزادے کی رسّی دراز ہے
اوس مست پہ گر خدا ابھی عاشق نوازی شکست | ہر چند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے
مداح خال روے بتان ہون مجھے خدا | بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے
اے ذوق بنا سبب کھلے کیون نہ راز عشق | ہر نالہ اک کلید در گنج راز ہے

ساقیا عید ہو لا بادہ سے مینا بھر کے | کہ مے آشام پیاسے ہین مہینا بھر کے
آشناؤن سے اگر ایسے ہی بیزار رہو تم | تو ڈبو دو اونھین دریا مین سفینا بھر کے
نہین پروین کہ ہین حقہ پروین مین ملک | لائے اوس عارض روشن سے پسینا بھر کے
روز اوس گلشن رخسار سے لیجاتی ہین گل | اپنے دامان نگہ مردم بینا بھر کے
خم پر جوش سے کے مانند چھلکتا ہے مدام | خون حسرت سے لبون تک مرا سینا بھر کے
جام خالی بھی لگا منہہ سے نہ کمظرف کے ساتھ | ذوق کو ساتھ قدح ذوق سے پینا بھر کے

نہین ہر کان پر خون خار غم تجھے دلنشین نکلے | جنون نیشتر کیسے کہین ڈوبے کہین نکلے
عدوی نیش زن کے گھر سے ہیرا جبین نکلے | الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے
چھٹے کیا ہمسے شوق حسن گندم گون کہ گندم پر | ہمارے جد امجد چھوڑ کر خلد برین نکلے
تری انداز سے سو سو طرح کے ناز ہون پیدا | تری ہر ناز پر سو سو کا دم اے نازنین نکلے
پری جا کر نئی دنیا سے بھی گر ڈھونڈھو دنیا مین | تو خالی خاک آدم سے نہ چپا بھر زمین نکلے
خدا دے دو بینش اور اس چشم تصور کو | کہ لاکھون کام اس دور کے بے دوربین نکلے

تصور اوس لب شیرین کا آجاوے اگر دل مین
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبین نکلے

مرے دل مین جو حسرت ہو نکالو نہین کمان اوسکو
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمین نکلے

سنا کرتے تھے ہم شہرہ ذوق جنکی پارسائی کا
وہ سب یار خرابات اپنے نکلے ہمنشین نکلے

ہم تمسا عدو اپنا کسیکو نہین پاتے
تم پاتے ہو ہمکو تو چھری کو نہین پاتے

غنچے ترے غنچہ دہنی کو نہین پاتے
ہنستے ہین مگر تیری ہنسی کو نہین پاتے

کیون ہمنے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہین پاتے

وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہین دل مین
لیکن نہین پاتے تو خوشی کو نہین پاتے

لیتے ہین شب وصل مین ہم اتنے جو بوسے
وہ لب پہ مسی رنگ مسی کو نہین پاتے

ہین ایسا کہین گم ہون کہ یاران عدم بھی
گم ہو کے مری گمشدگی کو نہین پاتے

معلوم نہین دل وسکو وہ ہن ہے کہ نہین ہے
اے ذوق ہم اس تنگ دلی کو نہین پاتے

نبض نحل ہے کہان میری غلط طون چلتی
ہے یہ ضعف اتنا کہ چیونٹی بھی نہین یون چلتی

پہونچے کیونکر جرس ناقہ لیلی کی صدا
آج آندھی تری قسمت سے ہے مجنون چلتی

کھولا ستا نکھین ادہم نہ نچ ندیکھو نکلا تجھے
پر چھری اپنی تو گردن پہ مین دیکھون چلتی

جسےمین دنیا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
تو اکیلا نہین ہمرہ ترے مین ہون چلتی

دور کر بالون کو سر سے گئے ہے لیلی
پر نہین کان پہ مجنون کے ذرا جون چلتی

مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہون
کہ نہین تیری بھی وان گردش گردون چلتی

عمر طے کرتی ہے ? دم مشتے گرفتا
جسکو تو سانس کہے ہے دل محزون چلتی

چلتی گو دیکھیے ہے ساحل کو سوا ہے کشتی — پر حقیقت مین ہے کشتی سے جیحون چلتی

ذوق گل و سرکو بی تازہ کھلا چاہتا ہے — کہ ہوا باغ جہان مین ہے دگرگون چلتی

مزے یہ دل کے لیے تھے نہ تھے زبان کے لیے — سو ہمنے دل مین مزے سوزش نہان کے لیے

نہین ثبات بلندی عز و شان کے لیے — کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسمان کے لیے

ہزار لطف ہین جو ہر ستم مین جان کے لیے — ستم شریک ہوا کون آسمان کے لیے

فروغ عشق سے ہے روشنی جہان کے لیے — یہی چراغ ہے اس تیرہ خاکدان کے لیے

صبا جو آئی خس و خار گلستان کے لیے — قفس مین کیونکہ نہ پھڑکے دل آشیان کے لیے

سدا تپش پہ تپش ہے دل تپان کے لیے — ہمیشہ غم پہ ہے غم جان ناتوان کے لیے

حجر کے چومنے ہی پر ہے حج کعبہ اگر — تو بوسے ہم بھی اوس سنگ آستان کے لیے

نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے — عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے

جو پاس مہر و محبت کہین بیسان بکتا — تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مہربان کے لیے

خلش سے عشق کی ہے خار پیرہن تن زار — ہمیشہ اس ترے مجنون ناتوان کے لیے

تپش سے عشق کی یہ حال ہے مرا گویا — بجاے مغز ہے سیماب استخوان کے لیے

مرے مزار پہ کسطرح سے نہ برسے نور — کہ جان دی ترے روئے عرق فشان کے لیے

الٰہی کان مین کیا اوس صنم نے پھونک دیا — کہ ہاتھ رکھتے ہین کانون پہ اذان کے لیے

نہین ہے خانہ بدوشون کو حاجت سامان — اثاثہ چاہیے کیا خانمان کے لیے

نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکے خاک ہوے — رہا ہے سینہ مین کیا چشم خونفشان کے لیے

نہ لوح گور پہ ستون کے ہو نہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم ہو کوئی نشان کے لیے

اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانۂ یاس
بہشت ہے ہمیں آرام جاودان کے لیے

وہ مول لیتے ہیں جسدم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجھی پر ہیں امتحان کے لیے

صریح چشم سخنگو تری کہے نہ سکے
جواب صاف ہے پر طاقت و توان کے لیے

مثال نے ہے مرا جی تبتلک کہ دم میں دم
فغان ہے میرے لیے اور میں فغان کے لیے

بلند ہووے اگر کوئی سینہ شعلۂ آہ
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیے

چلے ہیں دیر کو مدت میں خانقاہ سے ہم
شکست توبہ لیے ارمغان مغان کے لیے

وبال دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لیے

بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
زبان دل کے لیے ہے نہ دل زبان کے لیے

رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہیں
بجا ہے ہول دل اونکے مزاجدان کے لیے

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف
اور اس ضعیف سے کل کام دو جہان کے لیے

جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبے کو جا چکے

کیا خط میں مدعا لکھوں اپنا کہ مدعی
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے

آنا بلا سے اوسکا قیامت سے کم نہیں
مرتے ہیں انتظار میں ہم اک روز آ چکے

پھر اب بھی ہے بادہ تو کر لینگے نوش جان
ساقی پیالہ منہ سے ہم اپنے لگا چکے

اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے

یاد آیا تبکے آنیکا وعدہ اونھیں تو کب
جب پاستکو وہ پاؤں میں مہندی لگا چکے

جبتک کہ سر پہ سایہ تھا ہم سر کے ہو سو ہو
ہم اپنے سر سے ہما محبت اوٹھا چکے

کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی آپ تک
فتنہ تمام عمر کا اسے پڑھا چکے

اب خاک سے ہیں وہ سیر تو کیا اس خزانہ میں
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اوڑا چکے

بار آیا دیکھنے سے نہ آتش رخون کے دل
سو بار آپ اسے آنکھیں دکھا چکے

حاجت نہیں ہے تیر سے شہیدوں کو غسل کی
قاتل وہ تیرے ہاتھ سے خون میں نہا چکے

تم بھول کر بھی یاد نہیں کرتے ہے غضب
ہم تو تمہاری یاد میں سب کچھ بھلا چکے

کیا مجھ سے تیغ دل و جان پوچھتا ہے تو
دونوں ہیں اک نگاہ پہ اے دلربا چکے

بیکار و آج خوب چلو میکدہ کو ذوق
چھوڑو کہیں وظیفہ بہت سے پڑھا چکے

ابر تر تو ہم سے روتا کوئی ہم سے سیکھ جائے
برق مضطر تلملانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

تیر پیکان جتنے تھے دلمیں ہمیں نے نکال
اپنے ہاتھوں گھر لٹانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

دیکھ کر قاتل کو بھر لائے خراش دل میں خون
سچ تو یوں ہے مسکرانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

خط میں لکھ کر اوسے بھیجا تو مطلع درد کا
درد دل اپنا جتانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

تیغ لو اونچی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دل کو قاتل سے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

جب کہا مرتا ہوں وہ بولے مرا سر کاٹ کر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

وان گلا بر وہاں گردن پہ پھیری ہمنے تیغ
بات کا ایسا بھی پانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

سنکے آواز انکی آپ خود رفتہ ہو جاتے ہیں ہم
پیشوا اپنے کو جانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

ہمنے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
تیور و نکا تاڑ جانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو تجھے — کیا سکھائیگا سکھاتا کوئی ہم سے سیکھ جائے

کیا ہوا اے ذوق ہیں چپ مردمک ہم سادہ — لیکن آنکھوں میں سماتا کوئی ہم سے سیکھ جائے

کرے ہے کام تیغ یار کس کس آبداری سے — دکھاتی اپنی گلکاری ہے کیا کیا زخم کاری سے

گزرتی ہے فرو میں زندگی غفلت شعاری سے — مرے نزدیک بیہوشی ہے بہتر ہوشیاری سے

زبان کھولیں گے مجھ پر زبان کیا بدشعاری سے — کہ میں نے خاک بھر دی اونکے منہ میں خاکساری سے

نہ ہوتا گر وہ شوخ خود نما سرگرم آرائش — اوٹھاتا ہاتھ خورشید فلک آئینہ داری سے

خبر کیا پوچھتے ہو اپنے بیمار محبت کی — کہ نوبت دم شماری کی ہے شب اختر شماری سے

جو پوچھے زاہد خشک اپنے دارو میں کہوں تو پی — اگر پرہیز کی پوچھے کہوں پرہیزگاری سے

کبھی سر اوٹھایا ہے تو جوں اشک سر مژگان — زمیں کو جا لگیگا سر جھکا کے اپنا شرمساری سے

قفس کو لے اوڑیں اوس پر اسیر مضطرب تیرے — خبر گل کی سنی اوڑتی ہے گر باد بہاری سے

نہیں جاتے اوٹھائے ناز کاش ونکی عوض ہوتے — مری چھاتی پہ پتھر سنگدل دو چار بھاری سے

لگی بھی گر زمیں سے چھیڑ تیری تفتہ جانوں کی — تو مثل برق اٹھ بھاگینگے پھر وہ بیقراری سے

نہیں آتا نہ آئے رحم اے ذوق اس ستمگر کو — بلا سے خوش تو ہوتا ہے وہ میری آہ و زاری سے

غزل

زبان پیدا کروں جوں آسیا سینہ میں پیکان سے — دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہو گریبان سے

اوڑائے خوب گلچھرے نہال مجنوں نے زنداں سے — کہ ہر سو گلفشانی ہے شرار سنگ طفلاں سے

فلک کیا فتنہ سازی میں ہو ہمسر چشم فتاں سے — اگر اٹھا بھی اشک سرمہ آلودہ اوسکو مژگاں سے

شرارے نفس نکلے یہاں تک سنگ طفلاں سے — کہ چمکے ہے سر مجنوں پہ بجلی سنگ باراں سے

یہاں تک ناتواں ہیں ہم گزر جائیں اگر جاں سے
اوٹھائی مور لاشہ کو ہماری دست مژگاں سے

اسی باعث سرد ا یقین کو فیروزہ وقتی ہے
کہ تا ہو جاے لذت آشنا تلخی دوراں سے

ناتمام

دیگر

جو خانہ ہستی میں ہے انسان کے لیے ہے
آراستہ یہ گھر اسی مہمان کے لیے ہے

زلفیں تری کافر انھیں دل سے مرے کیا کام
دل کعبہ ہے اور کعبہ مسلمان کے لیے ہے

کیونکر نہ سخن سے ہوں گرفتار تفکر
ہاں قید قفس مرغ خوش الحان کے لیے ہے

ہے بادہ کشوں کے لیے اک غیب سے تائید
زاہد جو دعا مانگتا باراں کے لیے ہے

اپنوں سے نہ مل اپنے ہیں اپنو نکے دشمن
بھرتے ہیں بھری آگ نیستاں کے لیے ہے

چنی تو نے افشاں جو ای مہ جبیں ہے
ستاروں میں کیا کیا چناں او چنیں ہے

نہ پوچھو کہ دل شاد ہے یا حزیں ہے
نہیں یہ بھی معلوم ہے یا نہیں ہے

یہی گر تری چشم سحر آفریں ہے
تو نہ دل نہ جاں ہے نہ ایماں نہ دیں ہے

نہ چھوڑے گی جیتا تجھے چشم قاتل
یقیں ہے یقیں بلکہ عین الیقیں ہے

کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
مرا عشق کلم سرخ بالانشیں ہے

پڑے تفرقے یہ جدائی سے تیری
کہیں ہوں کہیں دل کہیں جاں کہیں ہے

ہنسی سے ہے جو کچھ رنجش آمیز اونکی
تو موج تبسم بھی چین بر جبیں ہے

وہی پاس ہے اور مری بد گمانی
لیے پھرتی مجکو کہیں سے کہیں ہے

نہ ملک آہ کی زخم سو سو اوٹھائے
تجھے آفریں ذوق صد آفریں ہے

پہنچو اُلٹی کو بڑھے گر کشش دل آگے
دوڑے مجنون کی طرف ناقۂ محمل آگے

جا تو اسطرح سے اوس کوچہ میں اے دل و ہم
دل سے ہم آگئے کبھی ہم سے کبھی دل آگے

گرچہ ہوں وادیٔ عقل سے پڑے لاکھوں کوس
لیک ہے گم شدگی کی ابھی منزل آگے

سمجھ ناقص بھی غنیمت ہے اب تو تیں ذوق
کاملیت ہے کہاں ہو چکے کامل آگے

تو آنکھ میں نہ سرمہ و شبالہ وار دے
مفتون چشم کو نہیں اک وار بار دے

چھلا نہیں تو چھلے کا گل اے نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

دشنام ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے
یاں وہ نہیں کہ جنہیں ترشی اوتار دے

کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جان نثار دے
مٹی ٹھکانے جب ترے دل کا غبار دے

جولاں سمند ناز کو اے شہسوار دے
تو سرمۂ چشم ماہ میں میرا غبار دے

ایسا نہو کہ آتے ہی جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہے یوں فغاں دل امیدوار وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے

ہے دوام داغ دل سے مرے سوزش انتظار
وعدے پہ روز حشر کے پر کون ادھار دے

بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے

عاشق نہ بدلے انجم گردوں سے اپنے اشک
کیوں کوڑیوں کے بدلے دُر شاہوار دے

پیشے سے سیکھے شیوہ مردانگی کوئی
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے

اس حسیر پہ تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پوچھ مت راہِ وفا اُس نگہِ پُرفن سے
رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے

ہین گرانبارِ محبت مرا خون بھی ہے گران
جی دھڑکتا ہے تری نازکی گردن سے

ہوگیا کاغذِ سوسن زردہ سینہ سارا
دل کی جو پھانس تھی نکلی نہ سرِ سوزن سے

گر جھکے تیغ تری سر ابھی حاضر ہے کہ ہم
اپنے سر سے ہین کہ تعظیم تو لی دشمن سے

چھوڑ کر گھر تری ہاتھوں سے نکل جائین کہان
تنگ ہے ہمسایون کو اے ذوق نکر شیون سے

فلک تو ٹیڑھا ہو کے صبح سے تا شام چلتا ہی
مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

ہمیشہ دورِ عشرت ہی جو تم ہو اہلِ کیفیت
کہ مہر و ماہ سے دن رات یان اک جام چلتا ہے

چلا پہلو سے اوٹھکر جبکہ وہ آرامِ جان و دل
کہا آرام نے مجھسے کہ لو آرام چلتا ہے

ارادہ گر کرے ناقص علوِ جاہ کامل کا
تو یہ جانو کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہے

کون وقت اے وائے گذرا جی کو گھبراتے ہوئے
موت آتی ہو اجل کو یان تلک آتے ہوئے

تیشِ خورشید سے دیکھا نہین اُٹھتے دھوان
آکھڑے ہو بام پر تم بال سُکھلاتے ہوئے

رہ نہ آیا رات ہمکو ضد سے بختِ خفتہ کے
بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے

پاک کرتا ہی نظر پیراہنِ صبحِ بہار
کس شہیدِ ناز کو دیکھا ہی کفناتے ہوئے

مجکو دنیا کی ہوس خوار لیے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مردار لیے پھرتی ہی

گھر سے اپنے نہ نکلتا کبھی یہ خورشید
ہوسِ گرمیِ بازار لیے پھرتی ہی

رہ دیا کیا ترے ابرو نے اشارہ ظالم
کہ قضا ہاتھ مین تلوار لیے پھرتی ہی

لیکے اکبار نہ پھرنا تھا جو ان دل مجھکو
بیقراری سے کہ سو بار لیے پھرتی ہی

وہ مرے طالع اختر کی ہو واژون گردش
کہ فلک کو بھی نگونسار لیے پھرتی ہے

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہم سا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار
جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

تجھ بن کہاں جو تاب تن سیم تن میں ہے
پردہ سا عنکبوت کا سقف کہن میں ہے

ہم کو ہمارے سینہ میں اک دم نہیں قرار
یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن میں ہے

حرف آئے مجھ پہ دیکھیے کس کس کے نام سے
اس ننگ سے عقیق کا دل خون یمن میں ہے

رنگین سوا ہے اس کے گل نو بہار سے
اگلا جو برگ زرد کوئی اس چمن میں ہے

وہ دل کہ جو نہ لا سکے چین جبین کی تاب
زیر شکنجہ زلف شکن در شکن میں ہے

ہنگام بوسہ گرم جو وہ اک ذرا ہوئے
شاکر تھے لب پسینے سے شکر تری ہوئے

جلجائے خاک خشکی چشم بتاں پہ گھاس
لیکن ہرن کھڑے ترے بن میں ہرے ہوئے

دکھلا سکے ہمیں نہ لیکے جو اپنے ذر سرشک
قائل ہماری آنکھ کے سب جوہری ہوئے

کچھ تو آدمیت اگر ہوتے آدمی
یہ خوب رو تو حور ہوئے یا پری ہوئے

ہم مٹتے ہی جہان سے معدوم ہوگئے
اپنی نظر سے کم سبب لاغری ہوئے

اک خال زیر زلف سے ظاہر ہے کے لیے
اے ماہ سو طریقۂ بد اختری ہوئے

رسوا انہوں نے کرتے نہ گر جیب و سینہ چاک
ہم آپ اپنی باعث پردہ دری ہوئے

مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض — دل دیکھے ای صنم تجھے سب سے بری ہوئے
ثبت اوس بیاض چشم میں ہیں خط سرمے — جو انتخاب نسخۂ افسونگری ہوئے
طالع ہوئے نہ اپنی سعادت سے مشتری — گرچہ بہت قران مہ و مشتری ہوئے
ای ذوق آج سامنے اوس چشم مست کے — باطل سب اپنے دعوی دانشوری ہوئے

ناقص کا صفا کیش سے مطلب نہ بر آئے — جو کور ہو عینک سے اوسے کیا نظر آئے
فردوس میں ذکر اوس لب شیرین کا گر آئے — پانی دہن چشمۂ کوثر میں بھر آئے
ممکن نہیں کم ہووے تپ سوز محبت — جوں شمع مجھے لاکھ پسینا اگر آئے

چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے — ہم قلندر یان نہیں کوڑی کفن کے واسطے

ایک کلک آہن ہی شرح غم کے واسطے — کون نیزہ واسطی ڈھونڈھے قلم کے واسطے
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کے واسطے — پھر لگا رکھتے ہیں وہ جھوٹی قسم کے واسطے

نعل شکل مہ نو جب ترے توسن کو لگے — چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے
بوسے کے مانگتے ہی پھیر نے چتون کو لگے — ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے
آشیان ہو جو مرغان ہوا کا برباد — بند کرنے ترے دیوار کے روزن کو لگے

متفرقات

ہی اسطرح بعد از مرگ دنیا کی ہوسناکی — شرابی ہو گئے تائب جس طرح ہو جاسے تریاکی
مطلع: ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہوتی — ہوتی نہ محبت تو کچھ آفت بھی نہوتی
مطلع: مصروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میرے — مرہم میں بھی لگ رہی ہیں زخم جگر کو میرے

جو دل نہ کشمکش طرۂ دوتا مین پڑے | مطلع | تو پھر بلا کو غرض ہے کوئی بلا مین پڑے

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی | ط | چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی

پئین سے آشکارا ہمکو کسکی ساقیا چوری | ط | خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندے کی کیا چوری

مٹی سے مٹی اپنی جو تربت مین رل گئی | ط | جو کچھ کہ تھی مراد محبت مین رل گئی

بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے | ط | ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

لحد کو چاہیے یون پیر پشت خم دیکھے | ط | سرا کو جیسے تھکا اونٹ دمبدم دیکھے

پھرتے ہین لکھے پڑھے سودے مین ملک و جاہ کی | ط | طفل مکتب رہتے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

پاک رکھ اپنا دہن ذکر خدا سے پاک سے | ق | کم نہین تیری زبان منہ مین تری مسواک سے

جب بنے تیر حوادث کی کمان افلاک سے | | خاک کا تودہ بنایا میری مشت خاک سے

دل غش لب جانبخش پر جان طرۂ مشکین پہ ہے | ط | عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

کیا تاب دل جلون سے جو برق لاگ رکھے | ط | دوزخ بھی ہو تو انکے جلون پہ آگ رکھے

یان کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے | ط | جو تو مانگے گا تجھے دونگا خدا وہ دن کرے

ذوق کہتا تھا کرونگا جمعہ کو حب کا عمل | | کوئی اوسکو یاد دلوا دے ہوا وہ دن کرے

ہوس ہے کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سے گمراہ ہے | ط | یہان تو کوئی صورت بھی ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے

گر دور سے بھی کھوتا دل مضطر سے کسی کے | ط | پانی دو پلا وار کے سر پر سے کسی کے

تم بیٹھے بغل مین جو رقیب دغلی کی | ق | کی گرم بغل تم نے بھی گو ر بغلی کی

اے ذوق تکو نور مین آمیزش ظلمت | | کیا کام تبرے کو محبت مین علی کی

مقابل اوس رخ روشن کی شمع گر ہو جاے — صبا یہ دہول لگاے کہ پہر سحر ہو جاے
ہمارے سینہ میں وہ آہ آتشین ہے ذوق — جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جاے

کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے — کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے
بلا سے ہووے مرا مرغ نامہ بر ہو ترا — کہ اوسکو دیکھکے وہ منہ سے خوشخبر تو کہے
ہر ایک شعر میں مضمون گریہ ہو میرے — مری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کہے

اوٹھانا عشق میں کیونکر دل ناداں جوکھوں ہے — ابھی تو مال جوکھوں ہے پہر آگے جان جوکھوں ہے

ہمیشہ کام تھا مجنوں کو تو صحرا نوردی سے — بسایا خانۂ زنجیر ہمنے پائمردی سے

مطلع
جنوں سے میرے مجنوں بھاگتا جیسے بگولا ہے — کہیں میں درستہ ہوں وحشت کی وہ یونہی اک سپیلا ہے

خاک اوڑاتا دشت میں گر ترا سودائی پھرے — پہر بگولا ہے تو کیا آندھی بھی بولائی پھرے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہیں لب کا دیجیے — وہ ہی مثل ہے پھول نہیں پنکھڑی سہی
فرہاد ضرب تیشہ سے ہو سخت ضرب غم — سچ پوچھیے تو چوٹ ہیں نے کڑی سہی
تم دو گھڑی کو آؤ تو میں لب پہ جان کو — ٹھہرا رکھوں کہ اور بھی یاں دو گھڑی سہی

قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق میں اے ذوق — گزرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے
جو کوئی آبلہ پا سے مو بھی ہے تو یہاں — ترے ڈبونیکو وہ بھی تنور طوفان ہے

کیا کہوں اوس ابروے پیوستہ کو دل بیچ میں ہے — ایک طعمہ مچھلیاں دو کشمکش آپس میں ہے

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا — کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیزو ناقہ لیلیٰ کے دیکھو گے شتر غمزے — اگر مجنوں کو ملجائیگی خدمت ساربانی کی

کہاں ہم اور کہاں نقش قدم سے ہمکو کچھ غرض مطلب
نگر اے حضرت عشق آپ نے یہ مہربانی کی

فرد
مقدم صدق پہ ہے گو کذب گرچہ صدق فائق ہے
کہ پہلے صبح کاذب یاں ہے پیچھے صبح صادق ہے

فرد
راتوں کو نہ ہو حق کرائے شیخ مناجاتی
سوتے ہوئے چونکینگے رندان خراباتی

فرد
قطرہ قطرہ آنسو جسکی طوفان شدت ہے
پارہ پارہ دل ہے جسمیں تو وہ تو وہ حسرت ہے

فرد
اے ذوق بس نہ آپکو صوفی جتایئے
معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم
داب ہوئے بغل میں صراحی شراب کی

فرد
کیا ہم سخنی کرتا ہے اوس گل کے دہن سے
غنچہ سے یہ کہدو کہ چٹک جائے چمن سے

فرد
دل کو کچھ چاک جگر سینہ کا شش شن اپنے
کرتے ہیں جبہ سائی دیکھوں ہوں ناخن اپنے

فرد
ہم ہیں غلام اونکے جو ہیں وفا کے بندے
اسکو یقین جانو گر ہو خدا کے بندے

فرد
تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق
ہے برا وہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے
کیوں برا کہنے سے تو اسکے برا مانتا ہے

فرد
بیمار غم جو اوسکا کیا کرتے ہیں دیکھیے
خوش خوش وہ قبر ونکی جا کر دیں دیکھیے

فرد
آتش نہی گھر کی تو نے پھر جانے کی سنائی
ہو جاؤں چمن کیونکر یہ تو تیری آشنائی

فرد
پھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے
حسرت اون غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

فرد
آج تنہا خفقانی سے پڑے گھر میں پھرتے
کل کسے ہو وصل کے عالم میں نظر میں پھرتے

فرد
ہم اور غم ایک جا ہو دونوں ہم ہو سکے
ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے

فرد
کون اسکے دن نکلتے ہیں تیز رہی
مجھ پہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی

فرد
کیا بشر مانند یوسف کیا ملک ہاروت ہی
عشق کے ہاتھوں سے ہو جاتا اسیر چاہ ہے

مطلع
خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھی گیسو بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

مطلع
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی
جب یہ عاصی عرقِ شرم میں تر جائیں گے

ہم نہیں وہ جو کریں خون کا دعوی تجھ سے
بلکہ پوچھیگا خدا بھی تو مکر جائیں گے

شعلۂ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤں
پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھ کے ڈر جائیں گے

ذوق جو مدرسے کے بگڑے ہوے ہیں ملا
اونکو میخانہ میں لے آؤ سنور جائینگے

مطلع
لاشے کو پھینک دیجے میرے کہ دفن کیجے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجے

مطلع
معلوم ہوا بینی و ابروے بتان سے
اک تیر ہے گویا کہ چلا ہے دو کمان سے

مطلع
دل بچے کیونکر نگاہِ چشم شوخ و شنگ سے
اپنا گھر تو سوجھتا ہی سیکڑوں فرسنگ سے

او تغافل کیش جلدی آ کہ تو واقف نہیں
اس دلِ بیتاب و جانِ مضطرب کے ڈھنگ سے

دل سے باریکی کہ گویا اوسکا ہر تارِ سخن
جنتری میں کھنچکے نکلے ہی دہانِ تنگ سے

ذوق زیبا ہی جو ہو ریشِ سفیدِ شیخ پر
وسمہ آبِ بنگ سے منہدی کو گلرنگ سے

مطلع
ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسوں کے اثر سے کھیلے
دہانِ گیسو کا تیرے مارا نہ منہ سے بولا نہ سر سے کھیلے

مطلع
گاہ تھی خلق اُس در پہ حیران پڑی آواز نہ تھی
گاہ یہ غل کہ سنائی دیتی کان پڑی آواز نہ تھی

مطلع
بیقراری کا سبب ہر کام کی امید ہے
ناامیدی ہو تو پھر آرام کی امید ہے

مطلع
مری طاعت سے یاں تو معصیت بھی عار کرتی ہی
مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے دو عالم سے
ہوا تو حرص لیکن اسکی مٹی خوار کرتی ہے

وہ ہون مین پر معاصی سوختہ سوز ندامت سے
عذر دوزخ کرے جسکی شرار سنگ تربت سے

اگر پوچھو کوئی مجھسے کہ کیون نالان ہو یہ کہہ دون
محبت سے محبت سے محبت سے محبت سے

اگر اٹھے تو اٹھ وہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے
لگایا جی کو اپنے روگ جبسے دل لگا بیٹھے

دل کہان سیر و تماشے پہ مرا لگتا ہے
جیکے لگ جانے سے جینا بھی برا لگتا ہے

رہے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بند اپنی
کلید قفل دل فریاد ہے مثل سپند اپنی

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی

عیان ہے عشق کی گرمی ہویدا سوزش دل ہے
کہ آتا اپنا اشک سوختہ مانند فلفل ہے

تنکہ گہوارہ بھی تھا کشتی طوفان زدہ آسا
وہ ہون جون طفل اشک آفت رسیدہ مین لڑکپن سے

کوئی ان تنگ دہانون سے محبت نکرے
اور جو یہ تنگ کرین منہ سے شکایت نکرے
عشق کے داغ کو دل مہر نبوت سمجھا
ڈر ہے کافر کہین دعوائے نبوت نکرے

درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ہو نہین لفظ درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے

جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہان یون ہی سہی
آپکی یون ہی خوشی ہے مہربان یون ہی سہی

کتنے مفلس ہو گئے کتنے تو انگر ہو گئے
خاک مین جب مل گئے دونون برابر ہو گئے

ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائین گے
آگے جائین پیچھے جائین جا لپٹکے پھر جائینگے
ابر رحمت ہے پیچھے اسے ہم لگا دی تو جھڑی
کہتے ہین جائینگے وہ دیکھین تو کیونکر جائینگے

ناتمام

ہم تو نکلے دلکو جذب دل سے کھینچے جائینگے
پر بڑے پتھر مین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے

دیکھین تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر
ہم بھی نالہ اس دلِ بسمل سے کھینچے جائینگے

قفل صد خانۂ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے
جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے

جا سے ہے زیر مغیلان ترے دیوانون کی
مدتون چھان چکے خاک بیابانون کی

اوڑا ئے طرز نالہ کے جو اکدن تیری محزون کے
سوا ابتک دیکھلو منقار طوطی سرخ ہی خون سے

نہ شب آنکھون مین خواب آیا خیالِ خال مشکون سے
رہے بیدار ساری رات ہم اک جسمِ افیون سے

اثر ہو نالہ بیدرد مین آشنا تو اے بلبل
کہ ٹپکین جا بجا شبنم اشک انجم چشم گردون سے

یہ عالم ہو وہ خمخانہ کہ جسمین دور گردون نے
عمل حکمت کیے گنتے ہی خم خاک فلاطون سے

ترے مجنون کے تن پر لاغری کا قطع ہے جامہ
کرے ہے پیرہن دو ایک برگ بید مجنون سے

اوڑائین یون جادو گر بلا سے ہم نہین ڈرتے
ہر اپنا دم ہوا ہوتا ہے اوس چشمِ پر افسون سے

کہتے ہین لوگ چھوٹ نہین پائون جو ٹوٹ کے
چھوٹے تو بیٹھتے بھی نہین پائون ٹوٹ کے

چلتا ہو ذوق قید سے ہستی کی چھوٹ کے
یہ قید مار ڈالیگی دم گھوٹ گھوٹ کے

کیونکر حباب ہو سکے دریا سے بیکران
دریا سے جبتلک نہ ملے ٹوٹ پھوٹ کے

ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش فزون ہے
جو آہ ہے سینے مین سو فوارۂ خون ہے

پھر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بھی اولٹی
برگشتہ جو قسمت سے مری بخت نگون ہے

دل کرتا ہے اوس کوچہ کا جب قصد تو لیتا
طائر کی جگہ رنگ پریدہ سے شگون ہے

قائم ہے بنا درد کی فریاد سے میری
جو نالہ ہے ایوان محبت کا ستون ہے

فرد
قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر
سو بھی آکر تا سر مژگاں حیا سے پھر گئی

فرد
الفت کا نشہ جب کوئی مر جائے تو جائے
یہ درد سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جائے

قطعہ
آئے نہ بسر درد سر سے مری جاں پر تو ہو
لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے

وہ دل کہ جس میں سوز محبت نہ ہووے ذوق
بہتر ہے اوس سے سنگ کہ اوس میں شرر تو ہے

فرد
رات دن شمع کی طرح جو روتے رہتے
بھیگتے اشکوں میں ہم صبح کے ہوتے ہوتے

قطعہ
تنگ ہو تو دل کا سبکو پھر سے پاس آنے سے
اجل بھی گر کبھی آئی تو شاید کچھ بہانے سے

اگر چاہا ہو تو دل دیں اک زمانے سے
نہیں لی پیر بھی کافر ترا ایمان ٹھکانے سے

پڑا ہے تسبیح سا ہے پر ترا دوست گرا کسی
تو شیشے بادہ انگور اوسکے دانے دانے سے

فرد
کہتے ہیں لوگ موت تو سب چلے جاتے ہیں
پر ترے پاس وہی کوئی طپا کے جاتا ہے

قطعہ
کہوں میں ای ذوق کیا حال شب ہجر
کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے

نہ تھی شب تو اک کالا تھا اک اندھیر
مری بخت سیہ کی تیرگی سے

شب غم شمع ساں ہوتی نہ تھی کم
اور آتے تھے پسینوں پہ پسینے

یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے
کہ او بے مہر و بیداد ستمگر کمینے

کہاں ہیں اور کہاں یہ شب مگر تھی
مرے جانب سے تیرے دل میں کینے

سو اس ظلمت کے پردے میں کیے ظلم
اے ظالم تری کینہ وری نے

عوض مے بادہ نوشی کے مجھے آج
پڑے ہیں زہر کے سے گھونٹ پینے

ہوا میں بیہوش جو مجھ سے قریں تھے
قرینے سے ہوئے سب بے قرینے

مری سینہ زنی کا شور سنکر | پھٹے جاتے ہین ہمسایونکے سینے
اوٹھایا گاہ او گاہے بٹھایا | مجھے بیتابی و بیطاقتی نے
کہا جب دل نے تو کچھ کھا کے سو رہ | بہت الماس کے توڑے نگینے
نہ ٹوٹا جان کا تا لب سے رشتہ | بہت سی جان توڑی جانکنی نے
بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی | طلوع صبح سے منہ روشنی نے
کہا جی نے نہ چھٹے یہ ہجر کی رات | یقین ہے صبح تک دیگی نہ جینے
لگے پانی چوآنے منہ مین آنسو | پڑھی یٰسین سرہانے بیکسی نے
گھڑین عمر کے تھوڑے سے باقی | لگا رکھے تھے میری زندگی نے
کہ قسمت سے قریب تھا نہ میرے | اذان مسجد مین دی بارے کسی نے
بشارت مجھکو صبح وصل کی دی | اذان کے ساتھ مین فرخی نے
ہوئی ایسی خوشی اللہ اکبر | کہ خوش ہو کر کہا خود یہ خوشی نے
مؤذن مرحبا بر وقت بولا | تری آواز مکے اور مدینے

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق | کہ تو اوکھڑ کے ادھر سے ادھر ہوا پیوست
گزرتی ہوگی بآرام زندگی تیری | کہ تجھکو اب نہ غم نیست ہے نہ شادی ہست
کہا یہ اس نے کہ قید حیات مین انسان | کبھی نہ ہوگا دل آسودہ گو ہو مست الست
اوٹھا یہ ہاتھ جہان سے ولیک کیا امکان | کہ با فراغ کرون کنج عافیت مین نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی | تو سلسلہ مین فقیری کی پھر ہوا پابست

رہا وہ خدمتِ مرشد کی قید مین برسون ۔ کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
اگر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلیٰ پہ ۔ کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اوسکو ۔ تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی ۔ کہ نفس دشمن سرکش ہو اوسکو دینے شکست
جو ہوشیار ہے تو ہے وہ شرع کا پابند ۔ پھنسا ہوا ہو وہ کیفیتون مین گرچہ مست
نہین ہے دام علائق سے مطلق آزادی ۔ مجال کیا کہ نکلجاوے کوئی کرکے جست
کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ ۔ گیا زبان سے نکل دیکھ جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد ۔ بریدہ ز ہمہ باشد اگر گرفتار است

رباعیات

کیا جانینگے اے ذوق بجز خاص و عوام ۔ اعلیٰ جو علیؓ کی ہے امامت کا مقام
ہو ایک جو عہدِ اولِ میثاق مین تھے ۔ پوچھے کوئی اوسے کہ وہ کیسا تھا امام

ایضاً

سبطین نبیؐ یعنی حسنؑ اور حسینؑ ۔ زہرا و علیؑ کے دونون وہ نور العین
عینک ہے جو تماشاے دو عالم کے لیے ۔ اے ذوق لگا آنکھ سے اونکے نعلین

رباعی

کیا آئندہ و رفتہ کا بیش و کم سے ہو گا ۔ ہم کیا ہین جو کوئی کام ہم سے ہو گا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے ۔ جو کچھ ہو گا ترے کرم سے ہو گا

ایضاً

دل اپنا غم دہر سے تو کر نہ اوچاٹ ۔ جس طرح کٹین روز مصیبت تو کاٹ
اے ذوق فلک آپ ہے بارہ بٹے ۔ شورا ہو نہ کیون زیرِ فلک بارہ باٹ

ایضاً

جبتک تھے گرہ مین احمقون کی پیسے — سب کہتے تھے اونکو آپ ایسے ایسے
مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے اے ذوق — پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے تیسے

ایضاً

اے ذوق کریگا کوئی دنیا کیا ترک — دنیا ہے بڑی بلا اسے کیسا ترک
ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا — جبتک نہ کرے آپ اوسے دنیا ترک

ایضاً

اے ذوق کبھی تو نہ خوش اوقات ہوا — اکدم نہ ترا صرف مناجات ہوا
تھا جبکہ جوان تھا جوان بدمست — جب پیر ہوا پیر خرابات ہوا

ایضاً

چشم اوسکی نشہ سے جب گلابی ہوجائے — صوفی اوسے دیکھکر شرابی ہوجائے
دیکھا اسے جو وہ روئے کتابی اے ذوق — سب مدرسہ کافر کتابی ہوجائے

ایضاً

ان آنکھون سے روئے لالہ گون بھی دیکھا — اور انکو پر از سرشک خون بھی دیکھا
کیا کیا دیکھا نہ رنگ ہمنے اے ذوق — یون بھی دیکھا جہان کو وون بھی دیکھا

ایضاً

دنیا کے الم ذوق اوٹھا جائینگے — ہم کیا کہین کیا آئے تھے کیا جائینگے
جب آئے تھے روتے ہوے آپ آئے تھے — اب جائینگے اور ونکو رولا جائینگے

ایضاً

جنکو اسوقت مین اسلام کا دعوی ہے کمال — دیکھتا ہون یہ سب اے ذوق ہین اونکا احوال
جسطرح سے کہ نصاریٰ ہے کو یہودون کے — نقل کرتا ہے مسلمان کی کافر اقبال

اشعار متفرقات مثنوی

چاہیے نام اوسکا اے خامہ — زینت نامہ زیب سر نامہ
فلک اوسکے نمونہ قدرت کا — یک قلمدان ہزار صنعت کا

رخِ قرطاس کو صفائی دی
اور سیاہی کو روشنائی دی

دیا قمری کو مصرعِ نالہ
مصرعۂ قدِ سرو پر بالا

کی عطا تو خطون کو کلک ادا
کیا عاشق کو تشنۂ مشقِ جفا

ساقیا جلد اوٹھ درنگ نکر
عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نکر

طاق سے تو اوتار لے شیشہ
طاق پر رکھ کتاب اندیشہ

شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ بے دہان

مین ہون مانند ساغرِ لبریز
جان بلب جان لب کو کیا پرہیز

جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے
پاؤن توبہ کے لڑکھڑانے لگے

ق

کردے پانتک نہ مجھے نشے مین چور
تا کہ مانند خوشۂ انگور

دل کے سارے پھپھولے پھوڑون مین
نکتہ باقی کوئی نچھوڑون مین

شبِ ہجران بسر نہین ہوتی
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی

بسترِ رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی

شام سے حال ہے یہ صبح تلک
نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیون نہین بولتے سحر کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیا سیندور

جان بیتاب جیسے بیکل برق
وہ بھی گرمِ رہِ فنا کا برق

نبضین چھوٹی ہوئی غشی طاری
ایک فرقت ہزار بیماری

دل سے رخصت ہو تاب طاقت کی
بیقراری نے استقامت کی

ہوس سیر باغ ہے کسکو
دل ہے کسکو دماغ ہے کسکا

کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے گھر
سگ دیوانہ بن گیا ہے گھر

ہو چکی دل کی اپنے عشق مین خیر
رہین دریا مین اور مگر سے بیر

اودیہہ ہر بلکہ دشمن ہمسر
ہر ستم مین شریک سپہر

فتنہ استاد نرگس فتان
گرد مژگان ہجوم شاگردان

شرح تعالی اللہ زہے جل شانہ
قدوس سبحان ربی الاعلی

زلف جانان مین شرح کی براقی
کرے مشائیون کو اشراقی

گو انا الحق نوشتہ ہے سکے
لیک جاری زبان ہر مو سے

مچھلی بازو کی ماہ ذو الفین
غرقہ کشتی بحر خون سے مردم عین

کمر نازک آسپے دل زار
رشتہ کا ر وصف نازکی دشوار

رنگ پان لعل روح افزا ہے
خون تماشت کریں سے بھرتا ہے

قطعہ خاتمہ

کیا وہ دنیا جسمین ہو کوشش نہ دین کے واسطے
واسطے والے کبھی کچھ ہے سب یہان کے واسطے

ذوق عاصی ہے تو اسکا خاتمہ کیجے بخیر
یا الٰہی اپنے ختم المرسلین کے واسطے

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصائد

واہ وا کیا معتدل ہے باغِ عالم کی ہوا — مثلِ نبضِ صاحبِ صحت ہے ہر موجِ صبا
پھرتی ہے کیا کیا مسیحائی کا دم بادِ بہار — بن گیا گلزارِ عالم رشکِ صد دار الشفا
ہے گلون کے حق مین شبنم مرہمِ زخمِ جگر — شاخِ بشکستہ کو ہے باران کا قطرہ مومیا
ہو گیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق — لالہ سے داغِ سیہ پائے لگا نشو و نما
ہو گیا زائل مزاجِ دہر سے یبسِ جنون — بیدِ مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا
ہوتا ہے لطفِ ہوا سے اسقدر پیدا لہو — برگ مین نخل کے سرخی ہے جون برگِ حنا
پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین — زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا
ہر مزاجِ بلغمی مین ہوتی ہے تولیدِ خون — چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہے بجا
تام کو اشیا مین نہ تلخی رہی سمیت — بن گئی تریاک افیون زہر میٹھا ہو گیا
کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم — نیش کی جا نوش حنظل دیوے شربت کا مزا
نیش کی جا نوش ہو دنبالۂ زنبور مین — کام مین افعی کے ہو مہرہ بجائے آبلا
راحت و آرام کا امن و یمن ہو دور دور — چاہیے واقف نہو دوران سر سے آسیا
ہو نہ پابند آنکھ مین اپنے جو رکھتی ہے صدف — اب رکھی ہے روشنی مثلِ دلِ اہلِ صفا
آگیا اصلاح پر ایسا زمانے کا مزاج — تا زبانِ خامہ بھی آتا نہین حرفِ دوا
نسخے پر لکھنے نہین پاتا ہو الشافی طبیب — کہتا ہے بیمار بس کہ مجھکو ہے بالکل شفا

فرق چاہا یا تنک [illegible] ہدایت [illegible]
درد کے جو حرف ہیں وہ آپ بھی ہیں سب جدا

لاغروں کو ہو کمالِ ضعف و طاقت پیشتاب
کیسے دو تمغے ہلال اک شب میں ہو بدر الدجا

صبح صادق کہہ گئی گو سحر میں سپیدی آگئی
لیکن اس پیری میں بھی صادق ہوئی ہی اشتہا

بھوک کی شدت سے سکو آرزوئے نفس [illegible]
قرص سے خورشید کے جبتک نہ کر لے اشتفا

رات پھر ٹوٹا کیا انجم کے دانے جب سحر
پھر جو دیکھا صبح کو اصلا شکم میں [illegible]

پہنچی [illegible] کی نوبت کر تو [illegible] ہیں
لیتی ہے [illegible] کھولا کیا [illegible]

کوس [illegible] سے فتح [illegible] داخل ہے
خون جیا [illegible] کے [illegible] شکم [illegible]

ہضم کامل [illegible] سے پہونچا یا ہم
جیسا اکسیر [illegible] جو حلق سے اترتی [illegible]

ہے مزاجِ اہل عالم [illegible] اعتدال
ساتوں اقلیمیں ہیں گویا سب جدا [illegible]

رکھیگا تعویذ اور گنڈا کوئی کیوں اپنے پاس
باغ عالم میں ہی عالم جو صحت کا رہا

ویگا طاؤس اپنے بالوں پر سے سارے نقش [illegible]
پھینکا [illegible] گنڈا [illegible]

استقامت [illegible] جو عالم سے بیماری [illegible]
تا [illegible] گلشن [illegible]

واقعی کس طرح سے صحت ہوئی اک عالم کو [illegible]
[illegible] ہوا اوسکی [illegible] تحمل صحت [illegible]

وہ ولیعہد زمان مرزا محمد بو ظفر
اوسکی قوت کر [illegible]

تقویت کا یہ اثر ہو عام جو ہیں برگ ورد
[illegible] قوی [illegible] جان [illegible]

شادیِ صحت ہے اوسکی آج ہو کر شاد شاد
تہنیت خوانی میں ہیں [illegible]

ہیں یہی اس شکر چمن محفل میں وہ مطلع پڑھ رہا
بلبل نغمہ سرا [illegible]

مطلع

آج ہے عالم میں وہ دورِ سعادت انتما — تشنہ اگر زاغ و زغن ہو تو ہو پیدا ہما
کیا ہو وہ جانبخش صحت ہے ترا ماء الحیات — جس سے جوں سیماب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا
ہو نہ کیا سے عمر سے تیری بقا سے عمر خلق — ذات ہی تیری جہاں میں چشمۂ آبِ بقا
قطرہ افشانی سے آب غسل صحت کی ترے — ہوں دُرِ خوش آب پیدا اس قدر قوت فزا
ہو وہیں استعمال یاقوتی میں وہ موتی اگر — بخشتے پیرانِ کہن کو نوجوانوں کے قویٰ
جسم کو تل تل کے دھویا تو نے جس دم وقت غسل — گرد کلفت کو دلِ عالم سے گویا دھو دیا
دل عدوئے سنگدل کا تھا شقاوت سے جو سخت — زیر پا پامال ہوتا تھا برنگِ سنگ پا
خوردہ گل کو صبا لائی تصدق کے لیے — بہے گیا ابر بہاری نذر کو سبزہ بہا
شادیٔ صحت کا تیری کیا کہوں عالم کہ آج — جوش عشرت سے ہے عالم کیا عشرت سرا
چھیڑے شمع کو گر ناخنِ موجِ نسیم — بزم میں پیدا ہو تار سازِ مطرب کی صدا
لب پہ ساغر کے ہو جوں موجِ تبسم موجِ مے — شور قلقل لب پہ ہو مینائے مے کے قہقہا
بزم فصد ... فانوسِ خیالی کی طرح — حلقۂ رقاصگاں ہو زیرِ گردوں جابجا
کر رہا ہے صحن چمن ہی میں کیا طاؤس رقص — آشیانے میں ہو رقصاں طائرِ قبلہ نما
خانہ سے چشم میں بھی پتلیوں کا رقص ہو — ہو جو منظورِ نظر اوس کو تماشا رقص کا
چھوٹی آتش بازی ایسی جس کی گلکاری کو دیکھ — رات کو کہتے تھے اپنی ثریا و سہا
صنعتِ آتشبازی پہ حیرت زدہ ہوتی ہے عقل — سنگ پارس سے کہیں یا دست کا پیسا تھا

ہو گئی ناشر جس کی یہ مہر گلریز سے
زہرۂ فولاد [illegible] سے طلا

گنج پنہاں تھے ستارونکے عجب انداز سے
ماہ پارونکا تھا گویا عقدۂ دندان نما

منہ کیا جو سنگ سے ہمتا کے مہتاب نے
نقرہ سے ہر شب پہ چمکے رنگ سے وہ ہر صدا

شیرہ تر کو اگر دیوے تبدیل شب پر فلک
برج تھے جتنے فلک پر سب کو روشن کر دیا

[illegible] کے لئے رو
نقش جمشیدی کا کچھ ظلمت نہیں تہ پہ رہا

[illegible]
ذوق کہتا ہے اٹھا کر ذوق میں دست دعا

رکھ صحت سے ہمیشہ شافی مطلق تجھے
جو ترے بدخواہ ہیں وہ رنج میں ہوں مبتلا

قصیدہ دوم

شب کو میں اپنے سر بستر خواب راحت
نشۂ علم میں سرمست غرور و نخوت

فرش سے لیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے
تھا تصور مرا ہر امر میں تسلیم صفت

ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجھکو
تھا مرا ذہن نہ محتاج حصول صورت

جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام
عقل کو تجربہ کی اتنی ہوئی تھی کثرت

نہ غرض مجھکو تھی بے شبہ اشکال سے کام
تھی مری فکر کو ہر شکل خطا سے عصمت

ذہن میں سب مرے حاضر صور علمیہ
پر جتانی نہ تھی منظور مجھے علمیت

چار و ناچار جو تھی غیبت یاروں کی کبھی
درس و تدریس کی آجاتی تھی مجھکو رغبت

کبھی ہمت تھی مری قاعدۂ صرف میں صرف
کبھی تھی نحو میں ہر نحو سے نکلے [illegible]

کبھی منطق کو تفوق یہ مرے ناطقہ سے
[illegible]

کبھی میں کرتا تھا تصریح اشتقاق بہ بیان کبھی میں کرتا تھا توضیح نجوم و ہیئت

کبھی تقسیم قیاس میں کبھی تقسیم اصول کبھی تھا بیم سے اتنا بر کتاب و سنت

کبھی تھا عالم امر کی طرف ذہن رسا کبھی کرتی تھی طبیعی میں طبیعت جودت

کبھی تھا عقل پہ فیضِ ما بعد حکیم کبھی شکل متکلم مجھے باعث ملت

کبھی کرتا تھا قدم چرخ کا ثابت بجہات اور کبھی کرتا تھا باطل بسماء الشفقت

کبھی انکار قیامت پہ میں لاتا تھا دلیل کبھی تکرار تناسخ پہ مجھے سو حجت

حشر اجسام میں تھا کا پہ دکھلا کبھی تھا عالم برزخ میں مجھے اک حیرت

کبھی تھی فکر بہ تدبیر فلک کی تحریر کبھی میں ناپتا تھا سطح زمین کی وسعت

کبھی ثابت تھی بہ تعریف فلک کی گردش کبھی ثابت تھی بہ تردید زمین کی حرکت

کبھی میں کرتا تھا اعراض پہ جوہر قائم کبھی میں کرتا تھا تحلیل بہ جزو جسمانیت

کبھی منقول پہ لاتا کبھی سوئے معقول کبھی میں نقد پہ رائے کبھی سوئے حکمت

کبھی پڑھتا تھا شاطبی سے قرآن بعلم تجوید کبھی میں قاری تھا قرآن بعلم قرأت

کبھی کرتا تھا محشی پہ حواشی تحریر کبھی کرتا تھا اشارات و شرح آیات

کبھی میں کرتا تھا قانون سے تشریح علاج کبھی میں کرتا تھا قاموس سے تصحیح لغت

کبھی میں لوات سے تشخیص بیمار و صحیح کبھی میں نبض سے پاتا خفقان و قوت

کبھی تھا ناسخ کی آگاہ میں کیفیت سے کبھی جواہر کی معلوم مجھے خاصیت

کبھی شاگردوں سے کرتا تھا میں شیری کبھی لیتا تھا اخبار پر میں باقی

کبھی مین نفیِ حقائق مین تھا سوفسطائی — کبھی مین معتزلی باعثِ ردِ رویت
کبھی مین جبری و تہدیدِ عقل و تدبیر — کبھی مین قدری و مختار بقدرِ طاقت
گہ ملاحدہ کی تھی تہدید کلام الحاد — گہ وجودی و شہودی کی بیانِ وحدت
جون مہندس کبھی مالوف بشکل و مقدار — جون محاسب کبھی مضروب بضرب و قسمت
کبھی حرفون سے تھا مطلوب مثالِ جفار — کبھی کچھ نقطے سے مقصود تھا رمال صفت
خانۂ کیسہ سے خارج کبھی شکلِ داخل — شکل خارج تھی کبھی داخل بیتِ غربت
کبھی کرتا تھا قرانِ مہ و زہرا پہ نظر — کبھی تھا دیکھتا مریخ و زحل کی رجعت
کبھی افسون و عزیمت کبھی تعویذ و طلسم — کبھی تجویز زکوٰۃ اور کبھی قصدِ دعوت
کبھی تھا علم قیافہ مین یہ ادراک مجھے — ایک صورت سے بیان کرتا تھا مین سو سیرت
کبھی مین رہتا سرودی مین تھا ایسا مشغول — کہ کبھی ایک نفس ضبط نفس سے فرصت
سیمیا سے کبھی تصویرکشِ موہومات — کیمیا سے کبھی مین نقش کشِ گنجِ دولت
کبھی مین شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس — کبھی علامہ کبھی صوفیِ صافی طینت
کبھی مین قربِ فرائض سے تھا عالی درجہ — کبھی مین قربِ نوافل سے تھا اعلیٰ نیت
مائل موسیقی ایسا کہ ادا کرتا تھا — کبھی مین بارہ مقام اور کبھی چارون مت
کبھی مین شاعرِ غرا و ادیبانِ بلیغ — نظم مین نام مرا نثر مین میری شہرت
کبھی کرتا تھا عروضی کا بھی مین قافیہ تنگ — طبع موزون کی دکھاتا تھا جو موزونیت
کبھی پیشِ نظر انجیل و زبور و توریت — کبھی مصحف مین نظر میری سے ہر آیت

کبھی زردشتیوں میں ایسا کہ سارے موبد
زند و پازند میں کرتے تھے مری تبعیت

کبھی یہ آگہی شاستر و بید چہار ان
کروں اک بات پنڈت کی تفاسیر میں کثرت

کبھی میں نغرہ زنا ہیں نہایت ذی ہوش
کبھی اخبار و نوادر میں صاحب شہرت

آخرش دیکھا تو اعلم حجاب الاکبر
عاقبت پایا تو نادان ہے آیا کو اہل جنت

فائدہ کیا جو ہو اک علم کی ہر آن تعریف
فائدہ کیا کہ ہوا اک نئی شکلی اک ہیئت

فائدہ کیا کہ جو دیکھی کتب ہر مذہب
فائدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت

عقل سے گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا
کہ ہر شکل ہو اک تازہ محل صورت

یا نہاں کی کوئی صورت کہ جسے دیکھے ہو
ہیکل رہم سے تھا نہ چین تک حیرت

سبب فکر سے پڑی صورت [illegible] ہو نظر
دور آئینۂ دل سے نہ ہوا زنگ کلفت

پڑھوں اک مطلع جیسے میں اس موقع پر
جسکو سنکر کہیں احسنت سب اہل فطانت

مطلع

گر نہ ہے صاحب جوہر کو مقدر عزت
جوہر فرد ہے بالفرض تو کیا [illegible]

کیا ہوا علم معقول سے اگر کچھ بھی ہے
لیک دنیا وہی [illegible]

قاضی چرخ بھی جو دے تو کیا گر تیرے
شمل [illegible] فلک [illegible]

دور گردوں نہ موافق ہو تو ہو دار غنیمت
جب اقبال میں تو جتنا ہوا [illegible] محنت

آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہیں
نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت

آہ [illegible] تو سبحان [illegible]
حدیث [illegible] تری [illegible]

گو ریاضی میں ہو صانعِ اگر ہیئت میں ہو بد — نقشِ باطل ہے تری شکل و جبین میں صنعت
کیا ہوا جانا اگر مسئلۂ سیر و ستار — پستیِ بخت سے جو تجھکو نہیں ہے قدرت
کام تقویم نہ آئے نہ ترے اصطرلاب — طالعِ بد سے اگر نیک نہ آئی ساعت
علم سے ہو نہ کبھی چارۂ آزارِ نصیب — پور سینا ہی تو کیا سینہ میں جون ہو حسرت
سود وا ہیں ترے نسخے ہوں جو برسے تقدیر — نہو بالخاصہ تاثیر نہ بالکیفیت
علم نیرنج سے گر ڈھونڈے تو تحصیلِ نارنج — بیقدر نہو حاصل ثمرِ خوش لذت
علم سے جو سبق آموز ملائک تھا وہ دیکھ — بخت بد سے ہوا مستوجبِ رجم و لعنت
ہوا مسجودِ ملائک یہ ظلوم اور جہول — یعنے انسان قوی بخت ضعیف الخلقت
گو فضیلت سے ہو تو صوفیِ سجادہ نشین — بے مقدر نہ کرامت ہو نہ خرقِ عادت
علم سے لاکھ ہو شیخی تری پر بے تقدیر — نہ کہے کوئی تجھے شیخ علیہ الرحمت
یہ مقالات مثالِ قصصِ مصنوعہ — ہوئے اکبار جو افسانۂ خوابِ غفلت
لگ گئی آنکھ مری دیکھتا کیا خواب میں ہوں — کہ مجسم نظر آئے ہے نویدِ بہجت
اللہ اللہ رے حسن اوسکا کہ سرتا بقدم — تھا وہ خلقت کا تماشائے ظہورِ قدرت
یاد کرتا قدِ رعنا کو ہے اوسکے ندا ید — دمِ تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت
چشمِ وحشی کو اگر اپنے وہ دکھلاسے تو ہو — چشمِ آہو سے ہرن نشۂ جامِ وحشت
دلِ شامت زدہ کے درپئے تسخیر ہلاک — زلف واژون تھی وہ رخسار پہ واژون بخت
آتشِ حسن سے اک شعلۂ سرکش بنتی — موجۂ دود لطیف اوسکے بھوؤں کی حالت

فوج مژگان کی بلا ہوکے صف آرا ہو کر سے / دست پیدا اوسے یکدست ہو عالم غارت

چاہ بابل وہ ذقن اور دھوان زلف کا عکس / دل گرفتار عذاب اوس میں ہے ہاروت صفت

لعل شیرین کی حلاوت پہ جو دی جان عاشق / تو دم نزع بھی عناب کا چاہا ہی شربت

نہ دم شرم تبسم سے لب اوسکے ہو گر / نہ تغافل سے اون آنکھوں نگہ کی عادت

کھولدے معنی معدوم کمر کی جنبش / واکرے عقدۂ موہوم لبون کی حرکت

شوخی و ناز کی تعریف میں اوسکے مطلع / وہ پڑھون مین کہ جسے سنکے ہو دلکو فرحت

مطلع ثالث

شوخی اوس حور میں یون گل میں ہے جیسے حمرت / ناز یون چشم میں نرگس میں ہو جیسے نکہت

لب پان خوردہ کی شوخی کہہ ہی آگئی اک بات / گر لگا دے وہ مسیحا پہ بھی خون کی تہمت

نازک اندام وہ اور سنگدل ایسے بھی سوا / آیا جن سنگدلون کے لیے ہیثم قسمت

سیلی سینہ پہ تھی جبکہ پس پشت کا عکس / نظر آتا تھا صفائی سے الف کی صورت

چنپئی رنگ کا وہ اوسنے کیا کر عالم / ایک عالم کا ہو دل لیکے بغل میں جنت

اللہ اللہ تری تمکنت اور آفت رے تمیز / واہ رے تیرا تہور تری بل بے نخوت

قہر انداز بلا ناز قیامت جلتا ناز / سحر چشمک ستم ایما و کرشمہ آفت

جا بجا عالم مستی میں قدم کو لغزش / دمبدم نشۂ صہبا سے زبان کو لکنت

آکر اوس رشک مسیحا نے کہا بالین پر / لا تنم قم کہ یہ غافل نہیں وقت غفلت

شور بختی سے نہ اتنا نمک افشان ہو کہ ہو / بادۂ میکدۂ عیش کی کم کیفیت

کیا سبب ہوتا کدورت سے نہین کیون خالی
دل ترا شیشۂ ساعت کی طرح اک ساعت

بزمِ مستی مین تو ہمنفسِ دل رہیگا کبتک
صورتِ شمعِ سحر سوختہ روتی صورت

آتشِ دل سے ترے گوشۂ تنہائی مین
نکلے شعلۂ جوالہ کمندِ وحدت

وقت ضائع نکر اوٹھ بسترِ اندوہ سے تو
چل درِ میکدہ تک ہو حرکت سے برکت

فکرِ باطل سے نکر دل کو خنک تو اپنے
ہے تجھے مثلِ سحر یک دو نفس کی مہلت

دیکھ تو کیا افقِ مشرقِ انوار سے ہے
جلوہ افروز رخِ بانوے صبحِ عشرت

ادہمِ لیل سحر دو سے ہے برگشتہ عیان
اشہبِ یوم سبک سیر ہے سوئے ساحت

جانبِ مشرق ہے نور سے فلقِ بال کشا
جانبِ غرب ہے پروازِ غرابِ ظلمت

چرخِ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم
شفقِ صبح پہ اک لال پری کی حالت

نکہتِ گل جو ہوا مین تو ہوا عطر فشان
تازگی گل کو چمن سے تو چمن کو نزہت

کھلے ہی جاتے ہین سب غنچہ ترے جوشِ نشاط
لوٹے ہی جاتے ہین گل بل بے ہنسی کی شدت

آج یہ جوش پہ ہے رحمتِ باری کہ کہین
نہ رہی کلفتِ عصیان سے جہان مین ظلمت

طفلِ نومشق کی مشقی کی طرح سو سو بار
دھوئے مستون کو سیہ نامو کو ابرِ رحمت

کہے یہ رند کہ او زہد فروش آگ نہ پھانک
مانگے گر بادۂ نو زہدِ کہن کی قیمت

قل ہوا زہد کا قلیا ہوئی زاہد کی تمام
سنتے ہی قلقلِ مینائے شرابِ عشرت

اسقدر سازِ طرب ساز کی آواز بلند
چھیڑین گر تار کھرج کا تو ہو پیدا دھیوت

نغمہ بر لب کہین مطرب پسرِ زہرہ جبین
جام در دست کہین مغبچۂ مہ طلعت

لیکے انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی
اودھی ملتی ہوئی آنکھون کو کہین اپنے للت

چشم سرمست ہوئی نازمین کاجل پھیلا
لب میگون پہ مسی کی پڑی پھیکی رنگت

سے نمک آیا نظر حسن مہ وانجم پہ رخ
ہوگیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت

چونکے مرغ سحری عرش سے آواز خروش
ہوگئی خواب کو آوازۂ کوس رحلت

باغ عالم مین ہین مرغان اولی اجنحہ تک
شغل مرغان سحر نغمہ طراز عشرت

دی ہے مسجد مین موذن نے اذان بہر نماز
باوضو ہوکے نمازی نے ہے باندھی نیت

ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز
چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر مورت

اوٹھے مینخوار صبوحی کے لیے لیکے سبو
کہ مدام اوست ہو اگر کیجیے ترک عادت

اک طرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
ایک جانب سے لگی آنے صدائے نوبت

سحر عید ہے کہ عید کا سامان نشاط
دور شادی کی ہے آمد شب غم کی رخصت

آج وہ دن ہے کہ آغوش مین لیکر تجھکو
کہے طوبیٰ لک ہر شاہد طوبیٰ قامت

اب ہین بیدار ترے بخت مددگار نصیب
اب قوی ہین ترے طالع تری یاور قسمت

فکر کر تہنیت عید کا اوس شاہ کی تو
وہ ہین جسکے ہے ہر صبح صباح دولت

وہ شہنشاہ بہادر شہ کسریٰ انصاف
خسرو جم خدم و دادور دارا حشمت

قوت ملت و دین قامع کفر و الحاد
حامی شرع نبی ماحی شرک و بدعت

حکم شرعی سے کرے سلب جو سب جذب بشوق
مرد مجذوب سے گر ترک ہو ستر عورت

کون اوسکا نہین وقف صفات نیکو
کون اوسکا نہین سرگرم ثنا و مدحت

سنتے ہی مین نے بھی وہ مطلعِ روشن لکھا
مطلعِ صبح کو ہو سامنے جسکے خجلت

مطلعِ رابع

مصحفِ رخ ترا اے سایۂ رب العزت
کھولدے معنے اتممت علیکم نعمت

تیرا دروازۂ دولت ہے مقامِ امید
تیرا دیوان عدالت ہے محلِ عبرت

تیرا احسان بہارِ چمنِ صدر و نق
تیری نیت چمن آرائے ہزار اُمنیت

تیرے عشرتکدہ مین بار کسے غیر نشاط
تیرے خلوتکدہ مین دخل کسے جز طاعت

صفحۂ علم پہ مہرِ جبیں سے تو ہم زانو
حجلۂ عیش مین ناہید سے تو ہم صحبت

ماہِ نو ایک فلک پر ترے نو پردون مین
نو فلک نوکرون مین تیرے قدیم الخدمت

کیسۂ گوہرِ انجم ترا صرفِ انعام
طاقۂ اطلسِ گردون ترا وقفِ خلعت

نیتِ نیک تری آئینۂ حسنِ عمل
عملِ خیر ترا جلوۂ حسنِ نیت

ذہن عالی ہے ترا طائرِ شاخِ سدرہ
طبع رنگین تری گلچینِ ریاضِ جنت

ترا افضال جہانکے لیے برہانِ کرم
ترا اکرام زمانے کو دلیلِ رحمت

علمِ ظاہر سے ہے یکسان تجھے دور و نزدیک
نورِ باطن سے برابر ہے حضور و غیبت

ذہنِ صافی ہے ترا پردہ درِ معنیِ غیب
موشگافی ہے تری کوہ شگافِ دقت

عقل مین شمس ہے تو علم مین کانِ گوہر
فضل مین کعبہ ہے تو حلم مین کوہِ رحمت

تری تدبیر ہے اندازۂ ہوش و فرہنگ
تیری شمشیر ہے از جوہرِ فتح و نصرت

دوستِ صدق پہ لائی تری ایمان تصدیق
دستِ ہمت پکڑے تیری سخاوت بیعت

تجھسے راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب — تیرا حامی ہے نبی اور نبی کی عترت

عزم کو ہے ترے ہر عزم میں عزم بالجزم — قصد کو تیرے ہے ہر قصد میں قصدِ سبقت

قوتِ روح ملائک چمنِ قدس میں ہو — ذاتِ قدسی کا ترے عطر قبائے عفت

کیا اُمید ہے جب تجھسا ولیِ نعمتِ خلق — کیونکہ واجب نہ خلائق پہ ہو شکرِ نعمت

قطعِ شیریں سے ترے عام حلاوت ہو اگر — ثمرِ تلخ ہو حنظل کا سبو سے شربت

شوکتِ عقرب تیرا رہ کے مانند رہے — دلِ حاسد میں خلش گر ترا رشکِ شوکت

روشن شیشہ ہر اک سنگ ہو ریزہ ریزہ — پڑے البرز پہ گر گرز کی تیرے ضربت

سرکشت دار چھپاتا ہے فلک زیرِ سپہر — کہ غضب ہے تری شمشیر غضب کی ہیبت

آب طوفان جو ترے قہر کا طغیانی پر — کشتیِ نوح بھی اعدا کو ہو گرداب صفت

وہ تری تیغ کی ترش ہے کہ جسکا سایہ — گرد سے آکے دم میں ہو لے ذوالفقار کی صورت

تیرا بدخواہ رہے جنت سے یاں تک محروم — دین نہ تعویذ او سے تا بہ نشانِ تربت

آسیا اسپر ہے کیوں نہ فلک گرد زمین — تیرے توسن کے جو کاوے کی اڑا دے پھرت

کیا لکھے تیرے جمل کے اوصاف نہیں کچھ وہ جسے — ابر رفتار و جبل ہیکل و گردون قیمت

اوسکی شب رنگی وہ ہے کہ لیلیٰ کے مثال — ہو ہیں دندانِ صفا سا غزالان کی صفت

کیا عجب ہے کہ پڑے یا لرزہ ہیبت کو ترے — نبض کی طرح رگِ سنگ میں پیدا حرکت

آب باران کرم ہے وہ ترا ابرِ سخا — برسے لائے پہ تو افیون میں نشو نمیت

عدل سے تیرے کا تو یا نہیں نقطہ کوئی — عمل ہے تیرے جو موقوفِ زرِ رسمِ رشوت

عہد میں تیرے عجب کیا سر داغ دل شمع
شعلہ میں مرہم کافور کی ہو خاصیت

پنجۂ گربہ سے سرپنجۂ موش و کنجشک
ہو حمایت سے تری دایہ کا دست شفقت

دور انصاف میں گر تیری ہو کشتۂ سیماب
تو ملا شیشہ میں پڑے دینی ہوس کو عزت

دیا ایزد نے وہ قلب صفا تجھ کو
اے شہنشاہ صفا ذہن و سراپا صفوت

فرق تجھ میں [illegible] ہے [illegible] حاجتمند
عرض حاجت کی نہیں یاں سے تجھے حاجت

عیب کو دیکھ ترے ساتھ خلائق کا ہجوم
کہے عارف کہ یہ کثرت میں ہو ظاہر وحدت

لکھے گر خامہ ترا وصف شمیم اخلاق
تو ہر اک نقطہ ہو اک نافۂ مشک تبت

منشی ہوں لکھی تیرے صفات نیکو
گر بیاں کیجیے اعشار صفت بعد صفت

ذوق کرتا ہے دعا یہ پہ اب ختم سخن
کہ زباں کو ہے نہ یارا نہ قلم کو طاقت

عید یہ سال مبارک ہو تجھے عالم میں
باشکوہ و حشم و جاہ بعمر و صحت

خیر خواہ ہو سکے تیرے چہرہ پہ ہو رنگ نشاط
اور بد خواہوں کے رخسار پہ اشک حسرت

قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسروا شکر کہ افزودہ جشن نوروز
آج ہے بلبل تصویر تلک زمزمہ سنج

خبر عیش تری دیوے ہے چمن کو جا کر
زر گل پیک صبا پاسے نہ کیونکر پارنج

بادۂ جوش جوانی کی ہے گویا اک موج
تن پیران کہن سال پہ ہے چین شکنج

چند قطرے سے ہیں شبنم کے وہ یا گوہر
آگے ہمت کے ترے گوہر شہوار ہیں گنج

[illegible]
دست حاتم میں ہے یہ کہ جو دیں تیغ ترنج

ششِ جہت پہ ہے جو غالب ترا سرپنجۂ امن
فتنے کو اوڈھنے میں جون فرد ہو کیا کیا ششپنج

نہ بجھے آپ سے آتش نہ بغض آتش سے جلے
ایک سے ایک ہو وافق کہ مرنجان و مرنج

تیرے منصوبہ کے تابع ہیں سب احکامِ نجوم
صفحۂ تقویم کا گویا ہے بساطِ شطرنج

لایا ہے معنیٔ رنگین سے یہ لعلِ خوش رنگ
ذوق جو مدح و ثنا میں ہے تری گوہر سنج

خسروا ہوتا ہے اس نگ سے معلوم نیرنگ
رنگ نوروز بہ جو ہو ایکی برنگِ نارنج

بزم رنگین میں تری رنگ طرب ہو ہر روز
اور ترے خاطرِ اقدس پہ کبھی آئے نہ رنج

قصیدۂ سوم

زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
عیان ہو خامے سے تحریر نغمہ جائے صریر

زبان سے ذکر اگر چھیڑیے تو پیدا ہو
نفس کے تار سے آوازِ خوشتر از بم و زیر

ہوا ہے باغِ جہان میں شگفتگی کا جوش
کلیدِ قفلِ دلِ تنگ و خاطرِ دلگیر

کرے ہے وا لبِ غنچہ در ہزار سخن
چمن میں موجِ تبسم کی کھو لکر زنجیر

کچھ انبساط ہوا ہے چمن سے وہ نہیں
جو وا ہو غنچۂ منقارِ بلبلِ تصویر

قفس میں بیٹھے کبھی شوق نغمہ سنجی ہو
عجب نہیں کہ ہو مرغِ چمن بلند صفیر

اثر سے بادِ بہاری کے لہلہاتے ہیں
زمین پہ سنبل ہے موجِ نقشِ حصیر

نکل کے سنگ سے گر ہو شرارہ تخم فشان
تو سبز کیں ہوا سے ہو وہ برنگِ شعیر

زمین پہ گرتے ہی لے آئے دانہ برگ و ثمر
جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے سبحہ تزویر

ہوا پہ دوڑتا ہے اس طرح سے ابر سیاہ
کہ جیسے جائے کوئی پیلِ مست بے زنجیر

نہ خار دشت ہی نرمی مین خواب مخمل ہے
ہر ایک تار رگِ سنگ بھی ہے تارِ حریر

ہوا مین ہو یہ طراوت کہ دود گلخن بھی
برستا او ٹھے ہی آتش سے مثل ابرِ مطیر

یہ آیا جوش مین بارانِ رحمتِ باری
کہ سنگ سنگ مین سنگِ بدہ کی ہو تاثیر

ہر ایک خار ہو گل ہر گل ایک ساغرِ عیش
ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب
ہر ایک گھر گہرِ شب چراغ پُر تنویر

کرے ہی صبح شکر خندہ اس فزے کے ساتھ
کہ جس طرح بہم آمیختہ ہون شکر و شیر

سنوارتی ہو جو شام اپنی زلفِ مشکین کو
سوادِ مشکِ ختن ہر ہین لاکھ آہو گیر

نہالِ شمع سے ہر شب جیسے گلِ شبّو
بہارِ عیش مین گلچین کی طرح سے گلگیر

ہنسے چراغ تو ایسی ہنسی مین پھول جھڑین
حیا سے رنگِ گلِ آفتاب ہو تغییر

رہے ہی چرخ پہ ہر صبح جون صبوحی کش
باین درازیِ ریش آفتاب ساغر گیر

عجب نہین ہے کہ آرائشِ زمانہ سے
حنائی پنجہ ہون تاک و چنار و بید انجیر

چمن مین ہے یہ درختان سبز پر جوبن
کہ زہر کھاتے ہین سبزانِ خطۂ کشمیر

نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھون مطلع
کہ آئے ہے نظر اک قدرتِ خدائے قدیر

مطلع ثانی

ظہورِ نرگس و گل جلوۂ سمیع و بصیر
نسیم نکہتِ گل اطہر و لطیف و خبیر

شمیمِ عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگین
کہ قرصِ عنبر اگر ہے زمین تو گرد عبیر

حمل سے حوت تلک جا بجا ہین تصویرین
بنا ہے عالمِ بالا بھی عالمِ تصویر

جہات ستہ سے ہنگام جہان ہو وسعت خواہ
کہ ہے ہجوم نشاط و سرور جم غفیر

زمانہ دشمن عشرت کا اسقدر قاتل
سر صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر

ہوا ہے عید سے ہر بزمگاہ عیش و طرب
کہ شمس بازغہ کی جا پڑے ہین بدر منیر

اگر پیالہ ہو صغریٰ تو ہے سبو کبریٰ
نتیجہ یہ ہے کہ سرمست ہین صغیر و کبیر

زمین میکدہ یہ خندۂ نشاط انگیز
کہ لالے سے ہے ہویدا قہقہہ تعمیر

دیا ہے شیخ کو دھو تیرے غسل صحت نے
ضمیر خلق سے ای بادشاہ پاک ضمیر

عجب نہین یہ ہوا ہے کہ شکل نبض مسیح
کرے اگر حرکت موج چشمۂ تصویر

شہنشہا تیرے صحت شفا کامل سے
جو لاعلاج مرض تھے وہ ہین علاج پذیر

[illegible]
تو صورت بشر ہو شمشاد خوش تقریر

اشارہ [illegible]
دہان برگ سے گوئے گل خواب کی تعبیر

جو سیل کحل بصارت ہو کا خط غبار
تو چشم دائرۂ عین بھی ہو چشم بصیر

یہ موج سے کہ ہو پیچش نہ شاخ شجر سے ہچکی
گئی جہان سے یہ بیماری فواق و زحیر

نہ برق کو تپ لرزہ نہ ابر کو ہو زکام
نہ آب مین ہو رطوبت نہ خاک مین تبخیر

بدل گئی ہے حلاوت سے تلخی دارو
شراب تلخ بھی ہو میکشون کو شکر و شیر

قوی ہے قوت تاثیر سے دوا کی طبیب
غنی قبول کی دولت سے ہے دعائے فقیر

قطعہ

شکست وانکو تیرے عین تندرستی سے
کرے درست اگر مومیائی تدبیر

تو موے کا سر چینی کو چارہ ساز قضا
نکالے کا سر چینی سے مثل موے خمیر

کھجاے سر جو کبھی مفسدان سرکش کا
علاج خارش سر ہو بناخن شمشیر

بنا ہے نقش شفا خانہ ہزار شفا
ہر ایک خانہ تعویذ صاحب تکسیر

ہر ایک اسم عزیمت مین اسم اعظم ہے
ہر ایک نسخہ شفا مین ہے نسخہ اکسیر

رہا نہ کوئی گرفتار رنج عالم مین
چھٹے جو تیرے تصدق مین مجرمان اسیر

تمہارے دم سے ترے زندگانی عالم
یہ تیرا دم ہے وہ اعجاز عیسوی تاثیر

مثال خضر تو اسے رہنماے ملت و دین
جہان مین پیر ہو پر ہو کرامتون سے پیر

تو وہ ہے حامی دنیا و دین زمانہ مین
کہ تجھسے زیب ہے دنیا کو دین کو توقیر

کیا شہان سلف نے سنو ایک جہان
کیے ہین تو نے شہنشاہ دو جہان تسخیر

سحر سے شام تلک زر فشان ہو پنجہ مہر
نثار کرتا ہے ہر ذرہ ایک گنج خطیر

فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدہ شکر
نشان سجدہ ہے زیب جبین ماہ منیر

یہ روز بہ سے ترے ہو جوان جہان کہن
کہے نہ کوئی دوشنبہ کو بھی جہان مین پیر

قطعہ

حیات بخش جہان تیرا فرخندہ صحت
جو بخشے خلق کو عمر طویل و عیش کثیر

ہزار ون سال سہر صدی مکال کر ذات
ہنسین اجل پہ جوانون کی طرح مردم پیر

جہان کو یون تری صحت کی ساتھ ہو صحت
صحیح جیسے کہ قرآن ہو مع تفسیر

یہ وہ خوشی ہو کہ فربہ ہون جس سے روز بروز
ہلال بست و نہم کی طرح بدن کے حقیر

پڑھون ثنا مین تری اب وہ مطلع روشن
کہ جسکا مطلع خورشید بھی نہووے نظیر

مطلع ثالث

شہنشہا ہے وہ تیری روشنی راے منیر
عقول عشرہ کے انوار جسکے عشر عشیر

جو ہو نہ تابع امر شاورہم فی الامر
تو عقل کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا مشیر

جو ہین نکات و معانی بشر کی فہم سے دور
وہ تیرے ذہن مین موجود سب قلیل و کثیر

اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ مین تو یہ
نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقصیر

حیا ہے گر متعلق تری نگاہ کے ساتھ
تو ہے ضمیر کی جانب ترے صفا کی ضمیر

ترا تو سینہ بھی یون ہے داخل حسنات
کہ جیسے صحبت اصحاب کہف مین قطمیر

کرے ہے سلب تغیر کو ذات حادثہ سے
زمانہ عدل سے تیرے یہ اعتدال پذیر

مجال کیا کہ ترے عہد مین شرر کی طرح
اوٹھائین سر کو شرارت سے سرکشان شریر

ہوا مین آکے جو کرتا ہے سرکشی شعلہ
تو چٹکیان دل آتش مین لے ہے آتشگیر

ترے نسق سے جو بالکل مٹی ہے خونریزی
لڑائیون مین کہین پھوٹتی نہین نکسیر

جو پہونچے بتکدہ مین تیرا شور دینداری
بلند نالۂ ناقوس سے بھی ہو تکبیر

کیا یہ کفر کو اسلام نے ترے معدوم
کہ کوئی زلف بتان پر نکر سکے تکفیر

جہان مین چشم سیہ مست یار کا ہو یہ رنگ
جو میکشون کو ترا احتساب دے تعزیر

چڑہے گلے مین رسن خط شمر سے اوسکے
رہے مدام وہ گردش مین اپنے تشہیر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم
کہ جسکی آنچ ترے دشمنون کو نار سعیر

تو ہے خدنگ کا تیرے نشانہ چشمِ حسود — تو ہے تفنگ کا تیری دلِ عدو نخچیر
ترے نہیب سے ہون شکلِ فلسِ ماہی الگ — کرین نہ حلقۂ جوہر رفاقتِ شمشیر
جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے — طلب مین جانِ عدو کی روان قضا کا سفیر

قطعہ

ترے ہی خامۂ طغرا نگار مین ہے نور — جو کھینچے ایک روش خطِ منحنی وہ لکیر
تو اوس سے ایسے ہون اشکالِ ہندسی پیدا — مٹائے دیکھ کے اقلیدس اپنی سب تحریر
قطعہ وہ روشنی ترے خط مین کہ ابنِ مقلہ اگر — لگائے آنکھون سے سرمے کی جا تری تحریر
تو ہو یہ نورِ بصارت کہ پڑھلے حرف بحرف — جو ہووے لوحِ جبین پر نوشتۂ تقدیر
رقم مین گر ترے اوصاف کے قصد کیجے — زبانِ خامہ عطارد کی ناک مین سے تیر
قطعہ فراسمند ہے وہ تیز رو کہ وقتِ خرام — نظر ہو دیدۂ حربا کی بھی نہ اوسکا نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہے راہ اک روزہ — اور اوسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ مسیر
ترے جو فیل کی تعریف خسروا لکھون — کرون حکایتِ شیرین و کوہکن تحریر
کہ فیل کوہ کجک تیشہ فیلبان فرہاد — وہ دونون دانت صفا ایک ایک جوئے شیر
قطعہ چلے نہ اشرفیِ آفتاب عالم مین — خطِ شعاع سے اوسپر جو یہ نہو تحریر
ابوظفر شہِ والا گہر بہادر شاہ — سراجِ دینِ نبی سایۂ خدائے قدیر
شہِ بلند نگہ شہریار والا جاہ — خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر
جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع — فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر

زمین ہو سبز جو تیرے سحابِ بخشش سے
تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

قطعہ

بچشمِ مہر اگر تیرا نیرِ اقبال
کرے نگاہ سرِ آب جو و آبِ غدیر

تو فلس فلس سے ہو ماہیوں کے وقتِ شکار
نگین دستِ سلیمان بدستِ ماہی گیر

نہ ہے ثنا کے لیے تیرے اختتام تمام
نہ ہے دعا کے لیے تیری انتہا و اخیر

مگر یہ ذوق ثنا سنج و مدح خوان تیرا
غلام پیر کہن سال اک فقیر حقیر

کرے ہے دل سے دعا یہ سدا فقیرانہ
ثنا ہے جیسے کہ رسمِ خدا دعائے فقیر

الٰہی آب پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات
زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تدویر

فلک پہ چھوڑے نہ تا دامنِ مسیح حیات
زمین پہ خضر کی تا ہو وفا نہ دامنگیر

عطا کرے تجھے عالم میں قادرِ قیوم
بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر

تنِ قوی و مزاجِ صحیح عمرِ طویل
سپاہ و وافر و ملکِ وسیع و گنجِ خطیر

قصیدۂ چہارم

ہیں بھرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر
اک گہر ٹوٹے تو ہوں کتنے ہی پیدا گوہر

نظرِ خلق سے چھپ سکتے نہیں اہلِ صفا
تہِ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر

رزق تو درخورِ خواہش ہے پہنچتا سب کو
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر

پاک دنیا سے ہیں دنیا میں ہیں گو پاک سرشت
غرق ہے آب میں پر تر نہیں اصلا گوہر

ہو دلِ صاف کو عزلت میں بھی گردون سے غبار
گرد آلودہ بھی ہوا تنہا گوہر

کور باطن کو ہو کیا جوہرِ دانش کی شناخت
کہ یہ کھلتا نہیں جز دیدۂ بینا گوہر

غیر پر مایہ نہ کم مایہ سے ہو ضبط ہوس
بہہ گیا شرالہ ہوا اگ کے نہ پگھلا گوہر

جوہر خوب کو درکار ہے آرایش خوب
خوب تو آب کی خوبی سے ہی ٹھہرا گوہر

سرکشی کرتے ہیں ہمنفر نہ پر مغرورِ ناز
جز حباب آب سے سر کھینچے بنا لا گوہر

رابطہ نا جنس سے کرتے ہیں کوئی پاک نہاد
ہو نہ صحبتِ تارِ رگِ خار ا گوہر

دل خراش اور ہی طاقت وہ دل ہی کچھ اور
کہ نہ گوہر کبھی ہیرا ہو نہ ہیرا گوہر

فیض کو عالمِ بالا کی ہے شرط استعداد
قطرہ یکجا سے طباشیر ہے یکجا گوہر

صدق اور کذب پر ہر نکتہ کی ہی شرط نظر
کور کیا جانے یہ سچا ہے کہ جھوٹا گوہر

صاف باطن کی ہو جب قدر کہ ظاہر ہو درست
مول بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گوہر

ہوتی غربت میں اگر قدر نہ خوش جوہر کی
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر

خلشِ خار جنون سے ہے پروتا کیا کیا
ہر قدم پر قدمِ آبلہ فرسا گوہر

دلِ عاشق ہیں کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
اسی الماس سے جاتا ہے یہ بیدھا گوہر

ذوق موقوف کر انداز غزلخوانی کو
ڈھونڈھا اس بحر میں ابتو کوئی اچھا گوہر

غوطہ دریائے سخن میں ہے لگانا بہتر
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اثرِ مدح سے اوس خسروِ دریا دل کے
کر سخن قابلِ گوشِ دلِ دانا گوہر

وہ بہادر شہِ غازی کہ برنگِ نیسان
روز برسائے ہی ابرِ کرم اوسکا گوہر

جشن سے اوسکے ہے اک فیض کا دریا جاری
بہتے پھرتے ہیں برنگِ کفِ دریا گوہر

زیور آرا ہوں اگر آج چمن میں گل و سرو
بیضۂ قمری و بلبل ہوں عجب کیا گوہر

پہونچے گر گوش صدف تک یہ نوید عشرت | اتنا بالیدہ بخود ہو کہ ہو مینا گوہر
کہتا ہے قطرۂ نیسان بھی کہ اُس دن میں کاش | ہوتا میں دانۂ انگور نہ ہوتا گوہر
جدولِ آب میں کثرت سے حبابوں کے بھرے | مانگ میں شکل بتِ خویشتن آرا گوہر
ٹوٹا ہے کشمکشِ عیش سے جو صبح کا ہار | بکھرے شبنم سے ہیں گلزار میں کیا کیا گوہر
گلِ شگفتہ میں یہ قطرۂ باران سے بہار | بھر دیئے ڈرجِ یاقوت میں گویا گوہر
موج گوہر میں بھی ہے طرزِ تبسم پیدا | کوئی دم میں روشِ غنچہ ہنسیگا گوہر
رخِ گلرنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ | کیا تماشا ہے کہ بنجاے ہے مونگا گوہر
قطرۂ آب لطافت سے ہے ٹپکا پڑتا | گوشِ خوبانِ سمن بر میں مصفا گوہر
مدح حاضر میں کرون میں کوئی مطلع تحریر | آج ہے خامہ مرا منہ سے اوگلتا گوہر

مطلع ثانی

آج وہ دن ہے کہ اے خسروِ والا گوہر | کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر
بحر و بر میں ہے شہا تیرے مہیا نثار | سیم سے زر تلک اور لعل سے لیتا گوہر
ہو ترے فیضِ قدم سے جو زمین گوہر خیز | ہو نصیبِ صدفِ نقشِ کفِ پا گوہر
مشتری کہتے ہیں جسکو وہ اوٹھالایا چرخ | ٹوٹ کر جو ترے سہرے سے گرا تھا گوہر
صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا | جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر
تیرا آویزۂ سرپیچ کا اے قبلۂ خلق | صاف قندیل درِ مسجد اقصا گوہر
حلبِ خلق میں ہے سینہ ترا آئینہ | عدنِ علم میں ہے قلب مصفا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم
موتیا میں عوضِ غنچہ ہو پیدا گوہر

ماہ کہنے کے لیے ہے نہ کہ گننے کے لیے
تیرے گہنے کا کہوں کیا اوسے زیبا گوہر

زرفشانی سے تری اتنے گہر ہیں ارزان
لکھتے ہیں نسخۂ مفلس میں اطبا گوہر

قطعہ

عکس سے تیرے اقبال کے دریا میں ترے
اے محیطِ کرم و جود کے یکتا گوہر

آبِ گوہر کو تہِ آب یہ اعجاز تھا
کفِ دریا کو بنائے یدِ بیضا گوہر

کوہ کاہ ہو کرے آب تری ہیبتِ عدل
گر یہ سختی پاسے کہیں سنگ نے توڑا گوہر

طبع نازک پہ تری بارِ گہر ہو جو گران
پوستِ بیضۂ ماہی سے ہو ہلکا گوہر

آبِ دریائے کرم سے جو ہو تیری سیراب
ابرِ افسردہ سے برسنے لگیں کیا کیا گوہر

آج محفل میں تری وہ گہر افشانی ہے
لگنِ شمع میں ہیں آنسوؤں کی جا گوہر

دستِ فراش میں جاروب ہے ریشِ فرعون
فرشِ تیلیوں میں اولجھے جو صدہا گوہر

ترے دورانِ حفاظت میں کہاں رنج و گزند
حق میں بیمار کے تبخالہ ہے لب کا گوہر

افعیِ زلف کے کاٹے کو ہے جوں مہرۂ مار
گوشِ خوبان میں نہیں زلفِ سمن سا گوہر

سینۂ صافی کا ترے ایک ہے نقشہ دریا
دلِ روشن کا ترے ایک نمونہ گوہر

نقرئی خنگ ترا ایسا ہے رنگِ شفاف
روبرو جسکی صفائی کے ہو میلا گوہر

غرقِ دریائے جواہر میں ہے وہ کوہ گران
کہ ہے منہدی کی جگہ لعل پسینا گوہر

فیل تیرا ہے بلندی میں فلک سے افزون
جھول میں جسکی ہیں انجم سے زیادہ گوہر

سینکے خرطوم مین جو آب ہو وہ قطرہ فشان
دیوے جون ابر بہاران ابھی برسا گوہر

ہے ترے قطرۂ پیکان سے وہ بارش تیر
جگر چاک عدو مین صدف آسا گوہر

تیر انیزہ ہے وہ طائر کہ عوض دانہ کے
مہرۂ پشت سے دشمن کی ہے چنتا گوہر

شعلۂ برق غضب ہے ترے شاہا ترا آب
مثل مریخ ہر اک سرخ ستارا گوہر

مہرداروں مین ترے ایک ہی تا تحقیق
آبداروں مین ترے ایک ہے ادنا گوہر

گر ہے گردون کی طرح سے وہ با آویزہ زیب
جوہری جسکو کہ بتلاے ہے گرجا گوہر

ہو ترا کلک کرم جبکہ شہا گوہر بار
جیم محتاج کے دامن مین ہو نقطا گوہر

نقطۂ قاف قلم سے جو ہو تیرے ہمسر
قاف تک قاف سے ہو بیضۂ عنقا گوہر

سینہ صافی سے ترے ہو وہ صفا ایسی عام
دل کافر مین بھی ہو خال سویدا گوہر

ہو جو روشنگر عالم ترا نور دانش
موے چینی مین پرویا کرے اعما گوہر

خسروا مین جو کہون سب ترے اوصاف نکو
تو سدا منہ سے مرے پھول جھڑین یا گوہر

ذوق کرتا ہے دعا ختم ہے اب ختم سخن
تاکہ ہو سنگ سے لعل آب سے پیدا گوہر

تار سے پنجۂ خورشید پہ ہر روز طلا
تا گرہ مین رکھے شب عقد ثریا گوہر

دانۂ انجم گردون سے پروئے جبتک
رشتۂ کاہکشان مین شب یلدا گوہر

جبتلک جوش بہاران سے ہوا دم صبح
ٹانکے شبنم سے سر دامن صحرا گوہر

ہر برس جشن ترا انجکو مبارک ہووے
بہ سنین عیان کرم سے ترے شاہا گوہر

دوستون کو ہو ترے گنج گہر در نصیب
ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر

قصیدۂ پنجم

ہے وہ جانِ ارومی نافعِ اعضا و حواس
کہ دلِ مردہ ہو زندہ تنِ بے حس حساس

قطرۂ مے سے ترقی حواسِ خمسہ
یون ہو جسطرح کہ اک نقطہ سے ہون پانچ پچاس

ہووے اس روغنِ کبریت مثلِ زرِ سرخ
رنگِ رخسار جو کلفت سے ہو ہمرنگ نحاس

خشک مغزون کو جو ہو بوے گلاب اسکی بو
تر دماغ اتنا ہو دم لینے نہ دے فرطِ عطاس

قلبِ ماہیت اگر اس سے نہ بالکل ہو تو کیون
قلبِ انسان مین تھوڑے سے مبدل ہو ہراس

اوسکی دولت سے عجب کیا دلِ مفلس ہو غنی
کہ یہ ہو شربتِ دینار علاجِ افلاس

دیوے ساقی جسے اک جام وہ دیکھے سے کہے
آج جو پاس ہے میرے نہین جمشید کے پاس

اللہ اللہ رے تری مستی و بالا دستی
شب کہے مست کہ گر لوٹی گردون سے مساس

سلسبیل آ کے اگر خلد سے ہو آبِ سبیل
کہے مے نوش کہ بجھتی ہے کوئی اوس سے پیاس

زندگانی سے ہے مقصود شراب و ساقی
اور باقی تو ہے سب وہم و خیال و وسواس

زندگی چند نفس ہے کہو ساقی سے کہ تو
پاس کر عیش کا کیا کرتا ہے پاسِ انفاس

بیٹھ گوشے مین نہ تو چھوڑ کے اس جلسے کو
دیکھ رندانِ خرابات نشین کا اجلاس

مے نہین برقعِ مینا مین مگر جلوہ فروز
کوئی خورشید لقا ہے شفقی رنگ لباس

ای خنک دل کبھی تو اس سے ہو سرگرمِ نشاط
غم کو جا دل مین نہ دے جسکو نہ رکھ اپنے اوداس

دل جو گھر غم کا ہو گیا اوسمین ہو سرمایۂ عیش
وہ مثل ہے کہ کہان گھونسلے مین چیل کے ماس

دلِ پُر وسوسہ کی ہوتی ہے مے سے واشد
کھلتا ہے ہاتھ سے ساقی کے یہ قفلِ وسواس

میں یہ کہتا ہی تھا جو دل نے مرے مجھ سے کہا
توبہ کر توبہ مگر اتنی زیادہ بکواس

ایسی مردار یہ افعال کا تو نام نہ لے
حامیٔ شرع ہے وہ پادشہ پاک انفاس

شاہ دیندار بہادر شہ غازی جسنے
خانہ توبہ و تقوےٰ سے تو کیا محکم اساس

دور میں اسکے جو ہو گر مرتکب مے کوئی
کرے ہر قطرۂ مے کلیجے میں خراشِ الماس

مے اگر آب بقا بھی ہو تو ہو لوہ زہر آب
جسکے پینے سے ہو جینے ہی کی مے خوار کو یاس

دھوکے اس عہد میں گر خم کو مے سے جرّاح
تو رہے حشر تلک بو شرور و درد و آماس

کہتے اس آب شر انگیز کو ہیں آج بشر
کہ یہ روغن ہے سر آتش فتنہ خناس

تا نہ باقی رہے مے اور نہ مے میں مستی
توڑتا سنگ نہ کاسے ہو وہ شیشے کا گلاس

احتساب اوسکا جو دے سنگ پہ شیشہ کو پٹک
تو صدا ہو نہ بلند اوس سے بجز حمد و سپاس

صبح حاضر میں پڑھوں اوسکی کوئی مطلع میں
کہ سخن فہم و سخنور کا ہے وہ قدر شناس

مطلع ثانی

قطع تشبیہ میں ہو تیرا شہد کہ بے درد کو راس
شان میں جسکی شہا فیہ شفاء للناس

ہندوئے زلف کی ہے پاس اے شہ اصحاب رخ
عہد میں تیرے ہے کافر کو بھی اسلام کا پاس

مومیائی ہو حمایت تری حق میں اوسکے
سخت گیری سے فلک توڑے جو کسی کی گر اس

ہو طلا اسکی نہ پارس اگر ہاتھ آئے
بل بے ہمت ترے نزدیک ہے پتھر ہو وہ گھاس

[illegible] نرگس ہی تری بخشش سے
کبھی اک کاسۂ زریں ہوا اور اک سیمیں طاس

لیا جیب [illegible] سے گر ابر کرم کے سیر
بید مجنون میں ہو پیدا ثمر سیب و گلاس

تیری شمشیر کے آگے نہین رکتے ہرگز
مغربی تیغ ہو کہ شہا رتبۂ و اس

فیض تعلیم سے تیرے ہو جو منکر انسان
احمق الناس اوسے جانیے بلکہ نسناس

لوح تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف
تربیت سے تری اُمّی بھی ہو یہ حرف شناس

یون ترا اسپ عجب ہے عالم مین تیز
اسپ بدفال کوئی جیسے میانِ نخاس

دیکھے آہو کو جو ضیغم تو وہین عدل ترا
ڈھانکدے آنکھونکو اوسکی روشِ گاؤ خراس

رسبے خورشید کے طالع کہ شعاعِ خورشید
دم تری زین ترے گھوڑے پہ لگو جاے قطاس

ایسا چالاک کہ اس طرح سے اوڑ جاتا ہے
جسطرح عاشقِ دل باختہ کے ہوش و حواس

پہونچے اوس رخش فلک سیر زمین پیما کو
نہ منجم کا خیال اور نہ مہندس کا قیاس

تیرا ہاتھی ہے فلک کا کہکشان ہے خرطوم
کان دونون مہ و خور دم ہے ذنب سر پر آس

ذنب و راس وہ جیسے ہون سیہ بخت عدو
ماہ و خور وہ کہ ہوا خواہ ہون روشن انفاس

رنگ ہاتھی کا سیہ اور وہ دانت اوسکے سفید
کہتا ہے دیکھکے یہ ظلمت و نور اپنا تھا لباس

طرفہ صنعت سے لپیٹا ہے شبِ یلدا نے
صفحۂ صبح منور کو مثال قرطاس

ختم کرتا ہے سخن ذوق دعا پر اس طرح
تا ہون دریا مین گہر کان مین پیدا الماس

تو شہ بحر و بر اے شاہ سکندر فر ہو
دے خدا عمر خضر تجھکو حیات الیاس

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با عیش و نشاط
تو ہمیشہ ہے خوش اور ترا بدخواہ اداس

قصیدۂ ششم

ایکسے خورشید لقا ایک جوان ارشق
تاب رخسار فلق سرخی رخسار شفق

وہ جبین ماہ مبین اوسپہ خطِ چین جبین
تھی وہ انگشت نبی جسنے کیا ماہ کو شق

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
باندھکر کھینچ لے دل زلف مسلسل کی دِق

تیر انداز جو مژگان تو اودا دشنہ گزار
چشم ابلق تو نگہ ترک سوار ابلق

غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارتگر
کہ نہ چھوڑین تن عشاق مین جان ایک رمق

سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار
ہونٹ گلبرگ دہن غنچہ صفت بینی زنبق

سرو قامت سے اگر اوسکے ہو طوبیٰ سرکش
راست ہان راست ہے نخل طویل احمق

فتنہ آمیختہ با دامن محشر دندان
سیب فردوس زنخدان لب خندان فستق

کھلنا اسکے دہن تنگ کا ایسا مشکل
جیسے دشوار ہو مفہوم کلام مغلق

مصحف روے کتابی کو جو دیکھو اسکے
تو کہین صورت اخلاص سراپا و مطلق

لوح رنگین سے نہ سیا ہو بیاضِ گردن
تا کہ ہو سرخیِ شنجرف نہ تو ن ناحق

دست و بازو و برِ دوش عجب صبح بہار
پنجہ وہ پنجۂ خورشید و حنا رنگ شفق

سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
ناف اک عکس قمر اوسمین بہا سے زورق

نازک ایسی کمر اوسکی کہ سمجھنا مشکل
جسطرح شعر خیالی مین ہون معنی ادق

ہو گران اوسپہ اگر رشتہ نسبت باندھے ہرگز
گر ہو تارِ نظر دیدۂ عنقا ملحق

اوسکا نہ ہو وہ صفا گر دیکھے اوسے
آئنہ آپ خجالت مین رہے مستغرق

کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اوسکی
شمع گر دیکھے اوسے شرم سے آجائے عرق

قد جو گلبن تو وہ پانون سے حنائی ناخن
نیچے گلبن کے پڑے بکھرے ہون گل کے ورق

آکے بالین پہ وہ طناز سراپا انداز / مجھسے یہ کہنے لگا کیون ہے تو غمگین ناحق

مژدۂ عید سے ہے گلشنِ عالم مین بہار / زمزمۂ عیش سے ہے بزمِ جہان مین رونق

دوش پر سروِ لبِ جو کی ہے اک سبز قبا / سر مین لالہ کو بھی گلشن مین ہے گلگون یلمق

جوش سبزہ سے ہے وہ فرش سرِ صحن چمن / کوئی مخمل اوسے کہتا ہے کوئی استبرق

باغ عالم مین ہے یہ جوشِ بہارِ عشرت / ٹپکے ہے نخل سے مستی مین ہمیشہ زراوق

تو بھی کر تہنیتِ عید کا اوسکے سامان / کہ وہ ہے خسروِ دین حامیِ دینِ برحق

وہ بہادر شہِ غازی کہ دمِ معرکہ ہون / اوسکے تیرون کو ہدف اوسکے عدو کے حدق

مدح اوسکی ہے مناسب تجھے بلکہ انسب / یعنے توصیف کے لائق ہے وہ بلکہ الیق

سنکے مین نے یہ کہا مدح مین اوسکی مطلع / جیسا احسنت کہین تجھکو لبید و حمق

مطلع ثانی

تو وہ ہے نائب ختم رسل اے سایۂ حق / کہ ترے سایہ مین ہے گلشنِ دین کو رونق

مطلع ثالث

ابر رحمت کا ہے سایہ ترا اے سایۂ حق / کیونکہ سایہ مین ترے ہو نہ جہان کو رونق

کسکا مقدور کہ سرتاب ترے حکم سے ہو / جو ترا امر ہے الحق جو کہے تو سو صدق

ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہے وہ دور / کرتا میخانہ مین ہے شیشہ بھی حق حق

گر کرے نشو نما سایۂ فیض ترا / گل جو ہو شمع سے پیدا تو کلاہ اور شفق

حرف ہیبت کا ترے کوئی زبان پر آیا / ہو گئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق

نطق شیرین سے ترے ہووے حلاوت کے عام
کام میں خلق کے پورا ہو جیا سے یورق

ناتوانوں کو جو دے زور حمایت تیری
بار سے لاست اٹھا کے سر پیل وہان بچہ بق

کہتے ہیں برق جہاں جسکو وہ ہو اک ادنا
توپخانہ میں ترے توپ پہ زریں بیرق

گو تہی جیب کرے کاہکشان کی بھی کستد
وہ تری ہمت عالی کا ہے عالی جو اسق

قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
پوٹلی اکسیر کی پیدا ہو جیا سے سرق

کرتا ادنی کو جو اعلی نہ ترا منصوبہ
پاتا شطرنج میں فرزین کا تا رتبہ بیدق

کرتا اک جست میں ہو ماہی گردونکا شکار
طائر تیر ہوائی ترا مثل لقلق

قطعہ

اے شہا اے کرم خسرو انصاف پسند
اللہ اللہ ری عدالت کا تری نظم و نسق

اتنا عالم میں ہے خون سے پرہیز اونکو
خون فاسد کو بھی ہرگز نہ کرے نوش علق

پر تو افگن ہوا گر روشنی شمع تری
ابرق آئینہ ہوا اور سنگ سیہ ہوا ابرق

مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے
آفتاب ایک ترے گنجفے کا گرہ ورق

قطعہ
ابھی گرچہ مثال مہ نیم ویرہ
گر تری برق غضب جا پڑے دریا پہ شفق

تو شتابی سے بھی چل او سے زیادہ شتاب
آگ لگ جائے زمین و ہوا اسکے ہووے مطلق

بیسر توسن میں وہ جلدی کہ اگر چھیڑے تو
یوں وہ اوڑ جائے کہ جیسے شرر آتش برق

قطعہ
شمس کو مہر سے تیری رلاے سیمون شرق
تو بو مغرب میں گراے پر تو زر مطلق

جس طرح روشنی قلب سے اہل اشراق
عرصۂ دور سے شاگرد کو دیتے ہیں سبق

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر اس طرح
تا کہ ہوں ارض و سما دونوں طبق زیرِ طبق

ہو دے ہر سال مبارک تجھے عیدِ رمضان
اور دشمن کو رہے تیرے سدا رنج و قلق

قصیدۂ ہفتم

ہے آج جو یوں خوشنما نورِ سحر رنگِ شفق
پھر تو ہے کس خورشید کا نورِ سحر رنگِ شفق

پرجوش نسرین و سمن ہے لالۂ گل کا چمن
گلشن میں گویا چھا گیا نورِ سحر رنگِ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن ہے زیبِ چمن شانِ چمن
ہر سیمبر گلگوں قبا نورِ سحر رنگِ شفق

افشاں جبیں بر سر لبِ ہر مہتاب انجم جلوہ گر
اور سرخیِ انگشتِ حنا نورِ سحر رنگِ شفق

لب تبسم ہے کہ ہے جوشِ بہار و موجِ گل
دندان پان خوردہ ہیں یا نورِ سحر رنگِ شفق

ہر صبح پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہے کہ وان
روشن دلِ رنگین ادا نورِ سحر رنگِ شفق

جامِ بلوریں میں نہاں ہے یوں عکسِ شرابِ لالہ گوں
ہو جیسے کیفیت فزا نورِ سحر رنگِ شفق

حسنِ گلِ مہتاب نے جوشِ گلِ سیراب نے
کیا باغ میں چمکا دیا نورِ سحر رنگِ شفق

دیکھے چمن میں برگِ گل آلودۂ شبنم جو گل
خجلت سے پانی ہو گیا نورِ سحر رنگِ شفق

ہے شوق کو بالیدگی ہے ربط کو پیچیدگی
کس رنگ سے ہوں ملا جدا نورِ سحر رنگِ شفق

ساقی ہے عشرت بخش ساغر کہ ہو اس رنگ پہ
آب ہوا جائے فضا نورِ سحر رنگِ شفق

جشنِ بہادر شاہ ہے رونقِ عالی جاہ سے
ہے اس لیے بہجت فزا نورِ سحر رنگِ شفق

وہ خسروِ روشن گہر جسکو خجل ہوں دیکھ کر
ماہ و ثریا و سہا نورِ سحر رنگِ شفق

اک صاف مطلع میں لکھوں اب وہ ثنا سو رنگ دوں
ہو دیکھ کر غرقِ حیا نورِ سحر رنگِ شفق

مطلع ثانی

رو کش ہو تیرے رخ سے کیا نورِ سحر رنگِ شفق
ذرہ ہی تیرے فیض کا نورِ سحر رنگِ شفق

اے آفتابِ گل‌فشان تیری جبین سے ہے عیان
نورِ یقین رنگِ حیا نورِ سحر رنگِ شفق

روشن بیانی سے تری رنگین کلامی سے تری
شرمندہ ہوتا ہے سدا نورِ سحر رنگِ شفق

دیکھون ایوان ترا وہ سائبان رنگین کھنچا
لین وام اسی جس سے صفا نورِ سحر رنگِ شفق

فانوس شیشہ لعل گون روشن تری محفل مین یون
گویا کہ شیشہ مین بھرا نورِ سحر رنگِ شفق

انصاف نے تیرے شہا سیماب و آتش کو کیا
یون جمع جیسے ایکجا نورِ سحر رنگِ شفق

تیری امان و حفظ سے ہو جا حق مین شمع کے
تارِ خلیل آبِ بقا نورِ سحر رنگِ شفق

خورشید جیسی فیض کو پہونچے تو مشرق مین ہو
جز زر و لعلِ بے بہا نورِ سحر رنگِ شفق

جس پر کرے تو ہو غضب جا اوسکے حق مین کیا عجب
سیلِ فنا برقِ بلا نورِ سحر رنگِ شفق

شمشیر کی تیری چمک خونِ عدو سے یک بیک
دکھلا ہی ہو روزِ وغا نورِ سحر رنگِ شفق

پیکان تیر الماس گون منھ سرخ سوفار دیکھو یون
گویا لگا کر پر اوڑا نورِ سحر رنگِ شفق

جلوہ ہے تیرے مہر کا شعلہ ہے تیرے قہر کا
ہے جسکو عالم جانتا نورِ سحر رنگِ شفق

اسپِ حنا بستہ ترا وہ نقرہ خنگ پا دیا
غیرت سے جسکی اوڑ گیا نورِ سحر رنگِ شفق

اب ذوق کی ہے یہ دعا جبتک رہے شاہنشہا
خورشید و ماہ ارض و سما نورِ سحر رنگِ شفق

جبتک لیا ہے مہر کو صبا اون رشتہ زر فشہ ہو
زینت دہِ صبح و مسا نورِ سحر رنگِ شفق

[illegible] سمجھ اس طرح آستانہ ہے
ہون تیرے محتاجِ ضیا نورِ سحر رنگِ شفق

نفا ہانہ مانہ مین ہو تو با آبرو اور سر غرو — ہو جلوہ گر مشرق سے تا نورِ سحر رنگِ شفق
دشمن کا تیرے منہ ہو فق اور خون ہو دل کا ہو شفق — دیکھے نہ وہ اسکے سوا نورِ سحر رنگِ شفق

قصیدۂ ہشتم

طرب افزا ہے وہ نو روز کا نارنجی رنگ — دیکھکر بھاگ گئے جیسے رنج ہزاروں فرسنگ
دل بے بالیدگی عیش کہ برگِ گل پر — قطرۂ شبنم کا ہے مینا ئے شراب گلرنگ
واہ کیا گلشنِ آفاق مین ہے جوشِ بہار — چہچہے کرنے لگے بلبلِ تصویرِ فرنگ
کلکِ نقاشیِ قدرت سے گلستان مین ہے آج — تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقشِ ارژنگ
خسروا تو نے کیا آج وہ جشنِ نوروز — دیکھکر جسکے تجمل کو ہو جمشید بھی دنگ
ہے تری بزمِ طرب مین پئے رسمِ نوروز — صورتِ بیضۂ رنگین فلکِ مینا رنگ
مشک افشان ہو جہان مین جو تری نکہتِ خلق — نافۂ آہوئے ختن سے ہو کم داغِ پلنگ
بلکہ ہو جوشِ بہارانِ کرم سے تیرے — کیا عجب شاخ مین آہو کے گلِ رنگا رنگ
تیرے انصاف سے ہے بزمِ جہان مین شاہا — شمع گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پتنگ
ہو اگر شعلہ فشان تیری اگر آتشِ قہر — تو سمندر رہے پانی مین بجائے خرچنگ

قطعہ

زیر ران تیری ہے وہ توسنِ چالاک کہ تو — چھیڑ دے لیک ذرا اوسکو جو وقتِ صفِ جنگ
یون کرے جست کہ جیسے سرِ میدان نبرد — منہ سے اڑ جائے حریفون کے تری خوف سے رنگ
رکھتی ہے عرصت ہو تپ لرزہ ہیبت سے ترے — نبضِ محموم کی مانند جبل مین رگِ سنگ

مرغ دل کو ترے دشمن کے قفس ہی سینہ
اور جگہ چوب قفس کی ہو ترا تیر خدنگ

ہو وے حاسد کو نہ آزار حسد سے صحت
تا کہ دارو نہ پیالے میں بھرے تیری تفنگ

مفسد و حاسد و غماز عدو سے سرکش
زخم شمشیر غضب سے تری ہوں چاروں چورنگ

ہو نہیں سکتے بیاں مجھ سے ترے اوصاف تمام
ہوتا ہے قافیہ سنجوں کا یہاں قافیہ تنگ

کرتا اس رنگ سے ہے ختم سخن لیکے دعا
ذوق جو ہے ترا مداح محبت یکرنگ

گلشن دہر میں ہر سال مبارک تجھ کو
جشن نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ

اور ترے حاسد بدبین کو دکھائیں لاکھوں
خسروا روز نئے رنگ فلک کے نیرنگ

قصیدہ نہم

حبذا ساقی فرخ رخ و خورشید جمال
مرحبا مطرب ہاروت فن زہرہ خصال

بارک اللہ کہ دُر افشاں ہے تو ای ابر بہار
خیر مقدم کہ خراماں ہے تو ای باد شمال

للہ الحمد لبالب ہے مئے عیش سے جام
شکر للہ کہ زر گل سے ہے چمن مالا مال

جوش روئیدگی سبزہ سے ہو جائیگا سبز
گل زمین چمن حسن میں تا دانۂ خال

نشتر تیشۂ فرہاد سے پیدا ہو ہے گل
بل بے جوش گل نو در و سر دامان جبال

جوش فوارہ ہے واں کثرت تار بارش
سر مجنوں سے تھے آلودہ جہاں گرد سے بال

کیا عجب رحمت باری سے کہ در وقت باران
ابر مردہ سے بھی ہو قطرہ فشاں آب زلال

سبز باد سے مانند عصائے موسیٰ
شجر خشک بھی ہو جائے تر و تازہ نہال

ذوق مستی سے ہے طاؤس چمن میں رقاص
شوق آہنگ سے ہے سرو پہ قمری قوال

شور بلبل بھی یہ رکھتا ہی نمک آج کہ گل — بن گیا کثرت شبنم سے نمکدان کی مثال
بھی ہی طاقت پرواز یہ کیفیت سے — اس ہوا مین ہی بط مے کہ اُڑادون سے پر و بال
ہی یہ وہ دور کہ ہر صوفی صافی مشرب — رقص مستان مین ہی بے وجد کنان شامل حال
بید مون کو ہو جو سے چارہ گر عیسی دم — شمع مردہ کے رگ تار سے کھولین قیفال
تتلیان ناچتی ہین چشم کے گھر مین بے سان — جنبش دست مژہ سے ہی اسی انداز سے تال
اللہ اللہ ری سیر سبزی گلزار جہان — آج کل رنگ ہی یہ رنگ روش خضر و بلال
ہون قلم ہاتھ اگر کوئی لکھے خط غبار — صفحۂ دہر پہ کیا دخل کہ ہو گرد ملال
روز جشن آج ہی اسکا کہ جسے کہتی ہی خلق — نائب ختم رسل ظل خدا سے متعال
وہ بہادر شہ غازی کہ اگر تیغ اسکی — اپنی دکھلائے چمک چرخ پہ کٹ جائے ہلال
وہ نکوخو وہ نکو رائے و خجستہ منظر — وہ بلند اختر و فرخ روش و فرخ فال
وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحان — وہ سلیمان وش و موسی کف و صالح اعمال
یمِ خلق و نسیم کرم و ابر سخا — چشمۂ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال
آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم — مشتری دانش و بہمن منش و مریخ جلال
خسرو جم حشم و دادگر کسری انصاف — شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال
روح حاضر ہین پڑھون انکی وہ مطلع جس سے — ہمسری کی نہ رکھے مطلع خورشید مجال

مطلع ثانی

ہو تری اک نظر فیض سے ناقص کو کمال — مہ سے گر مہ کامل ہو وہ ہفتے مین ہلال

پھر جاہ ترا وہ جسے تا دورِ فلک — نہ کسوف و نہ غروب نہ ہبوط و نہ وبال

آ گئے بخشش کے تری خرمن در یکدانہ — آ گئے ہمت کے تری کوہِ طلا اک مثقال

ہووے جوں چادرِ مہتاب گلیمِ شبِ تار — تیغ پر نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال

جام سے قطرہ جو ٹپکا تو معلق ہی رہا — تو — دستگیری نے لیا تیری جو گردوں کو سنبھال

گر ترے قہر کی گرمی تپِ محرق بن جائے — لب دریا پہ حبابوں کی جگہ ہوں تبخال

قوتِ ماسکہ ممسک کے قوا سے گم ہو — فیض جاری ہو ترے بخل کو یا تنکہ ہو روال

حکمت آموز ترا علم جہاں ہو تو وہاں — نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطوں کو مجال

ہو تری عقل سے عاجز دمِ بحثِ معقول — اک ہیولیٰ ہیں فقط فعل کے عقلِ فعال

قطعہ

دم ہے کیا بادِ صبا میں کہ دمِ سیرِ جہاں — تیرے گلگونِ مبارک سے کہے جا دیکھو دہال

یوں ہی دو چار قدم خاک اڑا کر رہ جائے — اور یہ پہنچ جائے کہیں سے وہ کہیں مثلِ خیال

ہو وہ ہیکل میں اگر دیو تو صورت میں پری — ہے اڑان اس میں ملک کی تو بشکل پری تمثال

جلد آتا ہے کہ جہاں عرصۂ جولاں اوسکا — ہے وہ مستقبل و ماضی کا وہاں ایک حال

نہ بیت ترا اٹھ سکے جو مہندی کا ہے ہر گل تصویر — پھرتا ہے کا وہ زمیں ہو وہ صورتِ فانوسِ خیال

اوس فلک سیر کو جولاں جو کرے تو تو پڑے — قرعۂ سبزِ فلک ہو نہ سبا دا پامال

قطعہ — تیر کو اس کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ — سر پہ اندیشے نے لی ہاتھ سے دستار سنبھال

ہم نشان کو وہ فلک پر سے نہیں پا پہنچتے — نہ شکرا ہ میں مانگیں اگر اوس سے اطفال

جیسے ماتھے پہ بزرگون کے ہو سجدہ کا نشان | اوسکی مستک پہ شہا جلوہ نما یون ہی ڈھال
ہی جو اوس فیل کی خرطوم سرافیل کا صور | آئے اعدا پہ قیامت سر میدان قتال
اوسکے دانت اوسکے لیے ہیں پئے دشمن تیر تنہا | ہی جنت اعدا کو سر اوج شیاطین کی مثال
قطعہ
آبداری ہین تری تیغ کی ہے برق کی موج | کیا تماشا ہے کہ ہے آب سے آتش سیال
تیری شمشیر کو ہے خون عدو روز مباح | یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہی مردار حلال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل | سبزۂ تیغ مین جوہر سے لگا رکھتا ہی جال
طاقت دم زدن اس دور مین ہی کسکو | دیکھکر خلق ترا اے شہ فرخندہ خصال
ہے ترا ذکر جو آتا ہے زبان پر تو نفس | لب پہ آجاے ہے سینہ سے پئے استقبال
ہو قوی دست اگر در حمایت ہی تری | شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگان غزال
تقویت دیوے اگر پاس حفاظت تیرا | شعلۂ شمع کو صرصر سے نہو اضمحلال
ہی ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی | فیلسوفی ہے حکیمون کی خلا کہنا محال
قطعہ
آتش و آب مین یہ ربط ترے عدل سے ہو | دیوے ہیزم کو جلا کر کوئی پانی مین جو ڈال
کاکل موج دخان کے لیے اوسکے دریا | لے تر آب سے شانہ پر ماہی کا نکال
خبر جملہ عشرت ہی ترا جشن سعید | مبتدا جسکا شہا غرۂ ماہ شوال
ہوتی ہی حیرت توصیف سے تیری شاہا | روش غنچۂ تصویر زبان منہ مین لال
بس دعا ہی پہ فقط ختم سخن کرتا ہے | یہ جو ہی ذوق ثنا خوان ترا اور مدح سگال
جشن ہر سال ترا ہووے مبارک تجھکو | رہے جبتک کہ زمانہ مین حساب مہ و سال

قصیدۂ دہم

لاتا ہے نیرنگ سے نئے ہر رنگ نئے چرخ جمیل
واہ بگڑا ہی کچھ اس خم میں عجب ڈھنگ سے نیل

ڈر زمانہ سے وہ عیار رہے یہ ہوش ربا
لاکھ بیہوشیون سے جسکی بھری ہے زنبیل

ہے توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار
کہ بجز حفظ خدا جسکے نہ خندق نہ فصیل

کم ہون ظاہر کی خرابی سے صفات اصلی
رنگ دیتا ہے چھپا جوہر شمشیر اصیل

پیش دشمن نگہ رحق سے نہین سانچ کو آنچ
بلکہ ہے آتش نمرود گلستان خلیل

ہوتے تسخیر نہین مردان دلاور ممتاز
ورنہ صورت مین تو کچھ کم نہین شہباز سے چیل

نہین بے قید علائق کسی عالم مین ہنر
رسم تحریر مین بھی چھوٹے نہ زنجیر سے فیل

ہوتے خاک بھی قارون کو سفر حشر تلک
نہین ماتحت ثری منزل آرام بخیل

عید اک روز جہان مین رمضان ہو یک ماہ
بعد ہو کثرت تکلیف کے یان عیش قلیل

کشت سبز فلک دون سے نہ رکھ چشم ثمر
خوشۂ فیض سے بے بہرہ ہے یہ مزرعۂ نیل

قابل انسان کی صحبت سے ہوا انسان ملک
بن گیا پیش نبی صورت دحیہ جبریل

جتنا خورشید سے تپتی ہے ہی بارش ہو سوا
ہووے کیونکر تپش عشق نہ رحمت کی دلیل

عشق کچھوڑے ہے اک ذرا جفا کش سے بزور
بار صد کوہ الم بے تحمل جسم ثقیل

لگنے نہ چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا
وہم مین اجزائے دخانی کی طرح ہون تحلیل

شمع کشتہ کے لیے ہے دم عیسیٰ آتش
سوزش عشق سے زندہ ہون محبت کے قتیل

مستحق ہے جو کرے نالۂ دل درد اظہار
نالہ ہے دل کی وکالت مین موکل یہ وکیل

دل کے ہی ایک ورق مین وہ حقیقت ساری	جسکا اجمال قضا اور قدر ہے تفصیل
جی مین ہی اور پڑہون مین کوئی مطلع ایسا	گوہر مخزن معنی سے ہو جسکو تاویل

مطلع ثانی

کنج حیرت مین کرون علم خموشی تحصیل	یہ عجب مدرسہ ہی جس مین نہ ہی قال نہ قیل
درس توحید سے لون ایک شفا کا نسخہ	بحث مین علت و معلول کی ہی عقل علیل
جلوہ افروزی یک بدر دجی ہی اسکو	شمع فانوس سمجھ خواہ چراغ قندیل
فکر بیہودہ مین کس واسطے ہی تو پابند	کچھ نکال اپنے لیے ذوق نکلنے کی سبیل
خواب غفلت سے ہو بیدار کہ آئی پیری	نہین مہتاب یہ ہے روشنی صبح رحیل
عرصۂ عمر ہے وہ تار کھنچا اور ٹوٹا	کچھ اگر وقت معین کی طرف سے ہو نہ ڈھیل
وہی منزل ہی جہان ٹھہرے حیات گزران	کہ ہے راہ فنا کوئی نہ فرسخ ہی نہ میل
مشق اندوہ سے اک روز نہین تو بیکار	تیرے ہفتے مین نہین کوئی بھی روز تعطیل
غم عصیان ہی تو ہی رحمت غفار وسیع	فکر روزی ہی تو ہی رزق کا رزاق کفیل
ہی تمنائے زر و مال تو سب جائیگا چھوٹ	چھوڑ جانے کو تو کافی ہی فقط ذکر جمیل
پھر بہار چمن عمر مین دلگیر ہے کیون	سیر کر سیر کہ ہی فرصت گلگشت قلیل
مژدۂ عید سے ہو دیکھ تو کیا رنگ چمن	گل کی رنگین ہی قبا غنچہ کی رنگین مندیل
ہوسے آراستہ مین آج بدل کر پوشاک	فصل سے باغ تلک باغ سے لے تا بہ نخیل
نظر آتا ہی برنگ لب ساغر جو ہلال	ٹپکا پڑتا ہی لب مست سے شوق تقبیل

گاہ خم میں ہے گہ شیشہ میں کیا کیا پئے سیر
روح کرتی ہے کسی مست کی قالب تبدیل

تہنیت خوان ہو تو آج اوس شہ دریا دل کا
جسکے نزدیک ہے ایک قطرہ سے کم قلزم و نیل

وہ بہادر شہ والا نسب و پاک گہر
خسرو چرخ سریر و شہ خورشید اکلیل

ماہ نو چشم زدن میں مہ کامل ہو جائے
نظر مہر میں ہے اوسکے وہ نور تکمیل

نو سعی سے بہر شکل نتیجہ اوسکا
اللہ اللہ رے نتیجہ شکل شہنشاہ شکیل

مدح حاضر میں پڑھوں مطلع روشن ایسا
مطلع شمس کو بھی جسکے ہو واجب تبجیل

مطلع ثالث

بعد شاہان سلف کے تجھے یوں ہے تفضیل
جیسے قرآن ہے توریت و زبور و انجیل

تو ہے اس طرح سے عزت دہ اولاد تمر
جیسے موسیٰ شرف افزائے بنی اسرائیل

نور افزائے بصارت ہو اگر تیرا جمال
آئیں آنکھوں سے نظر معنی اللہ جمیل

روئے نیکو پہ ہے مائل تری خوئے نیکو
کہوں کیونکر نہ کہ الحسن الی الحسن یمیل

ہے جو انسان کے قالب میں ترا نور ظہور
برج خاکی میں ہے خورشید فلک کی تحویل

دانش آموز ہو گر تربیت عام تری
بید مجنون کو بنا دے ابھی انسان عقیل

جوہر تیغ اجل ایک ترے حکم کی نقل
تیر حکمی قضا حکم کی تیرے ہے تعمیل

عہد میں تیرے ہے جو ہو راہ تعدی مسدود
کہ لئے فعل متعدی سے نہ باب تفعیل

تشنۂ ذوق حلاوت ہوں نہ کیونکر میرا سب
تیری شیرین سخنی ہو اونہیں شربت کی سبیل

جیسے شہنوان کے لئے نکہت کے برجستہ ترا
قابض طبع رواں ہے روش دانہ سبیل

جب ہون مرغان ہوا تیر کے نشانِ بندوق
نسر طائر کو بھی تو سمجھے اک اڑتی ہوئی چیل

مہرہ پشت عدو مین ترا تیر صف دوز
رشتۂ مہرۂ تسبیح کے مانند دخیل

طائر روح عدو کے لیے بہر پرواز
تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو زفیل

قطعہ

وہ قیامت ہے تری فوج کہ شور محشر
دم نہ مارے کبھی سن پائے جو گھوڑونکی صہیل

نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پاؤن
کوچۂ صور سے گزرے جو دم اسرافیل

دون ترے گھوڑے کو کیونکر نہ پری کی نسبت
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

گرم جولان وہ کہان ہو کہ رکھے ہو وسعت
نہ تو میدانِ تصور نہ فضائے تخییل

عرصۂ معرکہ مین گر تجھے اے شاہسوار
اوس سبکسیر سے منظور ہو کارِ تعجیل

اوڑے یون جیسے ہوا سم بھی نہ پانی سے ہو تر
نہ یہ پروا اوسے ہو راہ مین تالاب کہ جھیل

قطعہ

کوہ البرز کو سائے مین دبالے اپنے
ہے وہ اے شاہ فلک تیہ تری رفعت فیل

حملہ آور ہو وہ جس دم تو پئے جان عدو
اوسکی خرطوم ہو دستِ کشش عزرائیل

تو جو محراب عماری مین ہوا جلوہ نما
اوسکے دانتون مین یہ خرطوم ہے سو جھی تمثیل

خانۂ قوس مین خورشید جہانتاب آیا
دن ہی کوتاہ ہوئے اور ہوئی رات طویل

عدل نے تیرے کیا روئے زمین کو گلزار
آجتک عدل مین تیرا نہوا کوئی عدیل

نہین بیہوشی گل ولالہ نکل آیا ہے
دادخواہی کے لیے خاک سے خون ہابیل

واسطے دیدۂ بد بین کے ہے یہ عین صلاح
ہو تری نوک سنان سرمہ کو سی جو میل

تیر برساے عدو پر جو کماندار قضا | کم نہ فوارے سے ہو تیرون کے اوسکی قندیل
رہزن قطعہ بکر خواہ ہو اول سے قضا | آسکے پشت پدر سے نہ کبھی تا احلیل
محکمہ مین ترے انصاف کے ہون ہاتھ قلم | دے اگر بھول کو بھی کوئی سر حرف کو تحلیل
ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پہ کوتاہ | ہو گران خاطر نازک پہ مبادا تطویل
عید ہر سال ہو فرخ تجھے با جاہ و جلال | ہون قوی پایہ ترے دوست بصد قدر جلیل
جو ضلالت سے ہون گمراہ وادی ظلم خدا | ذل اقدام سے ہون خاک مذلت پہ ذلیل

قطعہ در مدح میرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے | قصد صید افگنی کیا جس دم
خون نخچیر سے ہوا سارا | دامن دشت لالہ زار ارم
نہ بچا اوس شکار افگن سے | صید کوئی سواے صید حرم
مرغ و سیمرغ اور غزال و پلنگ | ہوے مسکن پذیر دشت عدم
سہے جگر گوشۂ بہادر شاہ | ہو بہادر نہ کیون وہ نیک شیم
سمجھے شیر آپکو ہزار غنیم | اوسکے پر سامنے ہے مثل غنم
شیر گردون بھی اوسکے لشکر مین | پاے ہرگز نہ قدر شیر علم
رہے مانند شیر قالین کے | اوج ہمت سے اسکے زیر قدم
ہاتھ مین جب تفنگ لی اوسنے | ہمسر اژدہاے آتش دم
کئی شیر ژیان شکار کیے | اوس غضنفر شکار نے پیہم

ہے بجا گر دلاورانِ جہان
کھائین اوسکی دلاوری کی قسم

جبکہ اس جرأت و شجاعت کو
چاہا اس طرح دل نے کیجے رقم

تا رہے یادگار عالم مین
وصفِ عالیِ صاحبِ عالم

لکھی اے ذوق مین نے یہ توصیف
مع تاریخ ثانیِ رستم

قصیدۂ یازدہم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان
کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان

قطعہ

حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے
سعد ذابح کی کرے ایسا چھری کو بُران

گاوِ گردون نہ فقط خوف سے ہو اوس دم کانپے
بلکہ ہو زیرِ زمین گاوِ زمین بھی لرزان

تو جو ہو حامیِ اسلام تو بتخانہ مین
بُت کرے قصدِ نماز اور کہے ناقوس اذان

نیّرِ جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز
مہرِ تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان

قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحابِ ہمت
لیکے پنجہ مین گہر بحر سے نکلے مرجان

اور گہر بھی ہون وہ خوش آب جنھین دیکھ کے دور
طرفۃ العین مین ہو کاہ ثریا کو یرقان

قطعہ
نطق شیرین ترا وہ ہے کہ ثنا مین اوسکی
تر زبان موجۂ دریا ہو اگر ایک زبان

آبِ دریا مین ہو یہ جوش حلاوت پیدا
لبِ دریا بھی بہم ہو کے ہون دونون چسپان

اسقدر تابعِ فرمان ہے زمانہ تیرا
ہو نہ گلشن مین بھی روئیدہ گلِ نافرمان

ہوگئے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
شاخِ ہر گل چمنِ دہر مین ہو شاخِ کمان

بلکہ حیرت کی نہیں جا کہ سر شاخ خدنگ
روش غنچۂ گل ہووے شگفتہ پیکان

وہ ترا اور حمایت ہے کہ جسکے باعث
ناتوانوں کو بھی ہو دہر میں یہ تاب و توان

ہل سکیں پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھیں
ایک تار نگہ مور سے سو پیل دمان

دیگ مطبخ پہ ترے یہ فلک پر انجم
کیا عجب صورت سرپوش ہو گر قطرہ نشان

پیل تیرا گل سوسن کا بڑا ایک انبار
گل مہتاب کے گلدستہ ہیں اوسکے دندان

اوسکی خرطوم کسی دلبر لیلیٰ وش کی
جعد مشکین ہو کہ ہو کاکل عنبر افشان

لکھوں شوخی جو ترے توسن چالاک کی مین
اشہب خامہ بھی ہو موج رم برق جہان

وقت کاوے کے دم معرکہ راکب اسکا
سر حاسد کو رکھے صورت گوے چوگان

اے فلک جاہ ترے در کے ہیں جو ذرۂ خاک
جنسے خورشید چنے اپنی جبین پر افشان

طبع رنگین ہین ترے وہ چمن لالہ و گل
روبرو جسکے ہے گلزار ارم خارستان

عید اضحیٰ تجھے ہر سال مبارک ہووے
تجھ پہ ہو سایۂ حق اور ترے سایہ میں جہان

تیرے ہاتھوں سے کمان ہو جو ستا دست اندوز
کیا تعجب ہے کہ ہو رشک ہما زاغ کمان

قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر
چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان

اس طرح عدل سے ہے تیرے ہم آتش و آب
جس طرح آئنہ مین عکس رخ شعلہ رخان

تیرے احسان سے ہر انسان ہے غلامی مین تری
سچ کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان

دل مین ہے جوش مضامین تو نہایت لیکن
دل حوادث سے زمانے کے ہے بے تاب و توان

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پہ تیری
کیا لکھے وہ ترے اوصاف کہ قاصر ہے زبان

قصیدۂ دوازدہم

پائے نہ ایسا ایک بھی دن خوشتر آسمان
کھائے اگر ہزار برس چکر آسمان

ہو بادۂ نشاط و طرب سے لبالب آج
ایک عمر سے پڑا تھا تہی ساغر آسمان

دیکھے نہ اس طرح کا تماشا جہان مین
گر ہو تمام چشم تماشاگر آسمان

اترا رہا ہے عطر سے عیش و نشاط کے
سچ ہے زمین پہ پانون رکھے کیونکر آسمان

افراط انبساط سے ہے کیا عجب اگر
مثل حباب جامہ سے ہو باہر آسمان

شادی کی اوسکی دھوم ہو آج آسمان تلک
تابع زمانہ جسکا ہے فرمان بر آسمان

فرزند شاہ یعنے جوان بخت ذی وقار
تسلیم کو ہے جسکے جھکاتا سر آسمان

ہے اوسکی بارگاہ مین مانند چوبدار
حاضر عصا سے کاہکشان لیکر آسمان

اس بیاہ کی خوشی سے ہو اسقدر سرور
ہے پیر پر جوانون سے ہے بہتر آسمان

پھرتا ہو اہتمام مین شادی کے رات دن
مقدور کیا کہ ٹھہر سکے دم بھر آسمان

فرد حساب صرف سے اس بیاہ کی ہو کم
گو لاکھ جمع و خرچ کا ہو دفتر آسمان

توڑون کی بخت مطبخ عالی مین اسقدر
ہے جسکا ایک تودۂ خاکستر آسمان

اس روشنی کی چند دکھاوے تجھے بیان
تاران ہو آفتاب کے پہنچے پر آسمان

ابر بہار دود چراغان سے توبہ تو
ہون سات آسمان کی جگہ ستر آسمان

چشم قمر مین اور بھی ہو روشنی دوچند
کاجل لگا کے اوسکے دھوین سے گر آسمان

کرواے پارہ پارہ فتیلون کے واسطے
مہتاب کو سمجھ کے کہین چادر آسمان

یہ کہنہ و سیاہ وہ خوش رنگ و نو یہ تو
فائق ہو کیا سبو پہ ساچق پر آسمان

شیشون مین ہین وہ نقل پڑا ہوا اوسکا عکس اگر
لے کہکشان کی مانگ مین موتی بہر آسمان

آرایش اسپی ور وہ گلہاے رنگ رنگ
ادنی سا جنمین غنچہ نیلوفر آسمان

بنوا لئے ہیں پھول طلائی و نقرئی
لے لے گئے ماہ و مہر سے سیم و زر آسمان

نقارخانہ کی ہے چراغان سے وہ شکوہ
گویا ہے اک زمین پہ پر از اختر آسمان

قطعہ

کرتا ہے رقص تخت پہ نقارخانہ کے
شہنائی کی صدا کو جو سن سن کر آسمان

آوازۂ دمامۂ نوبت سے گونج اوٹھا
وہ جو سب آسمانون کے اوپر ہے آسمان

دولہا دولہن کی ہے یہ علامت سہاگ کی
آیا ہے اک سہاگ پڑا بنکر آسمان

جائے تعجب نہین ہے کہ بطور سہاگ کے
شیشے کے شیشے بھر کے اوٹھا دے گر آسمان

یارب ہمیشہ دولہا دولہن پہ رہے سہاگ
جبتک کہ ہووے نیچے زمین اوپر آسمان

منہ یکہ وصف لکھنے کے قابل نہین کہین
نیلا سا ایک کاغذ بے مسطر آسمان

پہنچ اوپر سے ہے اوڑکے ہوتا ہی ولشہ
رکھتا ہے سیر شعلہ گل احمر آسمان

کرتا ہے ابرات کی شب شام سے نثار
شبنم کی جا ہے صبح تلک گوہر آسمان

پہنچے براتیون سے نہ ہرگز ہجوم کو
انجم سے لاکھ جمع کرے لشکر آسمان

عیش و طرب کو غرورہ کہ کرتا جہانین ہے
زہرہ سے اب قران سے انور آسمان

ہنگام بزم عشرت شہ کے واسطے
کیا کیا ہے ہوا اوج شرف کو گر آسمان

بدبین کی ہی نظر کے جلانے کو واسطے
انجم سپند آگ شفق مجمر آسمان

جسوقت سہرا باندھ کے دولہا ہوا سوار
کیا کیا بلائین لیتا تھا جھک جھک کے آسمان

کرتا نثار ان پہ کواکب کو دم بدم
دولہا کے صبحدم رخِ روشن پر آسمان

ایسا نہین جہان مین کوئی نخل آرزو
لایا ہو آج جسمین نہ برگ و بر آسمان

کرتا ہو شاخ خشک تمنا کو نخل سبز
در پہ وہ مثل پردۂ بادگیر آسمان

شادی کا اوسکے تو رلیسر کی ہے اہتمام
کرتا ہے جسکا روز طواف در آسمان

وہ شاہ نامور کہ بہادر شہ اوسکا نام
ہو حکم سے نہ اوسکے کبھی باہر آسمان

وہ آفتابی اوسکی تجلی جس سے آفتاب
وہ چتر اوسکا جس سے نہو ہمسر آسمان

مطلع پڑھون حضور مین وہ مین جسے کہے
مطلع سے آفتاب کے بھی برتر آسمان

مطلع ثانی

تجھسا زمین پہ دیکھے جو فرخ فر آسمان
قربان کیون زمین کے ہو پھیر کر آسمان

طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع
کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسمان

نہ آسمان سے رتبہ ترا یون بلند تر
جس طرح کوہسار سے بالاتر آسمان

خطبہ کے واسطے ترے نام بلند کے
گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسمان

وہ بحر بیکران ہے تری ہمت وسیع
ہے بلبلا سا ایک کنارے پہ آسمان

دریائے قہر تیرا جو طوفان کرے بپا
بہ جائے مثل کشتی بے لنگر آسمان

قد پر ترے وہ راست قبائے علو جاہ
زینہ جسکے واسطے بالا پر آسمان

تیری گہر فشانی دستِ کرم سے ہے
گویا کہ ایک دامنِ پُر گوہر آسمان

چمکائے تیغ تیز کو اقبال گر ترا
ہو مصقلہ ہلال تو صیقل گر آسمان

یون دل مین تیرے جلوۂ ذاتِ محیطِ حق
آجائے جیسے آئنہ کے اندر آسمان

سرعت مین تیرا رخش فلک سیر کیا شہا
رفعت مین بھی ہے پیل جبل پیکر آسمان

شاہا عجب نہین ترے شبدیز کے لیے
بنوائے ماہِ نو سے رکاب زر آسمان

پہونچا نہ اوسکے کاوے کی انداز کو کبھی
کھاتا رہا زمین پہ سدا چکر آسمان

انجم ہین کیا شرر ترے نعلِ سمند کے
ہے بلکہ تیرا گردِ رہِ لشکر آسمان

قطعہ

مانا اگر بلندیِ شان وشکوہ مین
ہاتھی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسمان

پر اوسکے نقش پا کے مقابل بنا سکے
چار آفتاب ایک جگہ کیونکر آسمان

یہ ذوق کی دعا ہے کہ جبتک رہا نہین
منسوب ہر ستارے سے ہو دہر آسمان

بزمِ نشاط وعیش سجے تیرے گھر مین وہ
لائے ہمیشہ تیری مرادین بر آسمان

مارے جگر مین حاسد بدخواہ کے ترے
تارِ خطوطِ مہر سے سو نشتر آسمان

قصیدہ مسدس دعائیہ

سرآرائے گردون جبتلک سلطانِ خاور ہو
قمر دستورِ اعظم صدرِ اعلیٰ سعد اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو
زحل میرِ عمارت ترکِ گردون میر لشکر ہو
سرِ ہفت آسمان جبتک کہ دورِ ہفت اختر ہو
الٰہی یہ بہادر شاہ شاہِ ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگینِ حکمرانی سے | رہے نام فریدون تا درفشِ کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاجِ کیانی سے | سکندر تا ہو نامی سکۂ کشورستانی سے
ترا اے خسروِ والاحشم عالم مسخر ہو | سریرِ سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

بخارِ ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی | روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
یمن میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی | پئے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو | ترے قبضہ میں بحر پُر گہر ہو کان پُر زر ہو

رکھیں تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر میں | گلِ تر تا ہو گلدان میں تری ہو تا گلِ تر میں
رہے نافہ میں مشک اذفر اور بو مشکِ اذفر میں | صدف میں تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر میں
ترے ابرِ کرم سے باغِ عالم تازہ و تر ہو | شمیمِ خلق سے تیری جہان یکسر معطر ہو

طریقِ رہبری میں خضر ہو جبتک ہدایت فن | سہارا ہووے تا بحرِ غریقِ الیاس کا دامن
رہے ادریس تا قطعِ تعلق سے جنان مسکن | مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن
چراغِ عمر سے تیرے جہان سارا منور ہو | فروغِ اسلام کو ہو رونقِ دینِ پیمبر ہو

شفق گلگونہ ہو جبتک سحر کے روئے نیکو کو | کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو
ثریا نورتن تا کہکشان کے ہوئے بازو کو | کرے وسمے سے تا قوسِ قزح سبز اپنے ابرو کو
لبِ پاسخوردہ دشمن کے لہو سے تیر اخنجر ہو | سرِ بدخواہ فندقِ تیری انگشتِ سنان پر ہو

گلستان میں ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو دیبا | نیستان میں ہو تا نی اور نی سے نغمہ ہو پیدا
نہالِ تاک میں انگور ہو انگور میں صہبا | نشہ صہبا میں ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا

شراب عیش سے خالی کبھی نہ تیرا ساغر ہو — ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے — خوشی تا حاجیوں کو ہووے کعبہ کی زیارت سے
رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے — نماز اہل سنت تا ہو مسجد مین جماعت سے
ترا خطبہ مین ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو — ترا حامی ابوبکر و عمر عثمان و حیدر رہو

قلم تا راستی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئین — قلمدن تا ہو مشک افشان و کاغذ خط سے مشک آگین
زبان پر تا سخن ہو اور سخن مین معنی رنگین — سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین
ترا مداح دائم خسرو ذوق سخنور ہو — ہمیشہ تہنیت خوان ہو دعا گو ہو ثنا گر ہو

اشعار متفرقات قصائد و قطعات وغیرہ مخمسات

مطلع

[illegible] کس کی تہنیت عید مدح خوان — آراستہ ہوا جو قلمدان آسمان

ناتمام

[illegible] نکالے دانت گر سین ستم — کام لے زنبور کا خامہ سے دست معدلت
[illegible] کے پاؤں پہ تیرے مہر آکر سایہ وار — آفتابی سے جو تو کہدے کہ اسکو روک مت
[illegible] آج ہو وہ سلطنت آرائے طرب — کہ ملا باغ مین بلبل کو ہزاری منصب

پھر اگر [illegible] سیاہی تو ورق عذر اعذار — خط ترا شیرین ہے شاہا اور قلم شاخ نبات
[illegible] وہ نہین نور سے — دی جو تو نے دولت انوار آتش کی زکات
[illegible] تو پھر فنکار — نشہ گردون کو مشکل ہاتھ سے تیرے نجات

ناتمام

بر زمین پر ترا توسن وہ پری سان پرّان ‫/‬ سیر گہ جسکی ہے اک ذات سے لیکر تا قاف

ہو قوی دست ترے زور سے اسلام اگر ‫/‬ کھینچے شمشیر سیہ کفر پہ پھر مرکز کا قاف

پاتا گرداب سے ہے گردۂ نانِ آبی ‫/‬ تیری بخشش سے جو دریا کا معیّن ہے کفاف

دست ہمت نے ترے کھوئی روپے کی قدر ‫/‬ چٹکیوں میں ہیں اُڑاتے اُسے کیا کیا اسراف

فرد

دیتا ہے تیری فوج میں نقارہ جب فلک ‫/‬ آتا ہے صاف جیب کی صورت نظر ہلال

تا لشکر طائر ایک پرندہ نہ بچ سکے ‫/‬ منظور تجھکو جبکہ شکارِ پرندہ ہو

مطلع قصیدہ مدح حضرت بادشاہ اکبر شاہ جنت آرامگاہ

نام کو اللہ اکبر کیا ترے توقیر ہے ‫/‬ داخل ہر بانگ ہے شامل ہر تکبیر ہے

ناتمام

کروں اگر رقم تہنیت کا آج آہنگ ‫/‬ تو نکلے میرے قلم سے صدائے بربط و چنگ

ترا وہ زور حمایت ہے پانوں کو اپنے ‫/‬ کرے ہے شیر کی جو بلی سے مالش آہوئے لنگ

شہا ترے رخ روشن کو کس سے دوں تشبیہ ‫/‬ کہ مہر و مہ کو کہوں [illegible] آئینہ [illegible] زنگ

مطلع

ہیں وہ نعلین خسروا تیرے سیر اورنگ گل ‫/‬ جن پہ کھاتا ہے چمن میں تختۂ اورنگ گل

ناتمام

کرتے ہی مہر علی صاف دل کو پر انوار	طلوع شمس پہ موقوف ہی وجود نہار
علی سے کیونکہ نہ ہو زیر لشکر کفار	علی ہی شکل علی اور علی ہی حرف جار

مخمس در مدح

خسروا چڑھ کے سپر گنبد دوار ہلال	خود لب عجز سے کرتا ہی یہ اقرار ہلال
حاضر خدمت عالی ہے بہر کار ہلال	گرز بردار ہے خورشید کماندار ہلال

آسمان لیکے سپر چلتا ہے تلوار ہلال

دست ہمت ترا خورشید سے ہے بالاتر	تیری بخشش سے ہی نیسان عرق شرم مین تر
آئین تیرے در دولت پہ گدا یا نہ اگر	اپنے کاسہ مین بھرے چرخ وہین لعل و گہر

اور کشتی مین بھرے درہم و دینار ہلال

ذوق کرتا ہی سخن تیری دعا پر کوتاہ	عید ہر سال ہو فرخ تجھے با حشمت و جاہ
تیری دولت سے ہون خورسند ترے دولتخواہ	اور جو حاسد ہین ترے واسطے انکے ہر ماہ

چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

قصیدۂ ناتمام در منقبت

لکھون جو مین کوئی مضمون ظلم چرخ برین	تو کربلا کی زمین ہو مری غزل کی زمین
یہ حال ہو مرا ضعف دماغ سے کہ مجھے	صداے صور قیامت ہی ہر مگس کی طنین
زمانہ عربدہ پرداز و بخت بد ناساز	ستارہ بر سر پرخاش و چرخ بر سر کین

عجب نہیں ہے کہ راہب خط چلیپا سے
بناوے تیرے طویلے کے واسطے خرزین

ناتمام

پیری میں بھی ضرور ہے جام شراب ناب
پائے فروغ صبح نہ بے نور آفتاب

تائب نہ ہو تو اس سے کہ داڑھی ہوئی سفید
کر خوب میکشی کہ یہ ہے سیر ماہتاب

ہے بیر دل خنک کی ہوا پر بقائے عمر
پہ برف وہ نہیں جسے کہیں نمدی داب

جو دم مرے سے گزرے غنیمت سمجھ اسے
گردش ہی آسمان کو زمانے کو انقلاب

دے گر چمن کو گریۂ مستانہ میرا آب
پھولوں سے بلبلوں کے ہو پیدا ابیلا شراب

جاگ اٹھیں وہ جو خواب عدم میں ہیں ہوشمند
مستی میں گر بلند ہو میری صفیر خواب

مدح

کرتا ہی روز و شب کو برابر شہنشہا
میزان عدل سے تری میزان میں آفتاب

خورشید کھینچتا ہے جو برج اسد پہ تیغ
چاہے ہی شیر جنگ وہ تجھ سے بلکہ خطاب

ناتمام

ساون میں دیا لو مہ شوال دکھائی
برسات میں عید آئی قدح کش کی بن آئی

کرتا ہی ہلال ابرو چشم سے اشارہ
ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتی طلائی

کوندے ہی جو بجلی تو یہ سوجھے ہی نشے میں
ساقی نے ہی آتش پہ مے تیز اڑائی

پہونچا کمک لشکر باران سے ہی یہ زور
ہر نالے کی ہی دشت میں دریا پہ چڑھائی

کیا ساغر زریں کو کیا جلد مہیا
ساقی نے تو سرسوں ہی ہتھیلی پہ جمائی

کرتی ہے صبا آکے کبھی غالیہ بیزی	کرتی ہے نسیم آکے کبھی لخلخہ سائی
رخسارِ گلِ چین کا ہے سرخی سے یہ عالم	جون وقت غضب چہرۂ ترکان خطائی
ہر دی حنا ہو پہنچی ہی عاشق کے جگر تک	معشوق کا گر ہاتھ مین ہی دست حنائی

مطلع در مدح

یون کرسی زر پہ ہی تری جلوہ نمائی	جس طرح سے مصحف ہو سر رحل طلائی
مانع جو ہوا دست درازی کو ترا عدل	پروانے کو پھر شمع نے انگلی نہ لگائی

سہرا

ای جوان بخت مبارک تجھے سر پر سہرا	آج ہی یمن و سعادت کا ترے سر سہرا
آج وہ دن ہی کہ لائے در انجم سے فلک	کشتیِ زر مین مہِ نو کی لگا کر سہرا
تابشِ حسن سے مانند شعاعِ خورشید	رخِ پر نور پہ ہے تیرے منور سہرا
وہ کہے صلِ علیٰ یہ کہے سبحان اللہ	دیکھیں مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا
تا بنے اور بنی مین رہے اخلاص بہم	گوندھیے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا
دھوم ہے گلشنِ آفاق مین اس سہرے کی	گائین مرغان نوا سنج نہ کیونکر سہرا
روے فرخ پہ جو ہین تیرے برستے انوار	تار بارش سے بنا ایک سراسر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہی دم آرائش	سر پہ دستار ہی دستار کے اوپر سہرا
اک گہر بھی نہین صد کان گہر مین چھوڑا	تیرا بنوایا ہے لے لے کے جو گوہر سہرا
پھر تو خوشبو سے ہر اترائی ہوی باد بہار	اللہ اللہ رے پھولون کا معطر سہرا

سر پہ طرّہ ہے مزیّن تو گلے میں بدّھی — کنگنا ہاتھ میں زیبا ہے تو سر پر سہرا
رونمائی میں تجھے دے مہ و خورشید فلک — کھولدے منھ کو جو تو منھ سے اُٹھا کر سہرا
کثرتِ تارِ نظر سے ہی تماشائیوں کی — دمِ نظارہ ترے روے نکو پر سہرا
دُرِ خوش آب مضامیں سے بنا کر لایا — واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا
جسکو دعوی ہو سخن کا یہ سنا دے اُسکو — دیکھ اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

رباعیات مدح

شاہا تجھے باد دولت و بخت فیروز — فرخ ہو سدا جہان میں جشن نوروز
ہووے شرف اندوز ترے طالع سے — ہر سال حمل میں مہر عالم افروز

رباعی

خورشید سے اک روز جہان میں نوروز — اور تجھ سے جہان روز مسرت اندوز
ہی تجھ کو زمانہ میں شرف دوازدہ ماہ — اور ہی مہر جہانتاب کو یکسال ایک روز

رباعی

کہتا ہے یہ فیروزیِ رنگ نوروز — تو ہو صفِ اعدا پہ مظفر فیروز
ہو دشمنِ سرکش کے لیے سہم الموت — اے شاہ عدو کش ترا تیرِ دلدوز

قطعہ

دعا ہے ذوق کی ہو خلعتِ ولیعہدی — مبارک آپ کو با آفتابی و کرسی
یہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ — بحق سورۂ والشمس و آیۃ الکرسی

اشعار قصیدہ

اسکے [illegible] موزوں سکے ہو اک [illegible] — یہ جو کرتے ہیں عروضی فاعلاتن فاعلات
[illegible] کیونکر اک جہان سبزہ ہو — ذات ہو تیری شہا سرچشمۂ آب حیات

اشعار قصیدہ بصفت زبان

جیسے سرطان و اسد کا شہر ساکن — آب دار ایسا ہو ہے نشو و نما سے گلشن
جوش [illegible] باد آلی ہے — آیت انبتہا اللہ نباتا حسنا
جہر [illegible] شعلہ کا عالم ہو فانوس خیال — خوف سے یوں تیرے لرزاں ہے عدو تیر [illegible]

فرد

[illegible] آتش آب خاک باد — چل نہ سکے [illegible] آتش و آب و خاک و باد

فرد

تاکہ [illegible] — چھوڑ دیں شرک پوجنا آتش و آب و خاک و باد

تمت [illegible]

خاتمۃ الطبع [illegible] زبان دانوں کو نوید ہو
[illegible] کلام فصاحت انضمام مطبوع خاص و عام سراسر جید و
خوش [illegible] دیوان ذوق [illegible] شیریں مقال تتمہ شعرائے ماضی و حال واقف
[illegible] ذوق مرحوم خاکسار ذرہ بیمقدار ابوالحسنات
[illegible] تمام [illegible] ساقویں یا بطرز و ترتیب نو ماہ ذی حج
[illegible] ١٣٠١ [illegible] نامی پریس لکھنؤ میں طبع ہو کے مقبول طبائع ہو